سکونِ دل

افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

مرتب

[illegible]

مکتبہ صوت القرآن دیوبند

نام کتاب	:	سکون دل
صاحب خطبات	:	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	:	مولوی صلاح الدین سیفی
باہتمام	:	قاری فیض الحسن اعظمی
تعداد	:	۱۱۰۰
ناشر	:	مکتبہ صوت القرآن دیوبند 247554

=/90

موبائل:01313211053۔فون:01336-223460

ملنے کے پتے

ادارہ فیض فقیر ترکیسر، سوت، گجرات (انڈیا

مکتبہ سعدیہ ترکیسر، سورت، گجرات

کتب خانہ عبداللہ کاکوزنی ترکیسر، سورت، گجرات

قراءۃ اکیڈمی ترکیسر، سورت، گجرات

اَللّٰہ اَللّٰہ اَللّٰہ

اپنے دل کی بات

باسمہ تعالیٰ

پیش نظر کتاب (سکون دل) حضرت والا (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی زید مجدہ) کے ان مواعظ کا مجموعہ ہے جو ملک زامبیا کے لوساکا شہر کے اندر مستورات کے لئے بالخصوص اور مردوں کے لئے بالعموم مختلف وقتوں میں ہوئے چوں کہ حضرت والا گذشتہ کئی سال سے ''زامبیا'' میں رمضان المبارک کا اعتکاف فرماتے ہیں چنانچہ یہ اکثر بیانات بحالت اعتکاف ہوئے ہیں، حضرت والا مسجد کے اندر ہوتے تھے اور خواتین مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں باپردہ جمع ہوجاتی تھیں، پھر حضرت والا وعظ فرماتے تھے جس میں عورت اور مرد دونوں ہی کے لئے ترغیبی باتیں ہوتی تھیں، ان مواعظ کا اثر وہاں اتنا ہوا کہ اکثر عورتیں شرعی حجاب میں آگئیں، اور سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر اللہ رب العزت کے قرب کے منازل طے کرنے لگیں، **ذالك فضل الله**.

حضرت سے مشورے کے بعد اللہ رب العزت کی دی ہوئی توفیق سے ان مواعظ کو جمع کرنا شروع کیا اور ''سکون دل'' کے نام سے جو کہ استاذ محترم جناب حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب شیخ الحدیث فلاح دارین ترکیسر کا منتخب کردہ نام ہے، اسکی پہلی جلد پیش خدمت ہے، مستورات کے مواعظ کا یہ سلسلہ کئی جلدوں تک انشاء اللہ جاری رہے گا۔

بڑی ناانصافی ہوگی اگر اس موقع پر جناب الحاج یونس بھائی اور شاہنواز بھائی راوت کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے ان مواعظ کو جمع کرنے میں اس عاجز کا پورا پورا

تعاون کیا، نیز انکی اشاعت کے لئے جس کسی نے بھی جس نوعیت کا تعاون کیا اللہ رب العزت سے دعاء ہے اللہ تعالی انکی کو دوارین کی سعادتوں سے بھر دے آمین۔

یہ عاجز اور مسکین بندہ، اپنے گناہوں پر نادم وشرمندہ، اللہ رب العزت کا بے انتہا شکر گزار ہے کہ اللہ رب العزت نے محض اپنے فضل واحسان سے اس مبارک کام میں مصروفیت عطا فرمائی پیارے رب اس عاجز و مسکین کے لئے اس کام کو ذریعہ نجات بنادے اور قبول فرما کر حضرت کا فیض عام تام فرمادے، اور اللہ رب العزت سے دعاء ہے اللہ رب العزت حضرت والا کو سلامت باکرامت رکھے اور آپ کے فیض کو تا قیامت جاری رکھے آمین یارب العالمین۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بارگاہ الہی میں دعاء ہے اللہ رب العزت ان مواعظ کو ذریعہ "سکون دل" بنا کر ہمیشہ کے لئے شفائے دل نصیب فرمادیں۔

والسلام

صلاح الدین سیفی

کان اللہ عوضا عن کل شیء

دار العلوم فلاح دارین ترکیسر، سورت گجرات (انڈیا)

مُناجات



دل مغموم کو مسرور کر دے
دل بے نور کو پرنور کر دے
فروزاں دل میں شمع طور کر دے
یہ گوشہ نور سے پرنور کر دے



مرا ظاہر سنور جائے الٰہی
مرے باطن کی ظلمت دور کر دے

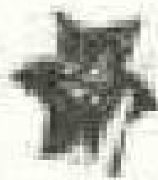


مئے وحدت پلا مخمور کر دے
محبت کے نشے میں چور کر دے
نہ دل مائل ہو میرا انکی جانب
جنہیں تیری عطا مغرور کر دے

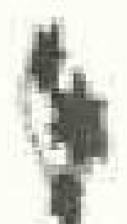


ہے میری گھات میں خود نفس میرا
خدایا اسکو بے مقدور کر دے







مناجات

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں
اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

کون منظور ہے کون مردود ہے
بے خبر کیا خبر تجھکو کیا کون ہے

جب تلیں گے عمل سب کے میزان پر
تب کھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے

سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے

ہے خبر بھی تو ہی مبتداء بھی تو ہی
ناخدا بھی تو ہی ہے خدا بھی تو ہی

رزق پر جسکے پلتے ہیں شاہ و گدا
تجھ احد کے سوئی کون ہے

سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے

اولیا تیرے محتاج اے رب کل
تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رسل

انکی عزت کا باعث ہے نسبت تیری
انکی پہچان تیرے سوئی کون ہے

سب کا داتا ہے تو سب کو دیتا ہے تو
تیرے بندوں کا تیرے سوئی کون ہے

میرا رب سن رہا ہے میری یہ دعاء
جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زباں

اب مری راہ میں حائل نہ ہو
نامہ بر کیا بلا ہے صباء کون ہے

اولیا انبیاء آل بیت اور نبی
تابعین و صحابہ پہ جب آگئی

گر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی
تو نہیں ہے تو مشکل کشا کون ہے

اہل فکر و نظر جانتے ہیں تجھے
کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے

اے نصیر اسکو تو فضل باری سمجھ
ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

کس سے مانگیں کہاں جائیں کس سے کہیں
اور دنیا میں حاجت روا کون ہے

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے
خدایا فضل فرما دل بدل دے

گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں
بدل دے میرا راستہ دل بدل دے

سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں
مزا آجائے مولیٰ دل بدل دے

کروں قربان اپنی ساری خوشیاں
تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے

ہٹالوں آنکھ اپنی ماسویٰ سے
جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے

سہل فرما مسلسل یاد اپنی
خدایا رحم فرما دل بدل دے

پڑا ہوں تیرے در پہ دل شکستہ
رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے

ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے
بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے

میری فریاد سن لے میری مولیٰ
بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے

خطبات ایک نظر میں

﴿یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (پ ۴ سورۃ ۳ آیت ۱۶۸)

زبان کا صحیح استعمال

از افادات

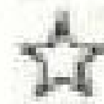
حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام زامبیا، لوساکا

فہرست عناوین

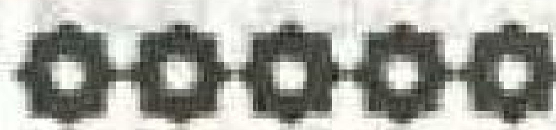
اللہ اللہ اللہ

اقتباس



کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جسکا جتنا ظرف ہے اتنا وہ خموش ہے

خاموش رہنا تدبر کی علامت ہوتی ہے، عقلمندی کی علامت ہوتی ہے، اور انسان کے سمجھدار ہونے کی علامت ہوتی ہے، جب کہ ہر وقت ٹر ٹر کرتے رہنا یا انسان کی بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے، یاد رکھئے گا کہ "زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، پاؤں پھسل گیا تو بندہ پھر اٹھ سکتا ہے، لیکن اگر زبان پھسل گئی تو وہ لفظ پھر واپس نہیں آسکتا" اسلئے جس بندے کی زبان بے قابو ہو تو اس بندے کی موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے۔



﴿ از افادات ﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ..... امابعد!

اَعوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (پ۲۸، سورہ ۶۱، آیت ۲)

"اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے ہو، بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو"

وقال اللّٰہ تعالیٰ فی مقام آخر

﴿یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ﴾ (پ۴، سورہ ۳، آیت ۱۶۸)

"کہتے ہیں اپنے منہ سے جو نہیں ہے انکے دل میں"

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی مقام آخر

﴿مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ﴾ (پ۲۶، سورہ ۵۰، آیت ۱۸)

"نہیں بولتا ہے کوئی بات مگر یہ کہ اس پر ایک فرشتہ نگراں مقرر ہے"

وقال رسول اللّٰہ ﷺ

[اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ]

"مسلمان تو وہ ہے جسکے زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے"

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تعلیم وتربیت

دو الفاظ ایک ساتھ بولے جاتے ہیں: ۱۔ ..... تعلیم ۲۔ ..... تربیت

تعلیم تو انسان مدارس سے دارالعلوموں سے پالیتا ہے، لیکن تربیت اس کو ان

جگہوں سے نہیں ملتی؛ اسکے لئے اسے بعض اشخاص کی خدمت میں رہنا پڑتا ہے، جو افسانوں کو انسان بنانے کا کام کرتے ہیں، انسان کا دنیا میں آنا آسان لیکن صحیح معنوں میں انسان بنجانا بڑا مشکل کام ہے، جو بنتا یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے، یہ کام انبیاء کرام کے ذمہ تھا، جو دنیا میں انسان کو انسان بنانے کے لئے تشریف لائے تھے اور جب دنیا سے پردہ فرمانے لگے، تو یہ کام انکے ورثاء جو علماء صلحاء تھے ان کو دیدیا گیا، اب قیامت تک ایسے افراد نور نسبت کو دل میں لئے ہوئے تربیت کا کام کرتے رہیں گے، یہ لوگ دیکھنے میں ایک فرد نظر آئیں گے، مگر حقیقت میں ایک جماعت سے بھی زیادہ وزنی ہوں گے، جیسے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً﴾ (پ ۱۴ النحل) "بیشک ابراھیم تو ایک امت تھا" یہ قرآن مجید کی کتنی وزنی دلیل ہے کہ دیکھنے میں تو فرد واحد ہے لیکن اللہ کے یہاں امت سے بھی زیادہ وزن رکھتے ہیں۔

زبان سے نکلے الفاظ کی اہمیت

غور کیجئے کہ جب کوئی کافر کلمہ پڑھتا ہے، اسکو کوئی بھاگا دوڑی یا ورزش نہیں کرنی پڑتی، بلکہ صرف اپنی زبان سے کلمے کے دو الفاظ کہنے پڑتے ہیں، جنکے ادا کرنے سے پہلے وہ کافر ہوتا ہے، کہنے کے بعد مسلمان بنجاتا ہے، پہلے اللہ کا دشمن تھا اب اللہ کے دوستوں میں شامل ہو جاتا ہے، پہلے شیطان کا بندہ تھا، اب رحمن کا بندہ بن جاتا ہے، اسکے اگر سو سال کے بھی گناہ ہوں گے، پروردگار عالم اسکے سو سال کے گناہ بھی معاف فرما دیں گے، تو معلوم یہ ہوا کہ زبان سے نکلے الفاظ کے بعد اسکی زندگی کا بالکل ہی رخ بدل جاتا ہے، چنانچہ زبان سے نکلے الفاظ کی اللہ رب العزت کے یہاں بہت قدر و قیمت ہے۔

دو لفظوں کا کرشمہ

جب کسی مرد یا عورت کا نکاح ہوتا ہے، اس نکاح کے وقت جب مرد قبول

کرتا ہے، تو اس وقت اسکو اپنی زبان سے فقط اتنے ہی الفاظ کہنے پڑتے ہیں" کہ میں نے اس لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کیا" یا اتنا کہدے کہ" میں نے اسے قبول کیا" اتنے چند لفظ کہنے پر وہ لڑکی جو اسکے لئے غیر محرم تھی، جس کی طرف دیکھنا اسکے لئے کبیرہ گناہ تھا، جس سے بات چیت کرنا اسکے لئے حرام تھا، وہ لڑکی اتنے الفاظ کہنے کے بعد اسکے لئے محرم ہی نہیں بنتی بلکہ شریکہ حیات بنجاتی ہے، اب یہ اسکے ساتھ پوری زندگی گذارتا ہے، تو سوچئے کہ نکاح کے وقت فقط چند الفاظ کے بولنے پر دو انسانوں میں کتنی جدائیاں تھیں، اب وہ اتنا قریب ہو گئے کہ کہنے کو تو جسم دو ہیں مگر ان دونوں کے جسم ایک جیسے ہیں، یہ خوشی اور غمی کے ساتھی بنجاتے ہیں، تو اللہ رب العزت کے یہاں زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اتنی اہمیت رکھتے ہیں، کہ جس طرح چند الفاظ نے اس لڑکی اور لڑکے کے درمیان کے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا، اسی طرح اگر کوئی مرد کسی وقت اپنی بیوی کو طلاق کے الفاظ کہدیتا ہے تو دو الفاظ کے زبان سے نکلنے پر وہ عورت جو اس کی شریکہ حیات تھی اسکے بچوں کی ماں تھی، اسکے دکھ درد کی ساتھی تھی، اب اسکے لئے اجنبیہ بن گئی، وہ پھر اسکے لئے نامحرم بن گئی تو نکاح اور طلاق کے چند الفاظ سے انسان کی زندگی میں کتنی تبدیلیاں آجاتی ہیں۔

فکر کی ضرورت

اس سے اندازہ لگانے کی ضرورت ہے کہ انسان کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ اللہ رب العزت کے یہاں کتنا وزن رکھتے ہیں، اور ہم ہیں کہ زبان سے الفاظ نکالے ہی چلے جاتے ہیں اور احساس بھی نہیں رکھتے کہ ان الفاظ کا کیا مطلب ہے اور دوسرے پر اسکے کیا اثرات مرتب ہو رہے ہیں، کیا ہم کسی دوسرے کو تکلیف تو نہیں پہنچا رہے؟ ہم اللہ کی کسی مخلوق کا دل تو نہیں جلا رہے؟ غور کرنا چاہیئے کہ ہم اپنی زبان سے ایسے کلمات تو نہیں نکال رہے، جو کلماتِ کفر کہلاتے ہیں اسلئے مشائخ کے یہاں زبان کے صحیح استعمال کی مستقل محنت کروائی جاتی ہے۔

تحدیث نعمت

الحمد للہ اس عاجز نے اپنے مشائخ کی صحبت میں زندگی کے بائیس سال گذارے تب اس عاجز کو خلافت و بیعت کی ذمہ داری سونپی گئی، مشائخ نے اس بات کی محنت کروائی کہ آپ کی زبان سے جھوٹ نہیں نکلنا چاہیئے، اب بتایئے کہ جب خانقاہوں میں پینتیس پینتیس سال محنت کروائی جاتی ہے، ہر ہر بات پر اپنے کان متوجہ ہوتے ہیں، کہ میری زبان سے کوئی بات خلاف واقعہ تو نہیں نکل رہی جھوٹ تو نہیں نکل رہا، تو سوچئے کہ انسان کی زندگی میں کس قدر سچ آجاتا ہے، جس زبان سے جھوٹ نکلنا بند ہو جاتا ہے پھر اللہ رب العزت اس زبان سے نکلی ہوئی باتوں کو بھی رد نہیں فرماتے، اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی زبان کا صحیح استعمال کریں، اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ﴾ (پ ۲۶ سورۃ ۴۹ آیت ۱۱) "اے ایمان والو! تم دوسرے لوگوں کے ساتھ ہنسی مذاق نہ کرو ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بہتر ہوں، تم انکو برے ناموں سے نہ پکارو، اپنی زبان سے تم بری بات نہ نکالو، کہ ایمان لانے کے بعد زبان سے بری بات کا نکالنا اللہ رب العزت کے نزدیک بہت برا ہے، تو گویا ہمیں اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دی جارہی ہے، اور اس بات کو سمجھایا جارہا ہے کہ زبان کو سوچ سمجھ کر ہم استعمال کیا کریں۔

بظاہر چھوٹی جرم بڑا

زبان کے بارے میں علماء نے لکھا ہے جِرْمُهٗ صَغِيْرٌ وَجُرْمُهٗ كَبِيْرٌ" اسکی جسامت تو چھوٹی ہوتی ہے لیکن اس سے ہونے والے جرم بہت بڑے ہوا کرتے ہیں" تو زبان دیکھنے میں جتنی چھوٹی ہوتی ہے اس سے سرزد ہونے والے جرم

اتنے ہی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، چنانچہ انسان زبان سے غیبت کرتا ہے اور غیبت اتنا بڑا جرم ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا کہ [اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا] "غیبت تو زنا سے بھی زیادہ بری بات ہے" زبان سے جھوٹ نکلتا ہے اور اتنا نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ تم جھوٹوں کے دفتر میں اس بندے کا نام لکھ دو، چغل خوری انسان زبان سے ہی کرتا ہے، دوسروں پر بہتان تراشی آدمی زبان سے ہی کرتا ہے، دوسروں کے دل کو ایذاء پہنچانا، دل آزاری جسے کہتے ہیں یہ سب زبان ہی سے کی جاتی ہیں، اسلئے یاد رکھنا! "بیماریوں میں سے سب سے بری دل کی بیماری اور دل کی بیماریوں میں سے سب سے بری دل آزاری ہوتی ہے" تو جب ہم کسی بندے کا دل جلاتے ہوتے ہیں تو اسکے بدلے ہمارے نامہ اعمال میں گناہوں کے انبار لگ رہے ہوتے ہیں، اسلئے زبان کو انسان صحیح طرح استعمال کرے شریعت نے ہمیں اسکی اہمیت بتلا دی ہے۔

جنت کی ضمانت

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو انسان جسم کے دو اعضا کے صحیح استعمال کرنے کی ضمانت دیدے میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) مَا بَیْنَ لِحْیَیْهِ (۲) وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ "ایک وہ عضو جو دو جبڑوں کے درمیان ہے جسے زبان کہتے ہیں، اور دوسرا وہ عضو جو انسانوں کے دو رانوں کے درمیان ہے (انسان کے جسم کے پوشیدہ اعضا) تو جو انسان ان دونوں اعضا کی ضمانت دیدے، میں اسکو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

پتے کی بات

قیامت میں جو انسان جہنم میں جائیں گے وہ اکثر زبان کے غلط استعمال ہی کی وجہ سے جائیں گے، یہاں پر ایک نقطہ سمجھنے کا ہے کہ اللہ رب العزت نے زبان کو ڈبل پروٹیکشن {PROTECTION} (حفاظت) دی ہے آپ اگر غور کریں تو

پتہ چلے گا کہ زبان کے اوپر اللہ نے دو کور دیے ہیں، ایک تو اس کے گرد دانتوں کا حصار بنایا گیا، دوسرے اسکے گرد ہونٹوں کا حصار بنایا گیا، جب زبان کو کھولنا ہو تو پہلے ہونٹ کھلتے ہیں، پھر دانت کھلتے ہیں، تب جا کر زبان چلتی ہے، اسکے ذریعہ بندے کو اللہ تعالی نے یہ بتلایا کہ اسکو چلانے سے پہلے انجام کو سامنے رکھنا۔

اسی طرح انسان کی شرم گاہ بھی دو کپڑوں کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے اسکو بھی دو کپڑوں کے اندر آدمی محفوظ رکھتا ہے، عام طور پر آدمی دیگر اعضاء کو تو ایک کپڑے سے ڈھانپتا ہے لیکن شرمگاہ کو دو کپڑوں سے ڈھانپتا ہے، ایک زیر جامہ دوسرے قمیص، کہ ان تنبوں کو ہٹانے سے پہلے ذرا انجام کو یاد رکھ لینا کہ اسکی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے۔

خوش نصیب کون؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کئی مرتبہ کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں داخل ہوں گے، خوش نصیب ہیں وہ انسان جنکی خاموشی فکر کے ساتھ ہو، اور انکی گفتگو ذکر کے ساتھ ہو، یعنی انسان خاموش رہے تو اللہ کی یاد میں لگا ہو اور اگر بات بھی کرے تو نیکی کی بات کرے، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ اکثر خاموش رہتے ہیں، آپ کچھ نصیحت کیا کریں تاکہ لوگوں کو کچھ فائدہ ہو، تو حضرت نے بہت پیاری بات فرمائی سونے کی ڈلیوں سے بھی پیاری، فرمایا کہ "جس نے ہماری خاموشی سے کچھ نہ پایا وہ ہماری باتوں سے بھی کچھ نہیں پائے گا"۔

خاموشی کے فوائد

خاموشی بھی بعض اوقات بہترین جواب ہوتا ہے، یہ ضروری نہیں کہ خاوند نے ذرا سی بات کہی تو بیوی کو بھی بولنا لازمی ہے، یا بیوی نے کوئی بات کی تو خاوند

کے لئے اسکا جواب دینا فرض ہے، کئی مرتبہ مخاطب کی بات کا بہترین جواب خاموشی ہوتی ہے تو ہم اس بات کو نہ بھولیں کہ خاموش رہنے سے بھی انسان کا پیغام دوسرے تک پہنچ جاتا ہے۔

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جسکا جتنا ظرف ہے اتنا وہ خموش ہے

تو خاموش رہنا تدبر کی علامت ہوتی ہے اور عقلمندی کی علامت ہوتی ہے، اور انسان کے سمجھدار ہونے کی علامت ہوتی ہے، جب کہ ہر وقت ٹر ٹر کرتے رہنا یہ انسان کی بیوقوفی کی علامت ہوتی ہے، یاد رکھیے گا کہ "زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی ہے، پاؤں پھسل گیا تو بندہ پھر اٹھ سکتا ہے، لیکن اگر زبان پھسل گئی تو وہ لفظ پھر واپس نہیں آسکتا" اسلئے جس بندے کی زبان بے قابو ہو تو اس بندے کی موت کا فیصلہ وہی کرتی ہے۔

قول و فعل میں حیاداری

ایک نوجوان نے فحش کلامی کی، ایک بزرگ نے اسے کہا اے نوجوان! ہوش کر کہ تو اللہ رب العزت کے نام کیسا خط بھیج رہا ہے، اسلئے کہ جو بھی انسان بولتا ہے وہ نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے، قرآن پاک میں فرمایا گیا ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ اسلئے ان بزرگ نے فرمایا کہ اے نوجوان غور کر کہ تو اللہ رب العزت کے نام کیسا خط بھیج رہا ہے، اسلئے جو بندہ اپنے اقوال میں احتیاط نہیں رکھتا وہ اپنے احوال میں بھی احتیاط نہیں رکھتا ہے۔

ایک مثال

چنانچہ یحیٰی ابن معاذ رازی فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال ہنڈیا کے مانند ہے، اور زبان کی مثال چمچہ کے مانند ہے" ہنڈیا سے تو وہی کچھ چمچہ میں نکلتا ہے جو ہنڈیا میں موجود ہوتا ہے تو جب کسی انسان کی زبان سے گندی باتیں نکلیں غیبت

نکلے، جھوٹ نکلے، تو سمجھ لیجئے کہ اسکے دل میں یہی برائیاں بھری پڑی ہیں، اور یہ بھی ذہن میں رکھئے گا محققین نے لکھا ہے کہ "عورت کی زبان ایسی تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوا کرتی" عام طور پر یہ بات مشاہدے میں آئی کہ عورتوں کی زبان قابو میں نہیں رہتی اور مردوں کے ہاتھ قابو میں نہیں رہتے، مردوں میں یہ بیماری کہ ذرا ذرا سی بات پر ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہم اپنوں پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں، یہ بات ذہن میں رکھ لیجئے کہ جب بھی اپنوں سے کوئی قصور ہوتا ہے اس میں اپنا بھی کچھ نہ کچھ قصور ہوتا ہے، اسلئے مرد ذرا غور سے اس بات پر توجہ دیں، لوگ بچوں پر، بیوی پر، ہاتھ اٹھاتے ہیں یہ ہاتھ کا اٹھانا کوئی اچھی بات نہیں، ہاتھ انسان اس وقت اٹھاتا ہے کہ جب وہ ہار مان لیتا ہے کہ میں زبان کے ساتھ سمجھانے سے قاصر ہوں، گویا جس بندے نے یہ شکست تسلیم کر لی کہ میں اپنی بیوی کو، بٹی کو، بچوں کو، لسان سے سمجھانے کی اہلیت نہیں رکھتا زبان سے سمجھانے میں میں شکست کھا گیا ہوں، تب وہ بندہ اپنا ہاتھ اٹھاتا ہے، تو ہاتھ کا اٹھانا مردانگی نہیں دیوانگی ہوتی ہے، شریعت نے بہت اخیر میں جا کر ایک بات کہی کہ اگر کسی آدمی کی بیوی، کوئی فحش کام کر لے اور یہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے تو اگر اسکو شوہر زبان سے سمجھائے وہ پھر بھی باز نہ آئے تو پھر شریعت نے کہا کہ اب تم اسکو دو چار تھپڑ بھی لگا سکتے ہو، لیکن یہ مار پیٹ کوئی روزمرہ کی بات نہیں ہوتی، ایسے تو بہت کم معاملات پیش آتے ہیں، روزمرہ میں تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جس پر انسان غصہ کرتا ہے، اسلئے جلدی ہاتھ اٹھا دینا یہ مردوں کی کوتاہی اور زبان جلدی چلا دینا یہ عورتوں کی کوتاہی ہے اور کئی گھروں میں تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ عورت کی زبان رکتی ہے اور نہ مرد کا ہاتھ رکتا ہے، پھر یہ لوگ پرسکون زندگی کیسے گذار سکیں گے۔

گر کی بات

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی عالم کے سامنے بیٹھے تو اپنی زبان کو سنبھال

کر بیٹھے کہ اگر زبان سے کوئی لفظ ادھر ادھر کا نکل گیا تو وہ شریعت کا فتویٰ اسکو بتا دیں گے اور اگر حاکم کے سامنے بیٹھو تو اپنی آنکھ کو سنبھال کر بیٹھو، اگر آنکھ ادھر ادھر گئی تو حاکم اپنی طاقت کا مظاہرہ کرے گا اور اہل اللہ کے پاس بیٹھو تو اپنے دلوں کو سنبھال کر بیٹھو اسلئے کہ یہ لوگ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں، بندے کے دل کی کیفیت اور بات اللہ تعالیٰ انکے دلوں پر منعکس کر دیتے ہیں اور یہ بھی پکی بات ہے کہ لمبی زبان ہمیشہ زندگی کو چھوٹا کر دیتی ہے، یعنی زبان کی وجہ سے بندہ ایسی مصیبتوں اور غموں میں گھرا ہوتا ہے کہ وہ غم پھر اسکی زندگی کو کم کر دیتے ہیں، تلوار کا وار جسم پر پڑتا ہے، جب کہ زبان کا وار دل پر پڑا کرتا ہے، تلوار کا وار مندمل ہو جایا کرتا ہے، لیکن زبان کا لگا زخم جلدی مندمل نہیں ہوتا، بلکہ جن رشتے اور ناطوں کو تلوار نہیں کاٹ سکتی زبان ان رشتے اور ناطوں کو ایک لفظ میں کاٹ کر رکھ دیتی ہے، تو تلوار کا نقصان اتنا نہیں ہوتا جتنا زبان کا ہوا کرتا ہے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بند منہ کے اندر مکھیاں نہیں پڑا کرتیں، مکھی منہ میں تب پڑے گی جب منہ کھلے گا، تو معلوم ہوا کہ انسان سے غلطی اور کوتاہی تبھی ہوگی جب زبان کھلے گی، اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اکثر بات سنا کریں اور تھوڑا بولا کریں، سننے کیلئے اللہ نے دو کان دیئے اور بولنے کے لئے اللہ نے ایک زبان دی تو کسی شاعر نے اسکو یوں کہا ؎

کہے ایک جب سن لے انسان دو
خدا نے زباں ایک دی، کان دو

چوں کہ کان دو ہیں اسلئے دو باتیں سننے کے بعد پھر آپ ایک بات کا جواب دیا کریں، یعنی سنا زیادہ کریں اور بولا کم کریں۔

زندگی کی بنیاد سچ پر رکھیں

بعض اوقات ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ ہم زبان سے سچ اور جھوٹ بول کر سب لوگوں کو راضی اور مطمئن کر لیں گے، سچ کا بول بالا ہوتا ہے، جھوٹ

چاہے کتنا ہی تیز کیوں نہ ہو سچ ہمیشہ اس کو پکڑلیا کرتا ہے، تو اسلئے زندگی کی بنیاد سچ پر رکھنے کی ضرورت ہے، حضرت علی ﷺ فرمایا کرتے تھے [المرء مخبوء تحت لسانه] ''کہ انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے'' کیا مطلب؟ کہ جب تک تم بات نہ کرو تب تک تم اسے عقلمند ہی سمجھوگے، بیوقوفی کا پتہ تو تب چلے گا جب بات کروگے، تو بیوقوف کے گلے میں گھنٹی باندھنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ جب بولتا ہے تو خود ہی پتہ چلتا ہے کہ وہ بیوقوف ہے، اسی لئے کسی نے کہا کہ عقلمند سوچ کر بولتا ہے اور بیوقوف بول کر سوچتا ہے، پہلے زبان سے کچھ کہدیا پھر سوچنے لگا کہ او ہو میں نے یہ بات کیوں کہدی، اسلئے ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ پہلے تولو پھر بولو، کہ بات کرنے سے پہلے ہم سوچا کریں، خود جائزہ لیں کہ یہ بات ہمیں کرنی بھی چاہیے کہ نہیں، تو پہلے تولو پھر بولو۔

موقع پر گفتگو

''اس لئے کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کی مانند ہوتی ہے''

ہمارے علاقہ میں ایک خاتون گزری ہیں، جنکو حاتم طائی کی بیوی کہا جاتا تھا نیک اور دیندار، مالدار خاوند کی بیوی تھی، انکا گھر جس بستی میں تھا اسکے قریب سے ایک عام سڑک گزر رہی تھی، دیہاتوں کے لوگ اپنی بستیوں سے چل کر اس سڑک تک آتے اور بسوں کے ذریعہ پھر شہروں میں جاتے، کئی مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ وہ جب پہنچتے، تو بس کا آخری وقت ختم ہو چکا ہوتا، رات گہری ہو چکی ہوتی اب ان مسافروں کو بس نہ ملنے کی وجہ سے انتظار میں بیٹھنا پڑتا اور بیٹھنے کے لئے کوئی خاص جگہ بھی بنی ہوئی نہیں تھی، اس نیک عورت نے جس کا شوہر خوش حال تھا اپنے خاوند کو یہ تجویز پیش کی کہ کیوں نہ ہم مسافروں کے لئے ایک چھوٹا سا مسافر خانہ بنادیں تا کہ وقت بیوقت لوگ آجا ئیں اور انکو سواری نہ ملے تو وہ لوگ ایک کونہ میں بیٹھ کر وقت گذارلیں، خاوند نے مسافر خانہ بنوادیا، لوگوں کے لئے بڑی آسانی ہوگئی جب بھی

لوگ آتے تو اس کمرے میں بیٹھ کر تھوڑی دیر انتظار کر لیتے، پھر اس نیک عورت کو خیال آیا کہ کیوں نہ ان مسافروں کے لئے چائے پانی کا تھوڑا سا نظم ہی ہو جائے، چنانچہ اسکو جو جیب خرچ ملتا تھا اسنے اسمیں سے مسافروں کیلئے چائے پانی کا نظم کر دیا، اب مسافر اور خوش ہو گئے اور اس عورت کو اور زیادہ دعائیں دینے لگے، وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں میں یہ بات بہت پسند کی جانے لگی کہ اللہ کی نیک بندی نے لوگوں کی تکلیف کو دور کر دیا، حتی کہ اس کو اور چاہت ہوئی اس نے اپنے خاوند کو کہا کہ اللہ تعالی نے ہمیں بہت کچھ دیا ہوا ہے ہم اگر کھانے کے وقت میں ان مسافروں کو کھانا بھی کھلا دیا کریں تو اس میں کونسی بڑی بات ہے، اللہ کے دیئے ہوئے میں سے ہم لگائیں گے چنانچہ خاوند مان گیا نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے نیکی کے کام کروایا کرتی ہیں، یہ نہیں ہوتا کہ کوئی تو تاج محل بنوائے اور کوئی گلشن آرا کا باغ بنوائے، یہ تو بیوقوفی کی باتیں ہیں، کہ دنیا کی چیزیں بنوالیں یہ کیا یادگار رہوئی، یادگار تو وہ تھی جو زبیدہ خاتون نے چھوڑی، کہ جنگی نہر سے لاکھوں انسانوں نے پانی پیا اور اپنے نامۂ اعمال میں اسکا اجر لکھا گیا، تو نیک بیویاں اپنے خاوندوں سے ہمیشہ نیک کاموں میں خرچ کرواتی ہیں، چنانچہ شوہر نے مسافروں کے لئے کھانے کا انتظام بھی کر دیا، لہذا جب مسافروں کو کھانا بھی ملنے لگا تو بہت سے مسافر رات میں وہاں ٹھہر جاتے اور اگلے روز بس پکڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتے، یہاں تک کہ وہاں پر سو پچاس مسافر رہنے لگ گئے، کھانا پکتا لوگ کھاتے اسکے لئے دعائیں کرتے، اب کچھ لوگ ضرورت سے زیادہ خیر خواہ بھی ہوتے ہیں، جو خیر خواہی کے رنگ میں بدخواہی کر رہے ہوتے ہیں، دوستی کے رنگ میں دشمنی کر رہے ہوتے ہیں، چنانچہ ایسے آدمیوں میں سے ایک دو نے اسکے خاوند کو بات کی کہ جی تمہاری بیوی تو فضول خرچ ہے، سو پچاس بندوں کا کھانا روز پک رہا ہے، یہ فارغ قسم کے لوگ نکھٹو اور نالائق قسم کے لوگ، آ کر یہاں پڑے رہتے ہیں کھاتے رہتے ہیں، تمہیں اپنے مال کا بالکل احساس نہیں یہ تو تمہیں ڈبو کر رکھ دے گی، انہوں نے ایسی باتیں کہیں کہ خاوند نے کہا

کہ اچھا ہم انکو چائے پانی تو دیں گے البتہ کھانا دینا بند کر دیتے ہیں، چنانچہ کھانا بند کر دیا گیا، جب عورت کو پتہ چلا تو اس عورت کے دل پر تو بہت صدمہ گذرا، مگر عورت سمجھدار تھی وہ جانتی تھی کہ موقع پر کہی ہوئی بات سونے کی ڈلیوں کے مانند ہوتی ہے، اسلئے مجھے اپنے خاوند سے الجھنا نہیں، موقع پر بات کرنی ہے، تاکہ میں اپنے خاوند سے بات کہوں اور میرے خاوند کو بات سمجھ میں آ جائے، چنانچہ دو چار دن وہ خاموش رہی ایک دن وہ خاموش بیٹھی تھی، خاوند نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ خاموش کیوں بیٹھی ہو کہنے لگی کہ بہت دن ہو گئے گھر میں بیٹھے ہوئے سوچتی ہوں کہ ہم ذرا اپنی زمینوں پر چلیں، جہاں کنواں ہے، ٹیوب ویل ہے، باغ ہے، کہنے لگا بہت اچھا میں تمہیں لے چلتا ہوں چنانچہ خاوند اپنی بیوی کو لیکر اپنی زمینوں پر آ گیا، جہاں باغ تھا، پھل پھول تھے وہاں ٹیوب ویل بھی لگا ہوا تھا، چنانچہ وہ عورت پہلے تو تھوڑی دیر پھولوں میں، باغ میں، گھومتی رہی اور پھول توڑتی رہی پھر آخیر میں آ کر یہ کنویں کے قریب بیٹھ گئی اور کنویں کے اندر دیکھنا شروع کر دیا، خاوند سمجھا کہ ویسے ہی کنویں کی آواز سن رہی ہے پانی نکلتا دیکھ رہی ہے، کافی دیر جب ہو گئی تو خاوند نے کہا کہ نیک بخت چلو گھر چلتے ہیں، کہنے لگی کہ ہاں بس ابھی چلتے ہیں اور بیٹھی رہی، کچھ دیر کے بعد اسنے پھر کہا کہ چلو گھر چلیں کہنے لگی کہ ہاں بس ابھی چلتے ہیں اور پھر بیٹھی رہی، تیسری مرتبہ اسنے پھر کہا کہ ہمیں دیر ہو رہی ہے مجھے بہت سے کام سمیٹنے ہیں، چلو گھر چلتے ہیں کہنے لگی کہ جی ہاں چلتے ہیں اور کنویں میں ہی دیکھتی رہی، اس پر خاوند قریب آیا اور کہا کہ کیا بات ہے؟ تم کنویں میں کیا دیکھ رہی ہو، تب اس عورت نے کہا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ جتنے ڈول کنویں میں جا رہے ہیں سب کے سب کنویں سے بھر کر واپس آ رہے ہیں لیکن پانی جیسا تھا ویسا ہی ہے، ختم نہیں ہو رہا، اس پر خاوند مسکرایا اور کہنے لگا کہ اللہ کی بندی بھلا کنویں کے پانی بھی کبھی کم ہوئے، یہ تو سارا دن اور ساری رات بھی اگر نکلتا رہے اور ڈول بھر بھر کر آتے رہیں تب بھی کم نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ نیچے اور جھیجتے رہتے ہیں، جب اس مرد نے یہ بات کہی تب اس سمجھدار خاتون

نے جواب دیا! کہنے لگی اچھا یہ اسی طرح ڈول بھر بھر کر آتے رہتے ہیں اور پانی ویسا ہی رہتا ہے، نیچے سے اور آتا رہتا ہے؟ خاوند نے کہا کہ تمہیں نہیں پتہ! بیوی نے کہا کہ میرے دل میں ایک بات آرہی ہے، کہ اللہ نے نیکیوں کا ایک کنواں ہمارے یہاں بھی جاری کیا تھا، مسافر خانہ کی شکل میں، لوگ آتے تھے اور ڈول بھر بھر کر جاتے تھے، تو کیا آپ کو خطرہ ہو گیا تھا کہ اس کا پانی ختم ہو جائے گا اللہ تعالی اور نہیں بھیجے گا، اب جب اسنے موقع پر یہ بات کہی تو خاوند کے دل پر جا کر لگی، کہنے لگا کہ تم نے واقعی مجھے قائل کر لیا، چنانچہ خاوند واپس آیا اور اسنے دوبارہ مسافر خانہ میں کھانا شروع کروا دیا اور جب تک یہ میاں بیوی زندہ رہے، مسافر خانہ کے مسافروں کو کھانا کھلاتے رہے، تو یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ نیک بیویاں فوراً ترکی بترکی جواب نہیں دیا کرتیں، بلکہ بات کو سن کر خاموش رہتی ہیں، سوچتی رہتی ہیں، پھر سوچ کر بات کرتی ہیں، انجام کو سامنے رکھ کر بات کرتی ہیں، موقع پر بات کرتی ہیں، اور کئی مرتبہ یہ دیکھا گیا کہ، مرد اگر غصے میں کوئی بات کر بھی جائے گا تو دوسرے موقع پر وہ خود معذرت کر لے گا، اور کہے گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی لہٰذا اگر ایک موقع پر آپ نے کوئی بات کہی، اس پر مرد نے کہا کہ میں ہرگز نہیں کروں گا، آپ خاموش ہو جایئے دوسرے موقع پر وہ خوشی سے بات مان لے گا یہ غلطی ہرگز نہ کریں کہ ہر بات کو جواب دینا اپنے اوپر لازم سمجھیں، اس غلطی کی وجہ سے بات بھی چھوٹی ہوتی ہے، مگر بات کا بتنگڑ بنجاتا ہے اور تفرقہ پیدا ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے اندر جدائیاں واقع ہو جاتی ہیں، تو اسلئے ''عقلمند عورت پہلے تولے گی اور پھر بولے گی'' اسلئے کہ اسے پتہ ہے اگر میں موقع پر بات کہوں گی تو اس بات کا نتیجہ اچھا نکلے گا۔

گھر کی بات گھر میں

یاد رکھنا! جو خاوند اپنی بیوی کا دل پیار سے نہیں جیت سکا، وہ اپنی بیوی کا دل تلوار سے ہرگز نہیں جیت سکتا، دوسرے الفاظ میں جو عورت اپنے خاوند کو پیار سے

اپنانہ بنا سکی وہ تلوار سے بھی اپنے خاوند کو اپنا نہیں بنا سکے گی، کئی مرتبہ عورتیں سوچتی ہیں کہ میں اپنے بھائی کو کہوں گی وہ میرے خاوند کو ڈانٹے گا، میں اپنے ابو کو بتاؤں گی وہ میرے خاوند کو سیدھا کر دیں گے، ایسی عورتیں انتہائی بیوقوف ہوتی ہیں، بلکہ پرلے درجے کی بے وقوف ہوتی ہیں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے بھائی اور اور آپ کے باپ ڈانٹیں گے اور آپ کا خاوند ٹھیک ہو جائے گا، یہ تیسرے بندے کے درمیان میں آنے سے ہمیشہ فاصلے بڑھ جاتے ہیں، جب آپ نے اپنے اور خاوند کے معاملے میں اپنے ماں باپ کو ڈال دیا تو آپ نے تو تیسرے بندے کو درمیان میں ڈال کر خود فاصلہ کر لیا، تو جب آپ خود اپنے اور اپنے میاں کے درمیان فاصلہ کر چکیں، تو اب یہ قرب کیسے ہو گا؟ اسلئے اپنے گھر کی باتیں اپنے گھر میں سمٹی جاتی ہیں، لھذا یاد رکھئے

اپنا گھونسلہ اپنا کچا ہو یا پکا

خاوند کے گھر میں اگر آپ فاقہ سے بھی وقت گزاریں گی، تو اللہ رب العزت کے یہاں درجے اور رتبے پائیں گی، اپنے والد کے گھر کی آسائیوں اور نازونعمت کو یاد نہ کرنا، ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ بیٹیاں ماں باپ ہی کے گھر میں رہتی ہیں، بالآخر انکو اپنا گھر بسانا ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے جو زندگی کی ترتیب ہے اسی کو اپنانا ہوتا ہے، تو اسلئے اگر خاوند کے گھر میں رزق کی تنگی ہے یا خاوند کی عادتوں میں سے کوئی عادت خراب ہے تو صبر و تحمل کے ساتھ اسکی اصلاح کے بارے میں فکر مند رہیں، سوچ سمجھ کر ایسی باتیں کریں، خدمت کے ذریعے سے خاوند کا دل جیت لیں، تب آپ جو بھی بات کہیں گی خاوند مان لے گا۔

سوچ کر بولئے

بچوں کی تربیت کا ہمیشہ خیال رکھیں، کئی عورتیں بچوں کی چھوٹی سی غلطی پر بچوں کو ڈانٹنا شروع کر دیتی ہیں، بہت سی بار ایسے لفظ منہ سے نکالتی ہیں کہ آدمی

سوچ کر حیران رہ جاتا ہے، بہت سی عورتیں تو روتے ہوئے بچوں کو یہاں تک بد دعا دے دیتی ہیں کہ اس سے تو تیرا مر جانا بہتر تھا، اس قسم کی باتیں اگر ماں اپنے معصوم بچے کے بارے میں خود کرے گی تو گویا وہ اپنی تباہی کو خود دعوت دے رہی ہے، چنانچہ ہمارے مشائخ نے ایک واقعہ لکھا: کہ ایک جاہل عورت تھی، اسکا بچہ بیمار تھا جو روتا رہتا تھا، ماں کو جاگنا پڑتا تھا، ایک بار ماں نے تنگ آکر کہا کہ تو اگر سو ہی جاتا تو اچھا تھا (مر جاتا) جب اس نے یہ بد دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسکو قبول کرلیا، مگر اس بچے کو اس وقت موت نہیں دی، جب بچہ بڑا ہوگیا اور نیک بنا، تعلیم یافتہ بنا، اچھا کاروبار کرنے والا بنا، اتنا خوب صورت اور نیک سیرت کہ اسکو دیکھ کر لوگ حسرت کرتے، کہ کاش ہمارے بچوں کی جوانی بھی ایسی ہوتی، جو بھی اس نوجوان کو دیکھتا، اس نوجوان کے چہرے کی رعنائی کو دیکھتا ہی رہجاتا، جب عین اسکے شباب کا عالم تھا، تو ماں نے اسکی شادی کا انتظام کیا اور جب شادی میں چند دن باقی رہ گئے تو اللہ رب العزت نے اسکو موت دیدی، عین شباب کے عالم میں جب وہ نوجوان مرا، اب ماں اسکی پاگل بن گئی، روتی پھرتی ہے، کہتی ہے کہ میرا بیٹا جوان تھا اللہ نے مجھ سے چھین لیا، حالاں کہ اسکو پتہ نہیں کہ یہ تو اسکی اپنی مانگی ہوئی بد دعا تھی، مگر اللہ نے پھل کو پکنے دیا، جب پھل پک گیا، تو اس پکے ہوئے پھل کو توڑا، تا کہ تجھے پتہ چلے کہ تو نے کس نعمت کی ناقدری کی تھی، اسلئے عورتیں بسا اوقات اپنی زبان سے مصیبتوں کو بلا بیٹھتی ہیں، ہمیں چاہیئے کہ زبان سے جب بھی کوئی الفاظ نکالیں ذرا سوچ سمجھ کر نکالیں۔

سخت کلامی سے پرہیز

شوہر کے ساتھ جب بات کیا کریں تو ملائم بات کرنے کی کوشش کریں، بلکہ یہ بات یاد رکھیں کہ، ملائم جواب بعض اوقات شوہر کے غصے کو ختم کردیا کرتا ہے سامنے والا بندہ کتنے ہی غصے میں کیوں نہ ہو اگر آپ اسکو ملائم بات کہیں گی تو اسکا غصہ فوراً دور

ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ نے زبان کے اندر ہڈی نہیں بنائی، اسکے اندر نرم لوتھڑا بنایا مقصد کیا تھا؟ اے میرے بندے، جس طرح میں زبان کو نرم بنا رہا ہوں اسی طرح تو اپنی گفتگو کو بھی نرم رکھنا، تا کہ دل ملے رہیں، دلوں کے اندر نشتر نہ چبھتے پھریں، تو ہم جب اپنی نرم زبان سے سخت الفاظ نکالتے ہیں تو لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے۔

حکماء کا قول

حکماء نے لکھا ہے: کہ زبان کی صورت دیکھ کر ڈاکٹر کو اس بندے کے باطنہ کا اندازہ ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح زبان کی شیرینی کو دیکھ کر بندے کی خوش اخلاقی کا اندازہ ہو جاتا ہے، تو آدمی کی گفتگو بتا دیتی ہے کہ یہ کیسا انسان ہے یہ سنورا ہوا انسان ہے یا بگڑا ہوا انسان ہے، اسلئے ہم اپنی زبان کو اچھے انداز سے استعمال کریں۔

برائی کا جواب اچھائی سے

اور اگر کوئی بندہ ہمیں بری بات کہہ رہا ہو، تو ہم برائی کا جواب اچھائی کے ساتھ دیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ﴾ "تم برائی کا بدلہ اچھائی کے ساتھ دو" تو اسکا کیا نتیجہ نکلے گا؟ ﴿ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ کَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴾ (پ ۲۴ حم السجدہ) "جو تمہارا جگری دشمن ہے، وہ تمہارا پکا یار بن جائے گا" یعنی وہ تمہارا دوست بن جائے گا، لھذا اگر ہم کوئی برا کلمہ سنیں، تو اسکا جواب نہ دیا کریں اسلئے کہ جو بندہ ایک برا کلمہ کہہ سکتا ہے وہ اور بھی برے کلمات کہہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو چھے چیزیں ناپسند ہیں

اللہ تعالیٰ کو چھے چیزوں سے بہت نفرت ہے

(۱)...... "اونچی آنکھیں": گلی بازار میں چلتے ہوئے آنکھیں ایک دوسرے کو بھی

پھریں، ایسی اونچی آنکھیں اللہ رب العزت کو ناپسند ہیں۔

(۲)......"جھوٹی زبان" کہ جب بولے تو جھوٹ نکلے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اسکے منہ سے اتنی بدبو نکلتی ہے کہ نیکیاں لکھنے والے فرشتے اس سے بہت دور ہو جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اللہ تیرا ناس کرے کہ تیرے منھ سے کتنی بو نکلی۔

(۳)......"برے منصوبے باندھنے والا دل" کئی مرتبہ انسان کے دل پر ظلمت اتنی ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت یہ منصوبہ سوچ رہا ہوتا ہے کہ میں گناہ کیسے کرسکوں، ایسا دل اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔

(۴)......برائی کی طرف چلنے والے قدم اللہ کو ناپسند ہیں

(۵) بے گناہ انسان کو دکھ دینے والے ہاتھ، اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہیں، کئی مرتبہ ہم نے دیکھا گھروں کے اندر عورتیں خدمت گزار اور نیکوکار ہوتی ہیں، اور مرد خود برے ہوتے ہیں اور ان عوتوں کو وہ چھوٹی چھوٹی بات پر دکھ دے رہے ہوتے ہیں، ان پر ہاتھ اٹھاتے ہیں، ایسے لوگ اللہ کے نزدیک انتہائی برے ہوتے ہیں،

(۶)......جدائی ڈالنے والا انسان، کئی مرتبہ دیکھنے میں آیا کہ کچھ عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ دو انسانوں کے دمیان جدائیاں ڈالدیتی ہیں مثلاً ایسی بات کرتی ہیں کہ بیٹا اپنی ماں سے جدا ہو جائے، یا بھائی بہن سے جدا ہو جائے، تو اسنے دو انسانوں کے درمیان جدائی ڈالدی، یا خاوند ایسی بات کرے، کہ اپنی بیوی کو اپنے محرم رشتے داروں سے دور کردے تو گویا اسنے بھی دو انسانوں کے درمیان جدائی ڈالدی جن رشتوں اور ناتوں کو اللہ رب العزت نے جوڑنے کا حکم دیا، جو بندہ ان رشتوں ناتوں کو توڑے گا اللہ کے یہاں وہ برا انسان ہوگا، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ شب قدر میں اللہ رب العزت بڑے بڑے گنہگاروں کی بخشش فرمادیتے ہیں مگر چند گنہگاروں کی بخشش نہیں کرتے، جن میں سے ایک وہ انسان جو دو مسلمانوں کے درمیان تفرق ڈالنے والا ہوگا، جدائی ڈالنے والا ہوگا، لہذا اگر ایسا ہے تو اس بات کو سوچے کہ میں

نے اگر یہاں اپنے بیٹے یا اپنی بہو کے درمیان فاصلہ کیا تو میری شب قدر میں بھی بخشش نہیں ہوگی، تو پھر باقی دنوں میں میری بخشش کیسے ہوگی؟ بیوی سوچے کہ اگر میں نے بیٹے کو ماں سے جدا کر دیا تو شب قدر میں بھی میری بخشش نہیں ہوگی۔

جھوٹ کے موقع سے بچئے

کئی مرتبہ عورتیں گول مول سی باتیں کرتی ہیں، گول مول سی بات کا مطلب جھوٹ ہوتا ہے، ایسا کام نہ کرے کہ جس کی وجہ سے جھوٹ بولنا پڑے، کوئی ایسا کام نہ کرے کہ جس کی وجہ سے آپ کو اپنی باتیں چھپانی پڑیں، جب بھی عورت کوئی ایسا کام کرے گی تو اسکو اپنے خاوند سے چھپانے کی ضرورت محسوس ہوگی، وہ سمجھ لے کہ میں اسمیں کوئی گناہ کہیں نہ کہیں ضرور کر رہی ہوں، اور کئی مرتبہ تو بچیاں ایسے روگ پال لیتی ہیں کہ جن کو ہر ایک سے چھپانا پڑتا ہے، بار بار جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اور اللہ کے یہاں جھوٹوں میں اسکا نام شمار کر لیا جاتا ہے، اسلئے ایسے گناہوں سے بچنا چاہیے جس کی وجہ سے انسان کی ساری زندگی میں جھوٹ ہی جھوٹ آجائے ہمیشہ اللہ رب العزت کی مدد سچ کے ساتھ ہوتی ہے، اگرچہ آپ دیکھ رہی ہوں کہ جھوٹ بولنے سے مصیبت مل جائے گی، عقل بتا رہی ہے کہ جھوٹ بولنے سے معاملہ حل ہو جائے گا، مگر یاد رکھنا کہ سچ کا ہمیشہ بول بالا ہوتا ہے، آپ ہر حال میں سچ بولیں گی، اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی، وہ معاملات کو اور حالات کو آپ کیموافق کر دیں گے، آپ مشاہدوں کو نہ دیکھیں کہ جھوٹ بول کر نجات مل گی، بلکہ آپ اللہ کے حکم کو دیکھیں کہ ہمیں سچ بولنے کا حکم ملا ہے، اس لئے سچ بولنے والے انسان کا مدد کرنے والا پروردگار خود ہوا کرتا ہے۔

کاندھلہ کا واقعہ

کاندھلہ میں ایک مرتبہ ایک زمین کا ٹکڑا تھا اس پر جھگڑا چل پڑا، مسلمان کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، ہندو کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے، چنانچہ یہ مقدمہ بن گیا انگریز

کی عدالت میں پہنچا جب مقدمہ آگے بڑھا تو مسلمان نے اعلان کر دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا اگر مجھے ملا تو میں مسجد بناؤں گا، ہندوؤں نے جب یہ سنا تو انہوں نے ضد میں کہہ دیا کہ یہ ٹکڑا اگر ہمیں ملا تو ہم اس پر مندر بنائیں گے، اب بات تو دو انسانوں کی انفرادی تھی، لیکن اس میں رنگ اجتماعی بن گیا، حتی کہ ادھر مسلمان جمع ہو گئے ادھر ہندو اکٹھے ہو گئے اور مقدمہ ایک خاص نوعیت کا بن گیا، اب سارے شہر میں قتل وغارت ہو سکتی تھی، خون خرابا ہو سکتا تھا، تو لوگ بھی بڑے حیران تھے کہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ انگریز جج تھا وہ بھی پریشان تھا کہ اسمیں کوئی صلح وصفائی کا پہلو نکالے ایسا نہ ہو کہ یہ آگ اگر جل گئی تو اس کا بجھانا مشکل ہو جائے، جج نے مقدمہ سننے کے بجائے ایک تجویز پیش کی کہ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ آپ لوگ آپس میں بات چیت کے ذریعہ مسلہ کا حل نکال لیں، تو ہندوؤں نے ایک تجویز پیش کی کہ ہم آپ کو ایک مسلمان عالم کا نام تنہائی میں بتائیں گے، آپ اگلی پیشی پر ان کو بلا لیجئے اور ان سے پوچھ لیجئے، اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین ہے تو ان کو دیدیجئے اور اگر وہ کہیں کہ یہ مسلمانوں کی زمین نہیں، ہندوؤں کی ہے تو ہمیں دیدیجئے، جب جج نے دونوں فریقان سے پوچھا تو دونوں فریق اس پر راضی ہو گئے، مسلمانوں کے دل میں یہ تھی کہ مسلمان ہو گا جو بھی ہوا تو وہ مسجد بنانے کے لئے بات کریگا، چنانچہ انگریز نے فیصلہ دے دیا اور مہینہ یا چند دنوں کی تاریخ دیدی کہ بھئی اس دن آنا اور میں اس بڈھے کو بھی بلوالوں گا، اب جب مسلمان باہر نکلے تو بڑی خوشیاں منا رہے تھے سب کو دور ہے تھے، نعرے لگا رہے تھے، ہندوؤں نے پوچھا اپنے لوگوں سے کہ تم نے کیا کیا انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مسلمان عالم کو حکم بنالیا ہے وہ اگلی پیشی پر جو کہے گا اسی پر فیصلہ ہوگا، اب ہندوؤں کے دل مرجھا گئے اور مسلمان خوشیوں سے پھولے نہیں سماتے تھے، لیکن انتظار میں تھے کہ اگلی پیشی میں کیا ہوتا ہے چنانچہ ہندوؤں نے مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمت اللہ علیہ کا نام بتایا، جو کہ شاہ عبد العزیز رحمت اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اور اللہ نے ان کو سچی بچی

زندگی عطا فرمائی تھی، چنانچہ جب ہندوؤں نے ان کا نام لیا تو انگریز نے اگلی پیشی کے موقع پر ان کو بھی بلوالیا، مسلمانوں نے دیکھا کہ مفتی صاحب تشریف لائے ہیں تو وہ تو سوچنے لگے کہ مفتی صاحب تو مسجد کی ضرور بات کریں گے، چنانچہ جب انگریز نے پوچھا کہ بتایئے مفتی صاحب یہ زمین کا ٹکڑا کس کی ملکیت ہے ان کو چوں کہ حقیقت حال کا پتہ تھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ زمین کا ٹکڑا تو ہندوؤں کا ہے اب جب انہوں نے یہ کہا کہ یہ ہندو کا ہے تو انگریز نے اگلی بات پوچھی کہ کیا اب ہندو لوگ اس کے اوپر مندر تعمیر کر سکتے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا جب ملکیت ان کی ہے تو وہ چاہے گھر بنائیں یا مندر بنائیں، یہ ان کا اختیار ہے چنانچہ فیصلہ دے دیا گیا کہ یہ زمین ہندوؤں کی ہے، مگر انگریز نے فیصلے میں ایک عجیب بات لکھی، فیصلہ کرنے کے بعد لکھا کہ "آج اس مقدمہ میں مسلمان ہار گئے مگر اسلام جیت گیا" جب انگریز نے یہ بات کہی تو اس وقت ہندوؤں نے کہا کہ آپ نے تو فیصلہ دے دیا ہماری بات بھی سن لیجئے ہم اسی وقت کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوتے ہیں اور آج یہ اعلان کرتے ہیں کہ اب ہم اپنے ہاتھوں سے یہاں مسجد بنائیں گے، تو عقل کہہ رہی تھی کہ جھوٹ بولو گے مسجد بنے گی، مگر حضرت مفتی صاحب نے سچ بولا اور سچ کا بول بالا، سچے پروردگار نے اس جگہ مسجد بنوا کر دکھا دی، تو کئی مرتبہ عورتوں کو نظر آتا ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جھوٹ بولنا آسان راستہ نہیں یہ کانٹوں بھرا راستہ ہوا کرتا ہے، جھوٹے سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتے ہیں، انسان نفرت کرتے ہیں، انسان اعتماد کھو بیٹھتا ہے، ایک جھوٹ کو بولنے کیلئے کئی جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، لہٰذا جھوٹی زندگی گزارنے کے بجائے سچی زندگی کو آپ اختیار کیجئے اس پر پروردگار آپ کی مدد فرمائے گا۔

سچ کام بنا دیتا ہے

چنانچہ اس قسم کے کئی واقعات ہمارے اسلاف میں گزرے حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ ایران کا ایک شہزادہ جو مسلمانوں کے ساتھ بہت زیا
دہ جنگ کرتا تھا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا تھا وہ ایک مرتبہ گرفتار ہو کر حضرت عمرؓ
کے سامنے پیش کیا گیا، جب آپ نے جلاد کو بلا لیا، اس وقت شہزادہ بھی سامنے
کھڑا تھا، تو آپ نے شہزادہ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی ضرورت خواہش ہے؟
کیونکہ عام طور پر جس پر یہ حد جاری کی جاتی ہے اس سے پوچھا جاتا تھا، اس نے کہا
کہ مجھے پانی پینے کی تمنا ہو رہی ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس کو پانی کا پیالہ دے
دو، چنانچہ پانی کا پیالہ جب اسے دیا گیا، تو وہ شہزادہ پی نہیں رہا تھا ہاتھ کانپ رہے
تھے، آپ نے فرمایا کہ تو پانی کیوں نہیں پیتا، وہ کہنے لگا مجھے اس جلاد کی تلوار کا خوف
ہے کہ کہیں میں پانی پینے لگوں اور یہ تلوار کا وار کر کے میری گردن اڑا دے حضرتؓ
نے فرمایا تم مطمئن رہو کہ جب تک تم پانی نہیں پی لوگے تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا،
تو اس شہزادہ نے چالاکی یہ کی کہ اس نے پانی کا پیالہ زمین پر گرا دیا، پانی زمین میں
جذب ہو گیا، وہ کہنے لگا کہ اے مسلمانوں کے امیر المومنین! اپنے وعدے پر پکے
رہئے کیونکہ میں نے پانی نہیں پیا، اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے، اب حضرت عمرؓ
کے سامنے یہ ایسا موقع تھا کہ ایک طرف تو اتنا بڑا دشمن اسلام کھڑا ہے اور دوسری
طرف زبان کا قول ہے، عقل کہتی ہے کہ تم اس کی بات کو نہ سنو اور اس کی گردن
اڑا دو، کیونکہ یہ اسلام کو نقصان دینے والا بندہ ہے، حضرت عمرؓ کی سچی زندگی تھی
آپ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا کہ میں نے قول دے دیا تھا لہٰذا چونکہ وہ پانی تم
نے نہیں پیا ہم تمہیں قتل نہیں کر سکتے، اس لئے میں تمہارے قتل کا حکم واپس لیتا
ہوں، جب آپ نے قتل کا حکم واپس لے لیا، تو مسلمان بڑے حیران ہوئے کہ یہ
شہزادہ اپنی چالاکی کی وجہ سے پھر بچ نکلا، لیکن حیرانی اس بات پر ہوئی کہ جب اس
کو معافی کا حکم سنایا تو وہ کہنے لگا امیر المومنین! میں نے یہ حرکت اس لئے کی
تھی کہ اگر جلاد کو دیکھ کر میں کلمہ پڑھ لیتا تو دنیا کہتی کہ شہزادہ تھا موت کے ڈر کی وجہ
سے مسلمان ہو گیا، میں نے ایک حیلہ اختیار کیا جس سے کہ اب میری جان بچ گئی آپ

مجھے قتل نہیں کر سکتے، اب میں آزاد ہوں اپنے دل سے کہتا ہوں کہ جس دین کے اندر اتنا سچ کا احترام ہے، میں بھی اسی دین کو قبول کرتا ہوں، چنانچہ وہ شہزادہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ بھی معاملات میں اس کے ساتھ مشورے کرتے تھے وہ اسلام کا دشمن پھر اسلام کا بڑا جرنیل بن کر زندگی گزارنے والا بن گیا، اس واقعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ عقل کہتی ہے کہ جھوٹ بولنا آسان راستہ ہے، جان چھوٹ جائے گی، ہر گز نہیں، ہم سچ بولیں گے سچ ہمیشہ آسان راستہ ہوتا ہے اور سچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے۔

کعب ابن مالکؓ کا سچ

تین صحابہء کرام ایک جہادِ میں شریک نہ ہو سکے (کچھ منافقین بھی تھے جو شریک نہیں ہوئے) صحابہ کے دل میں تھا کہ ابھی جائیں گے ابھی جائیں گے، یہاں تک کہ لشکر واپس بھی آ گیا، منافقین حضور ﷺ کے پاس آتے اور بہانے بنا کر کے چلے جاتے، نبی علیہ السلام انکی باتیں سن کر انکو جانے کی اجازت دیدیتے منافقین یہ سمجھتے کہ ہماری جان چھوٹ رہی ہے، مگر یہ صحابہ چونکہ سچے لوگ تھے انہوں نے دل میں سوچا کہ اگر ہم جھوٹ بھی بولیں گے تو نبی علیہ السلام کو تو تھوڑی دیر کے لئے مطمئن کر دیں گے مگر ہمارا معاملہ تو پروردگار کے ساتھ ہے جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، یہ جھوٹ ہمارے لئے تباہی کا باعث بن جائے گا، چنانچہ انہوں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر سچی بات کہدی، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اس وجہ سے نہیں جا سکے، آج کل آج کل کرتے رہے نیت ضرور جانے کی تھی مگر بس سستی آ گئی، یہاں تک کہ آپ جہاد سے واپس بھی آ گئے،، اس پر نبی علیہ السلام نے انکے ساتھ بول چال بند فرما دی، اور صحابہ سے بھی کہا کہ تم بھی انکے ساتھ بول چال بند کر دیجئے، حتی کہ انکی بیویوں کو بھی کہا کہ انکے ساتھ بول چال بند کر دیجئے، اس واقعہ سے بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں

کس طرح سے انکو آزمائشوں سے گزرنا پڑا، مگر کافی دنوں کے بعد بالآخر وہ دن آیا جب پروردگار نے قرآن میں آیتیں اتاریں، ﴿وعلى الثلاثة الذين خلفوا حتى ضاقت عليهم الارض بما رحبت﴾ انکی یہ حالت بن گئی تھی کہ ''زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی تھی، ﴿ظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه﴾ (پ ۱۱ التوبہ) اور ''انکا یہ گمان تھا کہ اب اللہ کے سوا انکا کوئی ملجا وماوی نہیں'' اس پروردگار نے دستگیری فرمائی ان پر وحی اتری، نبی علیہ السلام نے خوشخبری سنائی، صحابہ پھر ان سے محبت کرنے لگ گئے اور اللہ نے انکی توبہ کے قبول کرنے کا تذکرہ خود قرآن پاک میں فرمادیا معلوم ہوا کہ جو انسان جھوٹ بولتا ہے اللہ کی مدد سے محروم ہوتا ہے اور جو سچ بولتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرماتے ہیں۔

ایک واقعہ

میرے ایک تعلق والے دوست ہیں جو بیعت ہوئے اور اللہ نے انکو نیکی زندگی دی اور وہ وکیل تھے اور آپ جانتے ہیں کہ وکیل کی زندگی میں جھوٹ کتنا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ یہ بندہ اتنا بڑا وکیل تھا کہ لاکھوں میں کھیلنے والا انسان تھا، محل نما مکان میں زندگی گذارنے والا تھا، زندگی اسکی بڑی عیش وآرام میں گذر رہی تھی شہر کے سارے وکیلوں میں اسکی سب سے اچھی پریکٹس تھی، یہ بڑا چرب زبان انسان تھا، ایسی بات کرتا کہ جھوٹے سچے سب مقدمے جیت لیا کرتا تھا، لوگ اسکے پاس بڑی بڑی فیس دے کر مقدمے لے جاتے، اور اسکو اپنا وکیل بناتے تھے، لیکن جب یہ بیعت ہوگیا اب اسکو احساس ہوگیا کہ نہیں مجھے اب سچ بولنا ہے، اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے وکیل کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی، حالاں کہ وکیل کے بارے میں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تو جھوٹے ہی ہوتے ہیں یہ لویر (LOYAR) نہیں ہوتے یہ تو لایر ہوتے ہیں (LAYAR) بلکہ کسی نے تو یہ شعر کہدیا۔

پیدا ہوئے وکیل تو شیطان نے کہا

لو آج ہم بھی صاحب اولاد ہوگئے

تو لوگ تو وکیلوں کو اتنا برا بنا لیتے ہیں، مگر ان وکیلوں میں یہ بھی ایک وکیل ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ نسبت جوڑی، یہ ہمارے مشائخ نقشبند کی نسبت کا نور تھا، دل کو بدل کر رکھ دیا، اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں آج کے بعد جھوٹ نہیں بولوں گا، نہ کوئی جھوٹا مقدمہ لوں گا، بیوی بھی نیک تھی وہ بھی سلسلہ میں بعیت تھی، اس نے بھی کہا ٹھیک ہے، فاقہ کے ساتھ گزارہ کرلوں گی مگر مجھے حرام کمائی نہیں چاہئے میں جہنم کا ایندھن نہیں بننا چاہتی، نیک بیویاں نیک کام میں حامل کردار ہوا کرتی ہیں، خاوند کو تسلی دیا کرتی ہیں، چنانچہ ان وکیل صاحب نے یہ بھی کہنا شروع کر دیا کہ میں نے جھوٹ چھوڑ دیا ہے، اور اس نے اپنی وضع قطع بھی نیکوں والی بنالی اپنے چہرے پر نبی علیہ السلام کی سنت سجالی، اب پگڑی بھی باندھنے لگا، لمبا کرتا بھی پہننے لگا، شریعت وسنت کے مطابق ہر کام کرنے لگا، اب جب یہ انسان اپنے دفتر میں جا کر بیٹھتا، لوگ اس کے پاس مقدمہ لے کر آتے یہ انہیں کہتا میاں اگر تم سچ پر ہو تو مقدمہ مجھے دو اور اگر جھوٹ پر ہو تو میں تمہارا مقدمہ نہیں لے سکتا، لوگ کہتے نہیں نہیں آپ سچے ہیں، یہ اگلی بات کرتا کہ اگر مقدمہ کی پیروی کے دوران دوسرے فریق کے دلائل سن کر مجھے یہ محسوس ہو گیا کہ تم جھوٹے ہو تو میں مقدمہ کے درمیان پیروی کرنا چھوڑ دوں گا، اس پر لوگ گھبرا جاتے کہ جھوٹ کھل جائیگا چنانچہ لوگ اس کے پاس آنے بند ہو گئے یہ سارا دن وہاں پر جاتا اور سارا دن دفتر میں بیٹھ کر آجاتا، ایک بندہ بھی اس کے پاس نہ آتا، ایک سال پورا گذر گیا کوئی مقدمہ نہ آیا، پریکٹس زیرو ہو گئی، جو کچھ پیسے تھے وہ ختم ہونا شروع ہو گئے، لوگ ان کو بے وقوف کہتے، کوئی کہتا دماغ خراب ہو گیا، کوئی کہتا پیروں نے اس کی زندگی خراب کر دی، کوئی کچھ بولتا کوئی کچھ بولتا، مگر یہ نوجوان انسان، ڈٹا رہا، کسی نے کہا کہ جب جھوٹ نہیں بولنا، وکالت چھوڑ دو، اور اس کے بعد تم کوئی اور پیشہ اختیار کرلو، کہنے لگا نہیں تو میں تو اسی پیشہ میں رہ کر سچ بولنا چاہتا ہوں، اللہ نے استقامت بخشی، چنانچہ یہ بھی ڈٹا رہا اور لوگ بھی اس کے پاس ڈر کے مارے نہ آتے حتیٰ کے پورا سال زیرو اس کی کمائی رہی، اور جو کچھ تھا وہی گھر

میں تنگی آنی شروع ہوگئی، عیش و آرام کی زندگی، فقر و فاقہ کی زندگی میں بدل گئی، حتیٰ کے ججوں میں بھی یہ بات آگئی کہ یہ وکیل کو پتہ نہیں کیا ہوگیا، اچھی بھلی زندگی تھی اس نے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال لیا، اس بات پر لوگ اس کا مذاق بھی اڑاتے، ٹوک کر جاتے، طعنہ بھی دے جاتے، وہ سب کی کڑوی کسیلی سن لیتا، اور خود ہی سوچتا، پہلے زمانہ میں اسلامی زندگی اختیار کرنے پر پتھر پڑا کرتے تھے، آج کے دور میں دوست احباب زبان سے گولیاں مارتے ہیں، یہ میرے لئے پتھر کی مانند ہیں، میں نے آقا کی طرح ان کو برداشت کرنا ہے، چنانچہ وہ ان کو برداشت کرتا رہا ایک سال میں پورے شہر میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ بندہ جھوٹ نہیں بولتا، وکیلوں میں بات پھیل گئی، ججوں میں بھی یہ بات پھیل گئی کہ یہ بندہ جھوٹ نہیں بولتا، چنانچہ ایک سال گذرنے کے بعد آہستہ آہستہ وہ لوگ جو نیکوکار تھے، علماء تھے، صلحاء تھے، تبلیغی جماعت کے تھے، مدارس کے تھے، جب ان لوگوں کا کوئی مقدمہ ہوتا جو جائز بھی ہوتا تو وہ لوگ ان کے پاس آتے کہ جناب ہمارا ٹھیک مقدمہ ہے، آپ ہمارے مقدمہ کی پیروی کیجئے، یہ ایسے مقدمہ کی پیروی کرتا، جب یہ عدالت میں جاتا اور جج دیکھتا کہ یہ آدمی وکیل بن کر آیا کھڑا ہے، تو جج کے دل میں یہ بات آتی کہ اتنی تفتیش تو ہم بھی نہیں کر سکتے جتنی اس وکیل صاحب نے کی ہوگی، تبھی تو اس نے مقدمہ لیا ہے، چنانچہ وکیل صاحب مقدمہ لے کر آتے جج صاحب جلد ان کے حق میں فیصلہ دیدیتے، اس اچھے گمان کی وجہ سے جو ایک سال کے اندر ان کے دلوں میں اس کا احترام آگیا تھا، سبحان اللہ حتیٰ کے ایک وہ وقت آیا کہ یہ جو مقدمہ لے کے جاتا، اسی کے حق میں فیصلہ، جو مقدمہ لے کے جاتا اسی کے حق میں فیصلہ، اب شہر کے لوگوں نے سوچنا شروع کر دیا، جب ہم سچ پر ہیں مقدمہ ٹھیک ہے، ہم کیوں نہ اس سے شروع کروائیں، اب اللہ نے اس کو اتنا کام دیا پہلے سالوں میں ایک مہینہ میں پانچ لاکھ روپیہ کماتا تھا، اب اس کو ایک مہینہ کی دس لاکھ کی آمدنی شروع ہوگئی، اس کو اللہ نے ڈبل رزق دینا شروع کر دیا، لوگ حیران، اتنی پریکٹس کبھی کسی کی نہیں چلی جتنی اس کی چلی

ہے، سچ بھی بول رہا ہے دگنا رزق بھی پا رہا ہے اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے، سچ کو اختیار کرنے پر اللہ نے اسکو عزت بھی دی رزق بھی زیادہ دیا اب پھر اسکی زندگی اسی آرام کے ساتھ گزرنے لگی، اسلئے کہ اب اسکی زندگی میں سچ تھا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حکومت نے ایک تجویز چلائی کہ چند ایسے لوگوں کو لیا جائے اور انکو جج بنا دیا جائے جو بڑے سچے ہوں، اور سچ کا فیصلہ کرتے ہوں، جب ایسی تحریک چلی تو ان وکیل صاحب کا نام آ گیا، سبحان اللہ سچ بولنے کے صدقے انکو جج بنا دیا گیا، پہلے وکیل بن کر عدالت میں نیچے کھڑا ہوتا تھا، اب جج بن کر کرسی کے اوپر بیٹھتا ہے، پھر انکے سچ کی اتنی شہرت ہوئی حتی کہ انکو عدالت کا سب سے بڑا جج بنا دیا گیا، سبحان اللہ وہ جب بھی کبھی اس عاجز کے پاس ملنے کے لئے آتے ہیں میں حیران ہو جاتا ہوں اور انکو یہ بات سمجھاتا ہوں کہ دیکھئے آپ جھوٹ بولتے تھے اللہ نے آپ کو عدالت کی زمین پر کھڑا کر رکھا تھا، آپ نے سچ بولنا شروع کیا اللہ نے آپ کو اس کرسی پر بٹھا دیا، جہاں پر بیٹھ کر آپ لوگوں کے فیصلے کرتے ہیں، تو سچ سے انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور اللہ رب العزت کے یہاں بھی عزت ملتی ہے، اللہ رب العزت ہمیں سچی اور سچی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرما دے، کئی صوفی صافی ایسے بھی دیکھے گئے کہ وہ کاروبار میں تو جھوٹ بولتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ذکر و اذکار سے مجھے تصفیہ قلب نصیب ہو جائے گا اور تزکیہ نفس نصیب ہو جائے گا، ایں خیال است و محال است و جنوں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا جھوٹ زہر کی مانند ہے، ساری زندگی میں زہر جب تک رہے گا، تب تک ہماری زندگی میں برکت نہیں آسکتی، زندگی کو جھوٹ سے خالی کر لیجئے، اسلئے کہ جو انسان اپنے علم اور ارادے سے جھوٹ بولنا ترک کر دیتا، اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو رد کرنا چھوڑ دیتا ہے لہذا سچ کی زندگی کو اپنا کر اپنے پروردگار کی مدد کو حاصل کر لیجئے، کسی نے کیا اچھی بات کہی پنجابی میں اشعار ہیں

رام رام جپ دیاں میری جیبا گھس گئی
رام نہ دل وچ وسیا اے کی دھاڑ پئی

گل وچ مالا کاٹھ دی منکے لے پرو

تے دل وچ گھنڈی پاپ دی رام جپیاں کی ہو

اگر دل میں تکبر جھوٹ کی گرہ لگی ہوگی، تو زبان سے اللہ اللہ کہنے سے کیا بنے گا، اس گھنڈی کو کھول لیجئے اور سچی توبہ کر لیجئے، پھر دیکھئے اللہ کے ذکر کی کیا برکات ہوتی ہیں اللہ رب العزت ہمیں اپنی زبان کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائے، زبان کا استعمال بھی ٹھیک ہونا چاہیے اور دل بھی انسان کا نیک ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ زبان تو صابر اور شاکر کی ہو، زبان سے نرم بولتا ہو، یہ تو میٹھی چھری کے مانند ہے اسی لئے فرمایا گیا قرب قیامت میں ایسے لوگ آئیں گے، جن کے لباس بھیڑوں کے بالوں سے بھی زیادہ نرم ہوں گے اور انکی زبان شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوگی، مگر انکے دل بھیڑیوں سے بھی زیادہ سخت ہوں گے، اللہ تعالیٰ دلوں کی سختی سے بچائے منافقت کی زندگی سے بچائے اور ہمیں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرمائے، اسی لئے کہا کہ ایسے لوگ زندگی میں بہت تھوڑے ملتے ہیں دو چار نہیں دس میں نہیں دو ایک ہی تو دکھلا دو ایسے کہ جو اندر سے بھی باہر کی طرح ہوں، اندر اور باہر ایک جیسے رہنے والے بہت تھوڑے ہوتے ہیں، اگر کسی کو مل جائیں تو کبریت احمر کی طرح قدر کرنے کی ضرورت ہے، اللہ رب العزت ہمیں سچی زندگی اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زبان سے ہم جھوٹ کو ختم کر دیں، تا کہ ذکر کے اثرات مرتب ہونے شروع ہوں ،فرمایا ۔

برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو بدلنے اور اپنی زبانوں کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمادے، اور سچوں میں اللہ تعالیٰ ہمیں شامل فرمادے اور قیامت کے دن سچوں کے قدموں میں ہمارا حشر فرمادے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ابیات شوقیہ

بناؤں گا اپنے نفس سرکش کو اب تو یا رب غلام تیرا
میں چھوڑ کر کاروبار سارے کروں گا ہروقت کام تیرا
کیا کروں گا بس اب الٰہی میں ذکر ہی صبح وشام تیرا
جماؤں گا دل میں یاد تیری رٹوں گا دن رات نام تیرا
ہردم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ
میں اے خدا دم بھروں گا تیرا بدن میں جب تک جاں رہے گی
پڑھوں گا ہروقت تیرا کلمہ دہن میں جب تک زباں رہے گی
کوئی رہے گا نہ ذکر لب پر تری ہی بس داستاں رہے گی
نہ شکوۂ دوستاں رہے گا نہ غیبت دشمناں رہے گی
ہردم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ
رہا میں دن رات غفلتوں میں عبث یونہی زندگی گذاری
کیا نہ کچھ کام آخرت کا کٹی گناہوں میں عمر ساری
بہت دنوں میں نے سرکشی کی مگر ہے اب سخت شرمساری
میں سر جھکاتا ہوں میرے مولیٰ میں توبہ کرتا ہوں میرے باری

ہر دم کروں گا اے میرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

میں دین لوں گا میں دین لوں گا نہ لوں گا میں زینہار دنیا
دکھا کے نقش ونگار اپنے لبھائے مجھ کو ہزار دنیا
اے میں خوب آزما چکا ہوں بہت ہے بے اعتبار دنیا
لگاؤں گا اس سے دل نہ ہرگز یہ چار دن کی ہے یار دنیا

ہر دم کروں گا اے مرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

بتان دلبر تو سیکڑوں ہیں مگر کوئی باوفا نہیں ہے
ودود اور لائق محبت فقط ہے تو دوسرا نہیں ہے
کوئی تیرے ذکر کے برابر مزے کی شئ اے خدا نہیں ہے
مزہ کی چیزیں ہیں گو ہزاروں کسی میں ایسا مزہ نہیں ہے

ہر دم کروں گا اے مرے باری اللہ اللہ اللہ اللہ
مثل نفس اب رکھوں گا جاری اللہ اللہ اللہ اللہ

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾
(پ۱۵ بنی اسرائیل)

حیاء و پاکدامنی

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

حضرت والا کا یہ بیان ملک "زامبیا کے شہر "لوساکا" کی مسجد نور (جامع مسجد) میں ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء بحالت اعتکاف مستورات کے لئے ہوا، مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں خواتین جمع تھیں اور مسجد کے اندر معتکفین تھے۔

فہرست عنـــاوین

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اقتباس

دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ جن سوراخوں سے شیطان انسان کے دل پر حملہ کرسکتا تھا، اسلام نے ان تمام سوراخوں کو بند کردیا، بلکہ جس منزل پر جانے سے روکنا تھا اس راستے پر پہلا قدم اٹھانے سے بھی روک دیا۔

مثال کے طور پر شرک سے منع کرنا تھا تو تصویر بنانے سے بھی منع کردیا، نہ رہے بانس نہ بجے بنسری، اسی طرح اللہ رب العزت نے مومن کو زنا سے روکنا تھا، تو غیر محرم کی طرف نظر اٹھانے سے بھی روک دیا تو جس منزل پر نہیں جانا اسکا فاصلہ کیا معلوم کرنا، اور اس پر پہلا قدم ہی کیا اٹھانا تو یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے مومن کو شرم و حیاء کی زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے۔

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مدظلہ زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ......امابعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِیْمَانِ]

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَاغَیْرَةَ لَهٗ]

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ آدم وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّی]

سبحٰن ربك رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین

والحمد للہ رب العلمین

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد وبارك وسلم

مومن کا مقصدِ زندگی

مومن کا مقصد زندگی آخرت کی تیاری کرنا ہے اور کافر کا مقصد زندگی عیش وعشرت کرنا ہے جیسے کسی نے کہا ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کافر یہ سمجھتا ہے کہ اسکے بعد زندگی نہیں ملے گی، جتنا لطف اٹھالو، جتنی لذتیں اٹھالو جتنی مستی اڑالو، جتنی ہمتیں صرف کر سکتے ہو کرلو۔

مومن کا مقصد زندگی شریعت وسنت کے مطابق زندگی گزار کر اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اسکی خاطر کبھی اسے اپنی خواہشات کی قربانی دینی پڑتی ہے اور کبھی کبھی اسے اپنی ضروریات کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے، لیکن ہر قربانی کا بدلہ ہوا کرتا ہے، جو انسان اپنے جذبات کو اللہ کے لئے قربان کرتا ہے پھر اللہ رب العزت

اسکو سب سے بہتر اجر اور بدلہ دینے والے ہیں دنیا میں انسان کسی کی خاطر مزدوری کرے تو وہ اسکو اجرت دیئے بغیر واپس نہیں بھیجتا تو جو انسان اللہ رب العزت کی خاطر مجاہدہ اختیار کرے، اپنے نفس کو زیر کرنے کے لئے، شریعت کی لگام پہنانے کے لئے محنت کرے تو پھر اللہ رب العزت کے ذمہ ہو جاتا ہے اپنے بندے کو اسکا بدلہ دینا۔

اسلام کا نرالا انداز تربیت

دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ جن سوراخوں سے شیطان انسان کے دل پر حملہ کر سکتا تھا اسلام نے ان تمام سوراخوں کو بند کر دیا بلکہ جس منزل پر جانے سے روکنا تھا اس راستے پر پہلا قدم اٹھانے سے بھی روک دیا مثال کے طور پر شرک سے منع کرنا تھا تو تصویر بنانے سے بھی منع کر دیا، نہ رہے بانس نہ بجے بنسری اسی طرح اللہ رب العزت نے مؤمن کو زنا سے روکنا تھا تو غیر محرم کی طرف نظر اٹھانے سے بھی روک دیا تو جس منزل پر نہیں جانا اسکا فاصلہ کیا معلوم کرنا اور اس پر پہلا قدم ہی کیا اٹھانا تو یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اسنے مؤمن کو شرم وحیاء کی زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے۔

مؤمن اور کافر کی زندگی میں فرق

مؤمن شرم وحیاء کو صفت سمجھتا ہے، غیر مسلم معاشرے میں عورت کو تصویروں میں دکھانا، اسکرینوں پر دکھانا اسٹیج کے اوپر دکھانا، وہاں پر روزمرہ کا معمول ہے (اس معاشرہ میں میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کے واقعات 90% سے بھی زیادہ ہیں) اسی لئے یورپ کے ملکوں میں مرد اور عورت کے آزاد اختلاط کی وجہ سے ہر وقت عورت کے پاس بھی چوائس ہوتا ہے اور مرد کے پاس بھی چوائس ہوتا ہے بلکہ پچھلے دنوں کی ایک خبر تھی کہ اب تو ان کافروں کے ملکوں میں لوگوں نے شادی کرنا ہی ختم کر دی ہے ویسے ہی ایک دوسرے کے ساتھ وقت گذارنا شروع

کر دیا ہے، تجزیہ پیش کیا گیا، تو تجزیہ پیش کرنے والے نے کسی لڑکے سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب تمہیں بازار میں دودھ ملتا ہے تو پھر گھر میں گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے، اس سے پتہ چلا کہ کافروں کو عورت کے ساتھ کوئی عزت نہیں بلکہ حقیقت میں تو وہ عورت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں عورت کے حقوق کے علم بردار بننے والے، عورت کو آزادی دلوانے والے، عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکالنے والے، عورت کو مردوں کے برابر لانے والے، در حقیقت عورت کو بے لباس کر کے اس سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام

مسلم معاشرے میں مرد اور عورت کو شرم وحیاء والی زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی بحیثیت انسان، جیسے مرد اللہ تعالی کے بندے ہیں، ویسے ہی عورتیں بھی اللہ کی بندیاں ہیں، اسلئے عبادات میں عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں، جان مال، عزت آبرو کی حفاظت میں مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں، لیکن معاشرتی زندگی گذارنے کا وقت آیا تو شریعت نے گھر کے اندر کے سارے کام عورت کو سونپ دیئے کہ وہ گھر کے اندر رہ کر اپنے آپ کو مصروف بھی رکھے، بچوں کی اچھی تربیت کرے، شرم وحیا کی حفاظت کرے، اور مرد کے ذمہ یہ لگایا، کہ وہ گھر کی چار دیواری کے باہر کا بوجھ اٹھائے، اگر شریعت عورت کو کہتی کہ تم اپنی روزی خود کما کر کھاؤ، تو اس سے پھر ناموس کی حفاظت کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی تھی، اسلئے پوری زندگی عورت کے لئے خود کمانا فرض نہیں، یہ اگر بیٹی ہے تو اس کا خرچہ باپ کے اوپر فرض ہے، بہن ہے تو اسکا خرچہ بھائی کے اوپر فرض ہے، اگر بیوی ہے تو اسکا خرچ خاوند کے اوپر فرض ہے اور اگر ماں ہے تو اسکا خرچہ اسکے بچوں کے اوپر فرض ہے پوری زندگی عورت کو کہیں یہ وقت نہیں آتا کہ وہ باہر نکل کر اپنی روزی کمائے، تو جب شریعت نے اسکو باہر کی دنیا سے بے نیاز کر دیا، اسکی ضرورتیں گھر بٹھائے پوری ہو رہی

ہیں، وہ اپنے محل میں ملکہ کی سی زندگی گذار سکتی ہے، تو اب شریعت نے کہا کہ تم اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرو، اگر اس عورت کو نوکری کرنے کے لئے، اپنے بزنس کے آڈر لینے کے لئے، غیر محرموں کے پاس جانا پڑتا، تو معلوم نہیں غیر محرم لوگ کس کس حیلے اور بہانے سے اسکے جسم کے ساتھ کھیلتے، اور اسکو مجبور ہونا پڑتا، نوکری حاصل کرنے کے لئے، بزنیس حاصل کرنے کے لئے، اپنی عزت کو بھی داو پر لگانا پڑتا، تو شریعت نے اسکی حفاظت اس طرح سے کی کہ مرد کو ذمہ دار بنایا اور عورت کے سر پہ یہ بوجھ ہی نہیں رکھا، کہ وہ خود کمائے اور پھر کھائے، تو حسن دیکھئے شریعت کا، کہ جب عورت کو عزت و ناموس کی حفاظت کا حکم دینا تھا، تو اسکو باہر کی دنیا سے بے نیاز کر دیا، فرمایا کہ تم گھر میں رہو، تمہارے مردوں پر فرض ہے کہ تمہیں گھر میں لا کر نان و نفقہ دیں گے۔

اختلاط سے ممانعت

پھر عورتوں کو کہا کہ تم عورتوں میں ہی اپنا تعلق رکھو اسلئے مسلم معاشرے میں اسکول سے لیکر یونیورسیٹی تک، عورتوں کی ہو تو اسمیں عورتیں ہی کام کرنے والی ہوں، حتی کہ اگر ہاسپٹل میں وارڈز ہوں تو عورتوں کے الگ ہوں مردوں کے الگ ہوں، تو مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے ساتھ میل جول سے منع کر دیا، شرائط لگا دیں سوائے ان مردوں کے ساتھ ملنے جلنے کے جنکو محرم کہتے ہیں، جہاں آ کر دنیا کے غلیظ ترین انسان کی نفسانیت بھی مر جاتی ہے، مثلاً بیٹا ہے، بھائی ہے، باپ ہے، یہ وہ رشتے ہیں کہ کتنی ہی گندی ذہنیت رکھنے والا مرد کیوں نہ ہو ان مقدس رشتوں کے پاس آکر اسکے اندر کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں، اسکے اندر کی حیوانیت ختم ہو جاتی ہے اور اسکے اوپر شرم و حیا کا پردہ آ جاتا ہے تو شریعت نے محرم مردوں کے ساتھ ملنے، بیٹھنے کی اجازت دی، لیکن ان کے علاوہ جتنے مرد تھے ان کو غیر محرم کہا، نکاح کے ذریعہ تو انکے قریب آسکتی ہے، نکاح کے بغیر ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے

اسلامی تدابیر

شریعت نے مردوں کو علیحدہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور عورت کو علیحدہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ "آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں" (پ ۱۸، النور) ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ "اور مومنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور وہ بھی اپنے ناموس کی حفاظت کریں" (پ ۱۸، النور) تو مردوں کو اپنی نگاہیں ہٹانے کا علیحدہ حکم دیا اور عورتوں کو اپنی نگاہیں ہٹانے کا علیحدہ حکم دیا، بلکہ جتنی احتیاطی تدابیر ہو سکتی تھیں، وہ ساری کی ساری مرد اور عورتوں کو سمجھا دیں، مثال کے طور پر عورت کو کہا ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ "تم اپنے گھروں ہی میں رہو" ہاں عذر اور ضرورت کے وقت تم محرم مردوں کے ساتھ باہر نکل سکتی ہو ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (پ ۲۲ احزاب) "اور پہلے والی جاہلیت اور رسم و رواج کی باتیں نہ کرو" تو گویا عورت کو منع کر دیا کہ وہ بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلے، اور رواجوں کے پیچھے نہ بھاگے، بلکہ اللہ کو راضی کرنے والی زندگی کو اختیار کرے، اور اگر کبھی ایسا موقع ہو کہ مردوں کو عورت سے کوئی چیز لینی دینی ہو، بات کرنی ہو تو قرآن پاک میں فرمایا کہ ﴿فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ "تم پردے کے پیچھے ان سے مانگو بات کرو" ﴿ذٰلِكَ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (پ ۲۲ احزاب) "یہ تمہارے دلوں کی پاکی کیلئے بھی اچھا ہے، اور عورتوں کے دلوں کے پاک رہنے کیلئے بھی اچھا ہے" تو یہاں قرآن نے دونوں کے دلوں کے پاکیزگی کی بات کی کوئی عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ اگر مرد مجھ سے بات کرے تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا، کوئی مرد نہیں کہہ سکتا کہ عورت مجھ سے بات کرے تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا، اللہ کا قرآن گواہی دے رہا

ہے، کہ تم پردے کے پیچھے سے گفتگو کرو، یہ دونوں کے دلوں کی پاکیزگی کیلئے اچھا ہے، اور پھر اس پر یہ بات بھی فرمادی کہ عورت کو اگر غیر محرم سے بات کرنی بھی پڑے دروازے کے پیچھے سے، یا پردے کے پیچھے سے، یا ٹیلیفون کے اوپر، فرمایا ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ ''کہ تم اپنی آوازوں کو نرم نہ کرو قدرے سختی رکھو، ترشی رکھو، کہ اجنبیت سی معلوم ہو ﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (پ ۲۲ احزاب) ''اگر تم آواز کو نرم کرلوگی تو جس کے دل کے اندر مرض ہے اسکے دل کے اندر طمع پیدا ہو جائے گی'' تو قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت جب غیر محرم کے ساتھ میٹھی بنکر گفتگو کرتی ہے، تو لازماً اس مرد کے دل میں گناہ کا ارادہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے منع فرمادیا کہ تمام ان کاموں سے بچو جن کاموں سے برائی کا امکان بھی ممکن ہے۔

غیرت ایمانی

شریعت نے تعلیم دی کہ [لَا اِيمَانَ لَهُ لِمَنْ لَا غَيْرَةَ لَهُ] تو گویا یا بے غیرت مرد ہے یا بے غیرت عورت ہے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے، نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَنَا اَغْيَرُ وُلْدِ آدَمَ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ] ''میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے'' کیا خوبصورتی ہے اس دین کی کہ جس نے شرم وحیا اور غیرت کے ساتھ زندگی گزارنے کی اتنی تعلیم دی، اسلئے مردوں کو حکم دیا کہ تم اپنی آنکھ کو بند کرلو اگرچہ مادہ بکری کے پوشیدہ اعضاء ہی کیوں نہ ہوں، اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اللہ رب العزت نے آنکھ کا پردہ کتنا چھوٹا بنایا، کتنا ہلکا بنایا، کہ ایک لمحہ میں انسان اپنی آنکھ کو بند کرسکتا ہے، اگر آنکھ کو بند کرنے کیلئے کوئی بڑا شٹر گرانا پڑتا، تو مرد بہانہ کرتے کہ عورت کی طرف نظر اٹھتے اٹھتے بھی ہم نے اسے دیکھا تھا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آنکھ کے پردے کو اتنا لطیف بنادیا کہ جس وقت بھی چاہے انسان اپنی آنکھ کو اسی وقت بند کرسکتا ہے۔

عورت کو احتیاط کا حکم

عورت کو تعلیم دی کہ تم ہر اس موقع سے بچو کہ جن مواقع پر کسی غیر محرم کو تمہاری طرف التفات ہو سکے، مثلاً جب عورتیں اپنے بال سنوارتی ہیں، کنگھی کرتی ہیں، تو انکے جو بال ٹوٹ جاتے ہیں انکو بھی وہ ایسی جگہ نہ پھینکیں جہاں غیر محرم مرد دیکھ سکتے ہوں، فقہاء نے عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنے ان ٹوٹے ہوئے بالوں کو بھی چھپا کر رکھیں، تاکہ غیر مرد کی نظر نہ پڑے، اگر کسی مرد نے کسی خاص برتن میں کھایا پیا، تو عورت کو منع کیا کہ تم ارادتاً اس برتن میں مت کھاؤ، اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اگرچہ مومن کے جھوٹے میں شفا ہے، لیکن وہ اور نیت ہوتی ہے، شریعت نے احتیاط بتا دی، اسلئے کہ کبھی کبھی اشارات کا سلسلہ ادھر سے بھی شروع ہو جاتا ہے، کہ قریبی لوگ مہمان بنتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس بچی ہوئی چیزیں پہنچ جاتی ہیں، شریعت کا حسن دیکھئے کہ اس نے اس سے بھی منع فرما دیا، عورت کو ایک حکم یہ بھی دیا کہ اگر وہ گلی میں چلے تو درمیان راستہ میں چلنے کی بجائے، دیوار کی طرف قریب ہو کر چلے، ایسا نہ ہو کہ مردوں کے ساتھ اسکا جسم ٹکرائے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے یہ بات فرمائی تو صحابیات جب بھی گلی میں نکلتیں تو اتنا دیوار کے قریب ہو کر چلتی تھیں کہ انکے برقعے اور چادریں بسا اوقات دیوار کے ساتھ اٹک جاتے تھے، عورت اگر باہر نکلے تو اپنے آپ کو حجاب میں لپیٹ کر نکلے، کچھ عورتوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ جی چہرے کا تو حجاب نہیں ہے، ذرا سوچئے کہ اگر چہرا ہی سامنے آ گیا تو باقی کچھ دکھانے کی ضرورت ہی نہیں، جس طرح کتاب کا انڈیکس (فہرست) دیکھنے سے سب کچھ پتہ چل جاتا ہے تو جب آنکھیں کھلی ہیں منہ کھلا ہے، تو پھر اشارات بھی ہو سکتے ہیں، بات بھی ہو سکتی ہے، شریعت نے پھر پردے کے پیچھے سے بات کرنے کی بات قرآن مجید میں کیوں کہی، کوئی عورت اس آیت کو قرآن مجید سے نکال تو نہیں سکتی، تو جب قرآن مجید بتا رہا ہے کہ پردے کے

پیچھے سے گفتگو کرو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باہر نکلتے ہوئے چہرے کا پردہ نہ ہو، رہ گئی بات کہ فلاں جگہ نہیں ہوتا، فلاں جگہ نہیں ہوتا، یہ مت کیجئے اسلام آج اصلی شکل میں نہیں ہے، اسکو دیکھنا ہو تو آج کے دور میں قرآن وحدیث کے اندر دیکھو اور پہلے زمانے میں دیکھنا ہو تو صحابہ کرام کی زندگیوں میں دیکھو۔

حالت غم میں بھی پردہ نہ چھوٹا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک عورت تھی جس کا جوان بیٹا فوت ہوگیا، وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، اداس تھی، مغموم تھی، رو رہی تھی مگر بالکل کپڑے پردے کے اندر لپٹی ہوئی تھی، ایک صحابی نے یہ کہہ دیا دیکھو یہ بوڑھی عورت ہے اسکا جوان بیٹا فوت ہوگیا ہے، لیکن یہ خود کتنی کپڑے میں لپٹی بیٹھی ہے، تو وہ صحابیہ انکو کہنے لگیں کہ میرا بیٹا ہی تو فوت ہوا ہے، میری حیا تو فوت نہیں ہوئی، کہ میں اپنے جسم سے کپڑا ہٹا دوں، تو ایسے وقت میں بھی جب ماں بچے کی وجہ سے اتنی غمزدہ ہوتی ہے کہ اسکو اپنا ہوش نہیں رہتا صحابیات اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ کرتی تھیں، تو پھر عام حالات میں وہ کتنا لحاظ کرتی ہوں گی؟۔

گھر میں کس طرح رہے؟

شریعت نے حکم دیا کہ وہ مرد جو قریبی ہیں عورت انسے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھے، مثال کے طور پر خاوند کے بھائی جنہیں دیور کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا [الحمو موت] دیور تو موت ہوتا ہے، گھریلو زندگی میں بات چیز کرنی پڑتی ہے، مگر عورت کو چاہئے کہ اپنے اور اسکے درمیان ایک فاصلہ رکھے تاکہ ضرورت سے اوپر ایک لفظ بھی اسے کہنے کا موقع نہ ملے، بلکہ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے یہ اصول ہو کہ جہاں دو لفظوں میں جواب ممکن ہے وہاں تین لفظ بولنے کی اجازت نہیں، یہاں تک شریعت نے منع کر دیا کہ اگر اپنا محرم مرد بھی ایسا ہو جو غیر مامون

ہوتی کہ بھائی ہے فاسق و فاجر گندی ذہنیت کا ہے، فحش کام کرتا پھرتا ہے، تو بہن کو کہا کہ تم اس سے بھی اپنے آپ کو پرے پرے رکھو۔

بے پردہ عورتوں سے احتیاط

ایسی عورتیں جو باہر بے پردہ پھرتی ہیں، ایسی عورتوں سے بھی باحیاء عورتوں کو محتاط رہنے کا حکم دیا، بلکہ فقہاء نے لکھا کہ بے پردہ گھومنے والی عورت تو، با پردہ عورت کے لئے نامحرم مرد کے حکم میں ہوتی ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بے پردہ گھومنے والی اور گناہ کے تعلقات ادھر ادھر قائم کرنے والی عورتیں ہی نیک بچیوں کو گناہ کی باتیں سنا سنا کر، ادھر مائل کرتی ہیں، شیطان خود تو حملہ نہیں کرسکتا وہ اپنی ایجنٹ بھیج دیتا ہے، سہیلی کی شکل میں، اپنی ہمسائی کی شکل میں، کسی رشتہ دار کی شکل میں، اور وہ شیطان کی ایجنٹ اس نوجوان بچی کو جنسی باتیں سنا کر اسکے دل کے اندر گناہ کا خیال پیدا کرتی ہے۔

فحش چیزوں سے بچنے کا حکم

قرآن پاک نے کیا خوبصورت لفظ استعمال کیا کہ جو لوگ ایسی عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں ﴿الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (پ۱۸ النور) تو یہاں پر غافلات کا ترجمہ مفسرین نے یوں کیا کہ وہ عورتیں جنکو جنسی یا اس قسم کی باتوں کا پتہ ہی نہ ہو وہ غافلات ہیں تو شادی سے پہلے بچی کو اس قسم کی بے شرمی کی باتوں کا پتہ ہی نہیں ہونا چاہیئے، اللہ کی نظر میں یہ انکی صفت ہے، عورت کی صفت اسکو قرار دیا قرآن مجید میں کہ وقت سے پہلے اسکو ایسی باتوں کا پتہ ہی نہیں گویا یہ بھولی بھالی نوجوان بچی ہے تو ایسی بھولی بھالی بچی اللہ رب العزت کی نظر میں بڑی عزت اور قدر والی بچی ہے، اسی لئے علماء نے لکھا کہ نوجوان بچیوں کو اخبار کے فلمی صفحے دیکھنا اور انکو ڈائجسٹ پڑھنا، تین عورتیں تین کہانیاں، افسانے پڑھنا، فلمیں دیکھنا، گانے سننا، اور اسی طرح انٹرنیٹ کی وہ بدمعاشیاں جو اب سامنے آچکی ہیں، اس قسم

کی چیٹنگ، ہر چیز حرام ہے، اپنے بچوں اور اپنی بچیوں کو ان چیزوں سے بچانے کی ضرورت ہے یہ چیزیں فحاشی پھیلاتی ہیں اور فحاشی اللہ رب العزت کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔

اعضاء بھی زنا کرتے ہیں

بلکہ موسیقی کے بارے میں تو نبی علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ موسیقی کانوں کا زنا ہے، فرمایا کہ جس طرح شرمگاہ زنا کرتی ہے، اسی طرح آنکھوں کا بھی زنا ہاتھوں کا بھی زنا ہونٹوں کا بھی زنا ہوتا ہے، صحابہ ؓ نے پوچھا اے اللہ کے محبوب وہ کیسے؟ فرمایا آنکھ سے غیر محرم کو دیکھا تو آنکھ نے زنا کیا، اگر اپنے منہ سے غیر محرم کے ساتھ نرم گفتگو کی تو گویا اسکی زبان اور ہونٹوں نے زنا کیا، اگر کان سے اسکی باتیں سنیں، تو کانوں نے زنا کیا، موسیقی کی آواز سنی تو کانوں نے زنا کیا اگر ہاتھ کسی غیر محرم کو لگا تو ہاتھ نے زنا کیا، ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ میرے ہاتھ کسی خنزیر کو لگ جائیں یہ بہتر ہے اس سے کہ کسی غیر محرم کو لگیں، پاؤں اگر کسی غیر محرم کی طرف چل کر گئے تو پاؤں نے زنا کیا اسلئے شریعت نے نظر کی حفاظت کی بہت اہمیت بیان کی ہے، کیوں کہ یہ پہلا قدم ہے زنا کی طرف، چنانچہ شریعت کا حکم ہے ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ (پ ۱۵ بنی اسرائیل) ''تم زنا کے قریب ہی نہ جاؤ'' کیا خوبصورتی ہے اور کیا بلاغت ہے قرآن مجید کی یہ نہیں کہا کہ تم زنا کے مرتکب نہ ہوؤ، بلکہ کہا کہ تم زنا کے قریب ہی نہ جاؤ غیر محرم کی طرف دیکھنا، اس سے باتیں کرنا، اسکی طرف پیغام بھیجنا اس کی طرف تحفے تحائف بھیجنا، رقعے بھیجنا، یہ تمام چیزیں زنا کے قریب کرتی ہیں ان کو بھی حرام فرمادیا۔

''نظر'' دشمن کا تیر ہے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ [اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْس] ''کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور ایک جگہ فرمایا [اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيَاطِيْن] ''عورتیں تو

شیاطین کی رسیاں ہیں" جیسے ایک انسان رسی (ڈوری) کے ذریعہ مچھلیاں پکڑتا ہے آپ یوں سمجھئے کہ شیطان عورتوں کے ذریعہ سے مردوں کا شکار کرتا ہے، ایک جگہ فرمایا کہ شیطان نے کہا کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا، اسلئے شریعت نے غیر محرم مرد اور عورت کو اکیلے بیٹھنے سے منع فرمادیا، حتی کہ اگر حسن بصری جیسے بزرگ پڑھانے والے ہوں، اور رابعہ بصری جیسی نیک بوڑھی عورت پڑھنے والی ہو، تو شریعت نے ان کو بھی قرآن پڑھنے پڑھانے سے منع کر دیا تو پھر باقی باتوں کی گنجائش کہاں رہ گئی۔

بے پردہ عورت کی سزا

جب عورت بے پردہ باہر نکلتی ہے تو مردوں کی عجیب ہوس بھری نگاہیں اسکے اوپر پڑتی ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچوں کو نظر لگ جاتی ہے تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں، اسی طرح جب بے پردہ عورت گھر سے نکلتی ہے تو مردوں کی ہوس ناک نگاہوں کے پڑنے سے عورت روحانی طور پر بیمار ہو جاتی ہے، اسکی زندگی کا سکون لٹ جاتا ہے، وہ کسی نہ کسی طرح پریشان ہو جاتی ہے اور پھر روتی پھرتی ہے کہ پتہ نہیں میرے ہی اوپر سب پریشانیاں آرہی ہیں، اور وہ بھول جاتی ہے کہ میں نے تو شریعت کے حکم کو توڑا ہوا ہے، اسلئے بے پردہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اللہ رب العزت کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آجاتی، یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو عورت دنیا میں باہر پھرے گی اسکی سزا اللہ نے یہ رکھی کہ قیامت کے دن سب انسانوں کے سامنے اسکو بے لباس کر کے پھر جہنم میں پھینکا جائے گا آپ سوچئے کہ عورتیں تو پھر بھی شرم و حیاء کی پتلیاں ہوتی ہیں لیکن اگر مرد کو بھی کہہ دیا جائے کہ تم کو بے لباس کریں گے، تو مرد بھی تڑپ اٹھتا ہے، تو عورت کو اگر مرد اور عورت کے سامنے رسوا کریں گے تو یہ کتنی بڑی سزا ہے اسلئے پردے کا جتنا خیال کریں اتنا کم ہے۔

حضرت مدنی اور انگریز

حضرت مدنیؒ ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے ایک انگریز اپنی میم صاحبہ کو لیکر آیا اور سامنے بیٹھ گیا اب میم تو بے پردہ تھی جب اسکو پتہ چلا کہ یہ حضرت مدنی ہیں تو اس نے چھیڑ خانی شروع کر دی کہنے لگا کہ دیکھو اسلام اپنی عورتوں کو گھروں میں جیل کی طرح قید رکھتا ہے، ہم تو اپنی عورتوں کو آزادی دیتے ہیں، دیکھئے یہ میرے ساتھ گھوم پھر رہی ہے، زندگی کے عیش و آرام کے دن گزار رہی ہے، حضرت مدنیؒ پہلے تو سنتے رہے پھر آپ نے سوچا کہ یہ سیدھی طرح تو ماننے والا نہیں ٹیڑھی انگلی سے گھی نکالنی پڑے گی، چنانچہ گرمی کا موسم تھا آپ کا شاگرد بھی آپ کے ساتھ تھا اور قدرتاً آپ سکنجبین بنانے کے لئے کچھ لیموں وغیرہ اور چینی اپنے ساتھ رکھوائی تھی آپ نے اسے اشارہ کیا کہ ذرا سکنجبین کے ایک دو گلاس بناؤ، بہت گرمی ہے اسنے تھرمس سے ٹھنڈا پانی نکالا، چینی ملائی اور لیموں کاٹا اب جب انگریز کے سامنے لیمو کٹا تو اسکے منہ بھی پانی آ گیا وہ بھی بڑی شوق کی نظروں سے سکنجبین کو دیکھ رہا ہے، اب اس سے حضرت مدنیؒ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ بڑی محبت بھری نظروں سے اس سکنجبین کو دیکھ رہے ہیں؟ اس نے کہا جی آپ کو پتہ ہے گرمی ہے پیاس ہے اور لیمو تو چیز ہی ایسی ہے کہ اسکو دیکھ کر منہ میں پانی آتا ہے اب حضرت نے اس پر چوٹ لگائی کہ جس طرح گرمی کے موسم میں پیاسا لیمو دیکھے اسکے منہ میں پانی آتا ہے تو یہ جو تمہاری میم صاحبہ بیٹھی ہیں اس کو دیکھ دیکھ کر جتنے بھی ریل میں مرد ہیں سب کے منہ میں پانی آ رہا ہے اب تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ اسکی نظریں نیچی لگ گئیں، تو عورت یہ نہ سمجھے کہ میں بے پردہ باہر نکلوں گی تو کچھ نہیں ہوگا اس سے زندگی میں بے برکتی آئے گی، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اسکو دیکھے اور اسکے پیچھے چل پڑے تو یوں سمجھے کہ شیر اپنے شکار کی طرف چل پڑا، بلکہ عورت اگر اپنی طرف شیر کو آتا دیکھے تو اس سے اتنا ڈرنے کی ضرورت نہیں جتنا غیر محرم کو اپنی طرف آتا دیکھ کر

ڈرنے کی ضرورت ہے، شیر آ گیا تو جان چلی جائے گی لیکن غیر محرم اگر آ گیا تو کئی دفعہ ایمان ہی چلا جاتا ہے۔

موسیقی کانوں کا زنا

اسی طرح ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ جس طرح بارش کے آنے سے زمین میں کھیتی اگتی ہے، اسی طرح موسیقی کے سننے سے دل میں زنا کی خواہش ابھرتی ہے۔ تو کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم تو فقط گانے سنتی ہیں، یاد رکھیے یہ گانے سننے والیاں اپنے دلوں کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں انکے دلوں میں وہ حسرتیں اٹھتی ہیں کہ اگر پلیٹ میں رکھ کر انکے محرم مردوں کو دکھا دی جائیں، تو یہ شرم کے مارے مر جائیں اسلئے شریعت نے شرم و حیا کی تعلیم دی۔

دورِ صحابہ میں پرسکون معاشرہ

کتنا پرسکون معاشرہ بن جاتا ہے جب عورت مرد سے مامون ہو جائے اور مرد عورت سے امن میں آ جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے ایک عورت یمن سے چلی ہزاروں میل کا سفر اور مدینہ طیبہ پہنچی اور اکیلی نے سفر کیا حضرت عمرؓ نے پوچھا اللہ کی بندی تو نے اکیلے سفر کیوں کیا؟ تو اس نے اپنا کوئی عذر پیش کیا، پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یمن سے مدینہ تک تمہیں شہروں سے بھی گذرنا پڑا، بستیوں سے بھی گزرنا پڑا، کہیں ویرانوں سے بھی گزری ہوں گی، غیر محرم مردوں سے بھی تمہارا آمنا سامنا ہوا ہوگا، تم جوان العمر ہو، مال و دولت تمہارے پاس ہے، زیورات سے لدی ہوئی ہو، تمہیں اپنی عزت و ناموس، جان مال کسی کا ڈر نہ رہا؟ تو یہ حالات اس عورت سے پوچھے اور واقعی عورت ان چیزوں کو بہت اچھی طرح محسوس کرتی ہے، کہ اسکی نظر کیا کہہ رہی ہے اسکے الفاظ کے بول میں کیا ارادے چھپے ہوئے ہیں، اسکا اٹھنے والا قدم کس نیت سے اٹھ رہا ہے، عورت کو سب

سے جلدی اسکی تجمیعت ہو جاتی ہے۔

تو اس عورت نے عرض کیا! امیر المؤمنین میں یمن سے چلی اور راستے میں مجھے ہر رات کہیں نہ کہیں ٹھہرنا پڑا، کہیں کسی کے گھر میں ٹھہری، کہیں ویرانے میں اکیلے ٹھہری، دن میں اور رات میں سفر کرتے کرتے یہاں تک پہنچی میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ "یمن سے لیکر مدینہ تک ایک ہی ماں باپ کی اولاد بستی ہے"۔

تو شریعت ایسا امن اور سکون کا معاشرہ چاہتی ہے کہ عورت کو اتنا امن نصیب ہو جائے گا کہ اگر بالفرض اس کو اکیلے بھی چلنا پڑے تو اسکی جان بھی محفوظ رہے، اس کا مال بھی محفوظ رہے، اور اسکی عزت بھی محفوظ رہے، تو یہ جو پردداری کا حکم دیا انہیں مردوں کا جو اس فائدہ ہے، عورت کا اپنا فائدہ ہے، یاد رکھنا ہم فتنوں سے بچے رہیں گے، عزتیں بھی محفوظ رہیں گی، ایمان بھی محفوظ رہے گا، دنیا کی بھی ذلت سے بچیں گے، اور آخرت کی بھی رسوائی سے حفاظت ہوگی۔

پردہ کی اہمیت

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے گھر تشریف لائے یہ آنکھوں سے نابینا تھے، آپ ﷺ نے اندر آنے کیلئے کہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چھپنے کی بجائے کھڑی رہیں، تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تم پردہ کرلو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی یہ تو نابینا ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو، آپ بتائیے کہ جب ام المؤمنین کو اللہ کے محبوب یہ فرماتے ہیں، تو پھر آج کی عورت کیا سوچ سکتی ہے، اسلئے مردوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ عورتوں سے پردے میں رہیں، اور عورتوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ مردوں سے پردے میں رہیں، یہ دونوں کی ذمہ داری ہے اور اسمیں دونوں کا فائدہ ہے۔

عورت کی ہر وقت یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ غیر محرم کی نگاہوں سے دور رہے بچی رہے اسکو غیر محرم کی نگاہیں نہ سمجھے بلکہ شیطان کی نگاہیں سمجھے، ممکن ہے یہ باتیں سنکر

مردوں کو غصہ آئے، مگر اللہ کرے کہ غصہ آجائے اور وہ غیر محرم پر اپنی ہوس کی نگاہیں چھوڑ دیں، اسلئے کہ گزرنے والی کسی نہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے، کسی کی بہن ہوتی ہے اور کسی کی ماں ہوتی ہے، اگر تم اس پر غلط نظریں ڈال رہے ہو، تو کل تمہاری عورتوں پر بھی کوئی ایسی ہی نظریں ڈالے گا، اسلئے شریعت نے پہلے قدم کی اہمیت ہی بہت زیادہ بیان کی اور پردہ کا بہت زیادہ اہتمام کروایا۔

آنکھ کا کرشمہ

حضرت مجدد الف ثانی ؒ فرمایا کرتے تھے کہ آنکھ کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑنے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل ہے، اور اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آنکھ کے بگڑنے ہی سے بندے پر مصیبتیں آتی ہیں:

☆ ...... اگر حضرت آدم علیہ السلام شجر ممنوعہ کی طرف آنکھ سے نہ دیکھتے تو نہ اسکو کھاتے اور نہ جنت سے نکالے جاتے۔

☆ ...... اگر قابیل ہابیل کی بہن کی طرف نہ دیکھتا، تو نہ اس پر عاشق ہوتا اور نہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا مجرم بنتا۔

☆ ...... اگر زلیخا یوسف علیہ السلام کی طرف نہ دیکھتی تو اسے اتنی ذلت اور رسوائی برداشت نہ کرنی پڑتی، تو معلوم ہوا کہ آنکھ کے دیکھنے سے ہی بندے پر مصیبتیں آتی ہیں۔

ناجائز تعلقات رسوائی کا سامان

اور یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ شہوت وہ شیرینی ہے جو چکھنے والے کو ہلاک کردیتی ہے، آدمی محسوس کر رہا ہوتا ہے کہ میں تفریح کر رہا ہوں، مگر حقیقت میں وہ اپنے آپ کو تباہ کر رہا ہوتا ہے، اور یہ اصول بھی ذہن میں رکھنا کہ محبت اور عداوت دو ایسی چیزیں ہیں، جو کبھی چھپی نہیں رہ سکتیں، تو اگر انسان یہ سمجھے کہ میرے فلاں سے تعلقات ہیں اور کسی کو پتہ نہیں، تو یہ سب سے بیوقوف انسان ہے، دو دن نہیں چار دن

نہیں آخر ایک دن پول کھلتا ہے، اور بالآخر شرمندگی اور رسوائی کے سوی کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ،اسلئے کوئی بچی ذہن میں یہ نہ رکھے کہ فلاں نے میرے ساتھ بات کی، پیغام بھیجا، اور میں نے اسکا جواب دیا یہ کسی کو پتہ نہیں، یہ محبت یا نفرت کا تعلق کبھی چھپا نہیں رہ سکتا ،ہمیشہ ظاہر ہو جاتا ہے، اسلئے بچیاں کبھی بیوقوفی میں، نادانی میں، ایسا قدم اٹھالیتی ہیں اور پھر اسکو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتی پھرتی ہیں، ایسا گناہ کرنے کی کیوں بہادری دکھائی، کہ پھر بزدل بنکر اسکی حفاظت کے لئے جھوٹ بولنا پڑے۔

بے پردگی سبب تباہی

اور جو عورتیں اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی پھرتی ہیں وہ سمجھ لیں، کہ عورت کا حسن ہی اس کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے، جتنے گھر ٹوٹتے ہیں انمیں اکثر و بیشتر عورتوں سے ایسی اخلاقی غلطیاں ہوتی ہیں جنکی بنا پر بستے بستے گھر تباہ ہو جاتے ہیں اسی لئے حضرتؒ..... فرمایا کرتے تھے کہ تم شریر عورتوں سے بے کنارہ رہو (دور رہو) اور بھلی مانس عورتوں سے بھی ہشیار رہو۔

حکمت کی باتیں

شہوت کی ابتداء ایک جراثیم کی مانند ہوتی ہے، لیکن اگر انسان اسکا عادی بن جائے تو پھر اسکا اختتام اژدہے کی مانند ہوتا ہے، یہ پوئزن کی طرح بن جاتا ہے اور انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ خوبصورت انسان جتنا دور سے خوبصورت لگتا ہے اتنا قریب سے نہیں ہوتا، آواز جتنی دور سے خوبصورت اور سریلی لگتی ہے قریب سے اتنی اچھی نہیں ہوتی، تو یوں لگتا ہے کہ شاید حسن جو ہے وہ دور سے ہی اچھا لگتا ہے اسلئے اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

کسی عارف نے کتنی اچھی بات کہی کہ انسان کو ہر جیت سے خوشی ہوتی ہے

لیکن جب کوئی اپنے آپ سے جیت جایا کرتا ہے تو اس خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوا کرتا جب نفس برائی کی طرف آمادہ کرے اور انسان اس وقت اپنے اوپر قابو رکھے اور برائی سے بچ جائے تو پھر اسکی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اتنی احتیاط کرنی چاہیئے کہ شادی شدہ عورت اپنے خاوند کی باتیں بھی دوسری لڑکی اور عورتوں کو نہ بتائے، بلکہ ایک حدیث پاک میں تو یہ فرمایا کہ جو شادی شدہ عورت دوسری لڑکی یا عورتوں کو اپنی تنہائی کی باتیں بتائے گی تو وہ عورت سورنی (مؤنث خنزیر) کی مانند ہے، اسی طرح جو مرد اپنی تنہائی کی بات کسی دوسرے مرد کو بتائے گا تو وہ سور (خنزیر) کی مانند ہے۔

دل قابو میں کرنے کا مجرب عمل

اور یہ ہمارے مشائخ نے یہ بھی بتادیا کہ اگر کسی انسان کی کیفیت ایسی ہو کہ اسکے دل میں کسی کا خیال بار بار آئے، ہٹانے سے بھی نہ ہٹے، دل میں ایسا جم جائے کہ کسی اور چیز میں دل بھی نہ لگے اور انسان ڈرے کہ میں تو گناہ کا مرتکب ہوں گا، تو اسکو ایک عمل کرنے کی اجازت دی گئی، جسکی اجازت اس وقت یہ عاجز سب مردوں اور عورتوں کو دے رہا ہے اور وہ عمل بہت آسان ہے کہ ہر دن میں ایک سو مرتبہ یہ پڑھے [لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ، لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ، لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ] اگر سو مرتبہ روزانہ اسکی تسبیح پڑھ لی جائے تو ہم نے سینکڑوں نہیں ہزاروں بچے اور بچیوں کو اس عمل کے صدقے گناہ کبیرہ سے بچ کر زندگی گزارتے دیکھا ہے یہ بہت مجرب عمل ہے، وہ بچیاں جو کہتی تھیں کہ ہم مر جائیں گی، فلاں کے بغیر اور جو مرد کہتے تھے کہ فلاں کے بغیر ہم مر جائیں گے، چند دن انہوں نے یہ عمل کیا کوئی بھی نہ مرا، اور اللہ نے ایمان اور اعمال کی حفاظت بھی فرمائی تو اس عمل کی بھی سب کو اجازت ہے کہ اگر خدانخواستہ دل میں کوئی ایسی کیفیت آجائے تو دل کو صاف کرنے کے لئے یہ ہارٹ کلینز کی مانند ہے امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے بچے اور بچیوں نے

اس عمل کا نام ہارٹ کلینز (HARTCLEANER) 'دل صاف کرنے والا' رکھا ہوا ہے اسلئے جو انسان بدکاری سے بچے وہ اللہ رب العزت کے نزدیک بہت اچھا انسان ہے۔

پاکباز کیلئے عرش کا سایہ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو برائی کی دعوت دے، یا کسی مرد کو کوئی عورت برائی کی طرف بلائے ،اور وہ آگے سے جواب دے اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، یا اللہ سے ڈرتی ہوں، اس عمل کے صدقے قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے، تو پاکباز مرد اور عورتوں کے لئے دنیا میں اللہ کی رحمت کا سایہ ہے، اور قیامت کے دن اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

نکاح میں جلدی کا حکم

تو ایک طرف تو شریعت نے ایسے مواقع سے بچنے کی تلقین کی کہ جہاں سے گناہ کا امکان تھا، اور دوسری طرف جیسے شادی کی عمر آئے ویسے ہی جلدی نکاح کی ترغیب دی، چنانچہ فرمایا [اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَان] ''نکاح تو آدھا ایمان ہے'' گویا نکاح سے پہلے مرد جتنا نیک بنتا پھرے اسکے ایمان کا معیار آدھا، اور مکمل ایمان تب ہوگا جب نکاح کر لے گا، اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تالے تو شریفوں کے لئے ہوتے ہیں، چوروں اور ڈاکوؤں کے سامنے تالوں کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟ لہذا جس کا دل ہی مریض ہو اور بد معاشیوں سے بھرا پڑا ہو اسکے لئے شادی کیا اہمیت رکھتی ہے، تاہم شریعت نے حکم دیا کہ جب بھی بچی کے جوڑ کا خاوند مل جائے اس بچی کا نکاح کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، بچی کئی مرتبہ سولہ سال یا اس سے بھی زیادہ عمر کی ہو جاتی ہے اور ماں باپ سمجھتے ہیں ابھی تو بے بی (چھوٹی بچی) ہے، ایک صاحب کو شاہ عطاؤ اللہ صاحب بخاریؒ نے فرمایا تمہاری بچی جوان ہوگئی شادی کر دو، کہنے لگا

کہ جی ابھی تو اس کے منہ سے دودھ کی مہک آتی ہے، انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ جب چلے گا جب دودھ خراب ہو جائے گا۔

تو ایک طرف تو شریعت نے غیر محرم مرد اور عورت کے اختلاط سے بچنے کا حکم دیا اور دوسری طرف جائز ضرورت کو پورا کرنے کے۔ یے نکاح کی ترغیب دی، یہاں تک فرمایا کہ نکاح سے پہلے اگر ایک نماز پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے، تو نکاح کے بعد ایک نماز پڑھنے پر بیالیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے، جس طرح غیر محرم مرد اور عورتوں کو ایک دوسرے سے کٹنے کا حکم دیا، اسی طرح نکاح کے بعد میاں اور بیوی کو جڑنے کا حکم دیا، محبت اور پیار کے ساتھ رہنے کا حکم دیا، یہاں تک فرمایا کہ خاوند اپنی عورت کو دیکھ کر مسکرائے، عورت اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکرائے، اللہ تعالی ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے، تو اس شریعت کا کیا حسن اور جمال ہے، کہ حرام سے ہمیں بچا کر حلال کی طرف متوجہ کیا، زندگی بھی آرام اور سکون سے گذارو اور قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے عزتوں کے تاج بھی پہنتے چلے جاؤ۔

جوانی کی توبہ

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست
وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہیزگار

جوانی میں توبہ کرنا یہ پیغمبروں کا شیوہ ہے اور بڑھاپے میں تو پھر بھیڑیا بھی بڑا پرہیزگار بنجاتا ہے، اسلئے کہ اب بکری ہاتھ جو نہیں آتی، تو بڑھاپے میں جا کر کوئی توبہ کرے، انکی توبہ وہ وقعت نہیں رکھتی، جو ایک جوان کی توبہ اللہ رب العزت کے یہاں درجہ رکھتی ہے، اسلئے ایک بزرگ تھے ان کو جب کوئی مہم پیش آتی، تو وہ نیک نوجوانوں سے دعاء کرواتے (شَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰه) ایسا نوجوان جو اللہ رب العزت کی عبادت میں سرشار ہو، کسی نے پوچھا کہ بڑے بڑے مشائخ موجود انکی بجائے آپ نوجوانوں سے دعائیں کرواتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو نیک

نوجوان ہوتا ہے جب وہ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسکے ہاتھ کو خالی لوٹاتے ہوئے اللہ کو حیا آتی ہے، تو ایسے نوجوان بچے اور بچی کی دعاء اللہ کے یہاں مقبول ہوتی ہے، جو گناہوں سے بچ کر نیکی پرہیزگاری کی زندگی گذارتے ہیں۔

ایک نکتہ

شریعت نے جب قرآن پاک میں کہا ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي﴾ "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد" اور جب چوری کا تذکرہ فرمایا تو وہاں فرمایا ﴿اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا﴾ (پ ۶ مائدۃ) "چور مرد اور چور عورت ان کے ہاتھ کاٹو" تو چوری کا معاملہ تھا تو مرد کا تذکرہ پہلے کیا، اسلئے کہ مردانگی سے یہ بعید ہے کہ انسان دوسرے کے مال پر ہاتھ ڈالے چوری کرے اور جہاں زنا کا تذکرہ کیا وہاں فرمایا کہ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، عورت کا تذکرہ پہلے کیا اسلئے کہ شرم وحیا کی وجہ سے عورت سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اس قبیح گناہ کا ارتکاب کرے، اور یہاں سے مفسرین نے ایک نکتہ نکالا، کہ جب تک عورت خود ڈھیلی نہ بنے غیر مرد اس پر قابو پا ہی نہیں سکتا، لہذا یہ زنا کا گناہ پہلے عورت کی طرف سے شروع ہوتا ہے تب مرد اس پر قابو ہو پاتا ہے، اسلئے شروع ہی سے بچیے اور شروع ہی سے برائی کو ختم کر دیجئے، تاکہ کسی کو غلط سوچنے کا موقع ہی نہ مل سکے اور جو لوگ پاکدامن اور پاکباز زندگیاں گذارتے ہیں، اللہ رب العزت ان لوگوں کو اس دنیا میں بھی عزتیں دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں دیتے ہیں، "یاد رکھنا لوگ تلوار کا مقابلہ تو کر سکتے ہیں، لیکن کردار کا مقابلہ نہیں کر سکتے" لہذا کردار انسان کا اصلی سرمایہ ہوتا ہے، جس کا کردار ہی بگڑ گیا اس کے پلے کیا رہا، تو دین اسلام نے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالی کے عرش کے سایہ میں رہنے والا بتلایا ہے۔

پاکدامن لوگوں کی دعائیں

ایسے کتنے واقعات ہیں جن میں پاکدامن لوگوں نے اللہ سے دعاء مانگی

پروردگار نے فوراً قبول فرمالی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی شہر میں بارش نہیں ہوئی قحط پڑ گیا، علماء نے کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے لہذا سب شہر کے مرد عورتیں آئیں اور میدان میں آکر نماز پڑھیں، چنانچہ بچے بھی عورتوں کے ساتھ تھے، سخت گرمی تھی اوپر سے دھوپ، اور بچے پیاس اور بھوک کی شدت سے بلک بلک کر رو رہے تھے، مردوں نے بھی رو رو کر دعائیں مانگی، عورتوں نے بھی سسکیوں سے دعائیں مانگی، مگر کوئی بارش برسنے کے آثار نہیں تھے، صبح سے لیکر عصر کا وقت ہو گیا ایک نوجوان اونٹ کی نکیل پکڑ کر قریب سے گذرا، اونٹ کے اوپر کوئی پردے میں سوار تھا، اس نے اونٹ کو روکا اور لوگوں سے پوچھا کہ کیوں جمع ہو؟ بتایا گیا کہ صبح سے لیکر اب تک بارش کیلئے فریادیں کر رہے ہیں، مگر کوئی صورت نظر نہیں آرہی نوجوان نے کہا کہ اچھا میں دعاء کرتا ہوں، چنانچہ وہ اپنی سواری کے قریب گیا اور دعاء کی اسی وقت آسمان پر بادل آئے اور بارش ہونی شروع ہوگئی، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ علماء اس نوجوان کی طرف بھاگے اور پوچھا کہ تو نے کیسی دعاء مانگی، کہ ہزاروں انسانوں کی دعاء پر اللہ نے تیری دعاء کو ترجیح دیدی، اس نے کہا کہ اس اونٹ کے اوپر میری والدہ سوار ہیں، جنہوں نے پاکدامنی اور پاکبازی کی زندگی گزاری ہے، میں سواری کے قریب آیا اور میں نے اپنی والدہ کے دوپٹے کا کنارہ پکڑ کر دعاء مانگی اے اللہ! میں ایک پاکدامن ماں کا بیٹا ہوں، میں اپنی والدہ کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں، اپنی رحمت کی بارش برسادے، اللہ تعالی نے رحمت کی بارش برسادی، تو اللہ رب العزت پاکدامنی کی زندگی کو اتنا پسند فرماتے ہیں۔

عبد اللہ ابن مبارکؒ کی توبہ

چنانچہ عبد اللہ بن مبارکؒ جوانی میں کسی عورت کے ساتھ تعلقات بنا بیٹھے حتی کہ اسکو کہا کہ ملنے کے لئے کوئی وقت نکالو، اس نے کوئی رات کا وقت دیا یہ ساری رات انتظار میں رہے، مگر ملاقات نہ ہو سکی، اسی حالت میں صبح کی اذان ہوگئی، جب اذان ہوئی تو دل پر چوٹ لگی کہ میں ایک عورت کی وجہ سے ساری رات جاگتا رہا مجھے

اس عورت کا بھی ملاپ نصیب نہ ہوا کاش میں اللہ رب العزت کی محبت میں ساری رات جاگتا، تو مجھے اللہ اپنی ولایت نصیب فرما دیتے، یہ سوچ کر دل میں پکی توبہ کر لی اور علم حاصل کرنے کے لئے علماء کی ایک بستی کی طرف چل پڑے چنانچہ جب شہر سے باہر نکلے، ایک اور بزرگ بھی اس بستی کے قریب جا رہے تھے، سخت گرمی کے عالم میں یہ بادل کے سایہ میں چلتے رہے، یہ سمجھتے رہے کہ شیخ کی برکت ہے کہ بادل کا سایہ ہے اور شیخ بھی یہی سمجھتے رہے کہ مجھ پر اللہ کی رحمت ہوئی کہ بادل کا سایہ ہے لیکن جب اپنی اپنی منزل کی طرف جاتے ہوئے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو اس شیخ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بادل کا سایہ تو عبداللہ بن مبارک کے سر پر تھا، وہ واپس لوٹے اور عبداللہ ابن مبارک کو پکڑ کر کہا کہ مجھے اللہ کے لئے بتاؤ کہ تم نے کونسا عمل کیا کہ اللہ نے گرمی کی شدت سے حفاظت کے لئے تیرے سر پر بادل کا سایہ کر دیا، انکی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہا کہ میں نے ایک گناہ سے سچی توبہ کی، اور میں نیک بننے کیلئے علماء کی بستی کی طرف چل پڑا، میرا پروردگار کتنا قدردان ہے کہ اس نے دنیا کی دھوپ میں بچنے کا انتظام کر دیا، میں امید کرتا ہوں کہ وہ جہنم کی آگ سے بھی محفوظ فرمادے گا، تو جو پروردگار اتنا قدردان ہو کہ آدمی اگر گناہوں سے سچی توبہ کرلے تو پروردگار دنیا کی تپش سے بچا دیتا ہے، تو پھر جہنم کی آگ سے انہیں کیوں نہیں محفوظ فرمائے گا۔

پاکدامنی کا ایک عجیب واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک شاگرد تھا وہ خوبصورت نوجوان تھا، وہ جس راستے سے گذرتا تھا تو ایک عورت اسے دیکھتی تھی، اسکے دل میں گناہ کا ارادہ پیدا ہوا ایک دن اس نے اپنی نوکرانی کے ذریعہ اسکو ہمراز بنا کر، اس نوجوان کو کہلا بھیجا کہ اندر کوئی مریض ہے، آپ اگر اسکو کچھ پڑھ کر دم کر دیں تو صحت یاب ہو جائے گا، آپ کو اس کا اجر ملے گا، وہ نوجوان اپنے بھولے پن کی وجہ سے معاملہ کی نزاکت کو نہ سمجھ سکا، اعتماد کر بیٹھا، جب گھر کے اندر داخل ہوا تو دروازے بند ہو گئے، پھر وہ

عورت سامنے آئی، بغیر حجاب کے اور اس نے آ کر کہا کہ میں تو تمہیں مدتوں سے دیکھ رہی تھی، آج وقت ملا ایک دوسرے سے ملاپ کا، تو نوجوان سمجھ گیا کہ میں تو اس وقت مصیبت میں گرفتار ہو گیا، لہذا اس نے سوچا کہ کوئی حیلہ ہو اور جان بچے، اس نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کی ضرورت ہے، اس نے بیت الخلاء بتا دیا کہ وہاں پر ہے، یہ نوجوان بیت الخلاء میں گیا اور بیت الخلاء میں جو پاخانہ پڑا ہوا تھا وہ اس نے اپنے ہاتھوں اور جسم پر لگا لیا، جب بیت الخلاء سے باہر نکلا تو اسکے جسم سے بدبو پھیل رہی تھی، اس عورت نے جب دیکھا تو کہا کہ اے گندے انسان چلے جاؤ گھر سے میں تمہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی، چنانچہ دروازہ کھلا یہ نوجوان اپنے ایمان کو بچا کر سلامت نکل آیا، لیکن پریشان دو وجہ سے تھا ایک تو یہ کہ بدبو لوگوں کو آئے گی تو وہ پوچھیں گے کیا بنا اور دوسرے سبق میں دیر ہو گئی ہے، میں بھی لیٹ نہیں پہنچا، استاد بھی ڈانٹ پلائیں گے، چنانچہ یہ مدرسہ میں آیا اور آ کر اس نے غسلخانہ میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے دھوئے اور اسی طرح گیلے کپڑے پہن کر کیوں کہ نجاست انمیں بھی لگی تھی درس میں پیچھے جا کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے فرمایا ارے تم میں سے آج کون خوشبو لگا کر آیا ہے، کہ پورا کمرہ معطر ہے، طلبا خاموش رہے، کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا کہ بھئی اتنی زیادہ خوشبو کون لگا کر آیا ہے؟ طلبا پھر خاموش رہے، ایک طالب علم نے ادھر ادھر دیکھا اور دیکھ کر کہا کہ حضرت فلاں بچے سے خوشبو آ رہی ہے شاہ عبد العزیزؒ نے جب اس بچے سے پوچھا تو نوجوان کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اس نے کہا کہ حضرت میں نے اپنی عزت کی حفاظت کر کے گناہوں سے بچنے کی خاطر اپنے بدن سے نجاست کو لگا لیا تھا، میرا مالک کتنا قدردان ہے میرے جسم کے جس جس حصے پر نجاست لگی تھی اب وہیں سے خوشبو آ رہی ہے، چنانچہ یہ نوجوان جب تک زندہ رہا اس کے بدن سے خوشبو آتی رہی، اللہ رب العزت اتنے قدردان ہیں کہ جو انسان شرم و حیا کی اور پاکدامنی کی زندگی گذارتا ہے، پروردگار اسکے ساتھ اپنی مدد یوں شامل حال فرماتے ہیں۔

چنانچہ انسانی تاریخ میں کئی پکدامن عورتوں پر اور پاکباز عورتوں پر تہمتیں لگائی گئیں اللہ رب العزت نے انکی پاکبازی پر گواہی کے لئے اپنے ضابطے بدل ڈالے، سوچنے کی بات ہے دودھ پیتا بچہ بول تو نہیں سکتا؟ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگتی ہے تو پروردگار کی رحمت جوش میں آجاتی ہے چھوٹا معصوم بچہ بھی بول کر گواہی دیتا ہے کہ یوسف علیہ السلام تو پاکباز ہیں یہ گناہ کا معاملہ تو عورت کی طرف سے تھا، تو اللہ رب العزت نے پاکباز بندوں کی گواہی کے لئے ضابطے بدل ڈالے اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔

حضرت مریم علیہا السلام قرآن کے آئینہ میں

چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ بی بی مریم پر ایک مرتبہ اسی طرح معاملہ پیش آیا ذرا قرآن کی آیتیں سن لیجئے قرآن عظیم الشان میں ہے جس کی آیتیں پڑھ کر دل میں ٹھنڈک ہوتی ہے، توجہ سے سنئے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ﴾ ”کہ مریم کا کتاب میں تذکرہ کیجئے“ آیئے! بی بی مریم کا کردار قرآن کے آئینہ میں دیکھئے! اللہ پاک نے فرمایا ﴿اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ ”اپنے مکان کی سمت مشرق کی طرف کو گئیں تھیں، غسل کرنا چاہتی تھیں اس خلوت کے عالم میں حضرت جبرئیل ایک بھرپور مرد کی شکل میں سامنے آئے ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ اب بی بی مریم آج کے دور کی کوئی بگڑی ہوئی عورت نہیں تھی کہ تنہائی میں غیر محرم مرد کو دیکھ کر مسکراہٹوں سے استقبال کرتیں، وہ تو شرم وحیا کی دیوی تھیں، چنانچہ جب انہوں نے غیر محرم کو دیکھا تو تڑپ اٹھیں، فرمانے لگیں ﴿اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ ”میں تو اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے، اگر تیرے دل میں ذرا بھی خوف خدا ہے“ جبرئیل سمجھ گئے کہ بی بی مریم تو ڈر گئیں، لہذا انہوں نے آنے کا مقصد بیان کیا فرمانے لگے ﴿اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ﴾ ”میں تو آپ کے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں“ ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ ”تاکہ آپ کو ستھرا نیک بیٹا دیا جائے“ بی بی مریم علیہا السلام کی پریشانی بڑھ گئی، یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ اور

مصیبت والی تھی، کہ میں کنواری ہوں میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ چنانچہ بی بی مریم نے آگے سے جواب دیا ﴿اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیًّا﴾ ''میرے بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ نہ تو میں نے نکاح کیا، اور نہ میں بدکار ہوں'' بی بی مریم جانتی تھیں کہ بیٹا ہونے کے اسباب ہوتے ہیں، یا تو بیٹا نکاح کے ذریعہ ہوتا ہے یا گناہ کے ذریعہ ہوتا ہے، تو بی بی مریم نے کہا کہ نہ تو میں نے نکاح کیا اور نہ میں نے کوئی گناہ کیا، جب انکی اس بات کو فرشتے نے سنا تو کہا ﴿قَالَ کَذٰلِکِ﴾ ''اللہ کا فرشتہ بھی کذالك کی مہر لگاتا ہے بی بی مریم تم اتنی پاک دامن ہو، تم جو بھی دعوی کر رہی ہو تم، اپنے دعوے میں سو فی صد سچی ہو، مریم کے کردار پر یہ قرآنی مہر قیامت تک سلامت رہے گی، اللہ ہمیں بھی ایسی بیٹیاں عطا فرمائیں، جو اتنی باحیا زندگی گزارنے والی ہوں کہ فرشتے بھی انکی پاک دامنی کی گواہیاں دیتے پھریں، سبحان اللہ بی بی مریم نے جب یہ جواب دیا تو فرشتے نے کہا ﴿قَالَ رَبُّکِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ﴾ ''اے بی بی مریم آپ کے پروردگار نے بیٹا دینا ہے (کسی زلفوں والی سرکار نے بیٹا نہیں دینا کہ آپ کو نذر و نیاز کی ضرورت پڑے، آپ کو تو پروردگار نے بیٹا دینا ہے) لہذا بی بی مریم کو آثار حمل محسوس ہونا شروع ہو گئے، وہ بڑی پریشان ہوئیں بڑی مغموم ہوئیں، دل اداس ہے، میں کنواری ہوں، لوگوں میں میری عبادت کے چرچے ہیں، میں نے اپنی زندگی مسجد میں اپنے آپ کو وقف کر کے عبادت میں گزاری ہے، اعتکاف میں اپنی جوانی گزاری، اب جب لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کنواری حالت میں میرے یہاں بیٹا ہوا تو پھر میری عزت کا کیا بنے گا، بی بی مریم کو ساری عمر کی کمائی ختم ہوتی نظر آئی، چنانچہ اس پریشانی میں بی بی مریم گھر سے نکلیں اور گھر کے قریب تنہائی میں آ کر وہ ایک درخت کے نیچے اس طرح بیٹھ گئیں جس طرح کوئی ہارا ہوا جرنیل بیٹھتا ہے ﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَکَانًا قَصِیًّا﴾ چنانچہ اسوقت بہت غمزدہ تھیں دل دل میں دعائیں کر رہی تھیں کہنے لگیں ﴿یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا﴾ ''اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور میں کوئی

بھولی بسری چیز ہوتی" پروردگار نے تسلی دی ﴿فَنَادٰیھَا مِن تَحْتِھَا اَلَّا تَحْزَنِی قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا﴾ چنانچہ اللہ تعالی نے انکے نیچے ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور فرمایا! بی بی مریم غمزدہ نہ ہو، جب تجھے وضع حمل کی تکلیف محسوس ہو اس کھجور کو ہلا دینا، اس سے تازہ کھجوریں گریں گی ﴿فَکُلِی وَاشْرَبِی﴾ "یہ کھجوریں کھا لینا اور پانی پی لینا اور اگر بیٹے کی ولادت ہو تو ﴿وَقَرِّی عَیْنًا﴾ "اپنے بیٹے کو دیکھ کر اپنے لخت جگر کی جبین پر جمال نبوت کی کرنیں پھوٹتی دیکھ کر، اسکو بوسے دینا تمہیں تسلی مل جائے گی" اور اگر تم واپس قوم کی طرف جاؤ اور لوگ تم سے یہ پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ بنا، تو جواب دینا ﴿اِنِّی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ "میں نے تو رحمن کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے" (اسوقت کے روزے میں بولنے کی بھی ممانعت ہوتی تھی) چنانچہ انکی ماں نے بھی یہی دعاء مانگی تھی ﴿اِنِّی نَذَرْتُ لَكَ مَا فِی بَطْنِی﴾ تو ماں نے اپنے وقت میں اللہ کی نذر مانی تھی آج بیٹی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ کہہ رہی ہے، معلوم ہوا جیسی مائیں ہوا کرتی ہیں ایسی ہی بیٹی ہوا کرتی ہیں، جب نیک مائیں ہوں تو اللہ رب العزت بیٹیوں کو بھی پاکدامن زندگی عطا کرتے ہیں، ﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا﴾ تو بی بی مریم اپنے بیٹے کو لیکر جب قوم کی طرف آئیں، قوم نے طعنوں کے نشتر لگانے شروع کر دیئے اور کہنے لگی ﴿قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا﴾ "اے مریم! تو یہ کیا عجیب چیز لیکر آ گئی ﴿یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ اے ہارون کی بہن ﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا﴾ نہ تیرے ابا برے تھے اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی۔

تو قرآن مجید کی اس آیت سے پتہ چلا کہ جب کسی عورت سے کوئی اخلاقی غلطی ہوتی ہے تو بھائی پر بھی الزام آتا ہے، ماں اور باپ کی بھی بدنامی ہوتی ہے، جوان بچی ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھے کہ یہ میری ذات کا عمل ہے، وہ سمجھ لے کہ میرے ساتھ کچھ اور بھی لوگ ہیں جنکی زندگی کی عزتیں خاک میں مل جائیں گی، چنانچہ قرآن سے گواہی مل رہی ہے، جب قوم نے کہا ﴿یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ "اے ہارون کی بہن" وہ مریم کا نام بھی لے سکتے تھے مگر نہیں انکو نشتر لگا رہے ہیں کہ سوچ تو بہن کس کی؟ بیٹی کس ماں

کی؟اور کس باپ کی لخت جگر ہے؟ چنانچہ جب بی بی مریم نے الزام تراشی کے یہ طعنے سنے، تو دل تو پہلے سے ہی دکھی تھا انکو کہنے لگی ﴿فَاَشَارَتْ اِلَیْہِ﴾ ”ہاتھ کا اشارہ بچے کی طرف کردیا“ گویا کہنا چاہتی ہیں کہ تم میرا سر مت کھاؤ، اسی بچے سے پوچھو کہ یہ کیسے ہوا وہ کہنے لگے ﴿کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا﴾ ”جو چھوٹا بچہ گود میں ہو وہ کیسے ہم کلامی کرسکتا ہے۔“ اسوقت پروردگار نے ضابطے کو بدل دیا، کہ میرے بندے عیسیٰ...... ! بچے گود میں بولا نہیں کرتے مگر تیری پاکدامن ماں پر الزام لگ رہا ہے، میں (پروردگار) ضابطے بدل رہا ہوں، آپ کو بولنا ہوگا، اور اسی بچپن میں اپنی نبوت کا اعلان کرنا ہوگا، چنانچہ بچہ وکیلِ صفائی بنتا ہے اور کہتا ہے ﴿اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ آتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا☆وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا﴾ (پ۱۶ مریم) ”میں اللہ کا خاص بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھکو نبی بنایا، اور مجھ کو برکت والا بنایا، میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا، جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں گا، اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش، بدبخت نہیں بنایا۔““ سبحان اللہ اللہ کی شان دیکھئے کہ جب پاک لوگوں پر الزام لگتے ہیں تو پروردگار انکی طرف سے گواہیاں دلوانے کے لئے ضابطوں کو بدل کر رکھ دیتے ہیں، اللہ رب العزت کو ایسی زندگی کتنی پسندیدہ ہے، آیئے آخری بات سنکر آج کی بات کو کسی نتیجہ تک پہنچائیں۔

قرآنی گواہی

نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ ام المؤمنین عفیفہ، کائنات حبیبہ حبیب خدا مخدومۃ المسلمین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا عجیب واقعہ ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی زوجہ اول ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ

رضی اللہ تعالی عنہا نے پینسٹھ سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی
انکے بعد محبوب مغموم رہتے تھے چنانچہ مدینہ تشریف لائے نبی علیہ السلام کو جبرئیل علیہ
السلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی کہ اب اللہ نے آپ کے
لئے اسکو بیوی ہونے کے لئے پسند فرمایا چنانچہ پوچھا کہ ایسی لڑکی کون ہے پتہ چلا کہ
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ ہیں ان سے نکاح ہو گیا ﷺ کو انسے
بہت زیادہ پیار تھا چنانچہ آپ نے انکی کنیت ام عبد اللہ رکھی جب وہ عبد اللہ ابن زبیر
اپنے بھانجے کو لیکر آپ کی خدمت تشریف لائیں اور پیار سے انکو حمیرہ کے نام سے پکار
تے تھے چنانچہ مشہور تابعی عطا ابن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضیاللہ
عنھا اپنے علم میں اور حسن میں تمام ازواج پر سبقت رکھتی تھیں، بلکہ امام زہریؒ نے فرمایا
کہ ساری ازواج مطہرات کے علم کو جمع کیا جائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ کا علم اس سے بھی
زیادہ بڑھ جائے چنانچہ اس امت میں سب سے پہلی قرآن پاک کی حافظہ ہونے کا
اعزاز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پایا، اور اس امت میں سب سے زیادہ
احادیث کی روایت کرنے کا اعزاز یہ بھی صدیقہ کائنات کو ملا، دو ہزار دو سو دس حدیثیں
روایت کی ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کی
خدمت میں کہا اے اللہ کے نبی! اللہ نے عائشہ صدیقہ کی طرف سلام بھیجے ہیں سبحان
اللہ، انکو اللہ رب العزت کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ ایک مرتبہ یہ اپنے درہم و دینار کو
بیٹھی دھورہی تھیں نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا کر رہی ہو تو جواب دیا کہ اے اللہ کے
نبی! درہم و دینار کو دھورہی ہوں، پوچھا کس لئے؟ فرمایا اے آقا آپ کی زبان
فیض ترجمان سے یہ سنا کہ جب کوئی آدمی اپنا مال اللہ کے راستے میں کسی فقیر کو دیتا
ہے تو وہ فقیر کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے اللہ رب العزت کے ہاتھوں میں پہنچ
جاتا ہے، میں نے جب سے یہ سنا اپنے درہم دھو کر دیتی ہوں، تا کہ میرے مالک
کے ہاتھو میں پاک اور صاف مال پہنچے، انکو اللہ رب العزت سے اتنی محبت تھی، اور
پروردگار کو بھی اتنی محبت کہ دنیا میں سلام بھیجتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ جب انکو دیکھتے تو

انکو دعائیں دیا کرتے تھے، ایک بار دعاء دی عائشہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو ہمیشہ ترو تازہ رکھے سبحان اللہ ایسی دعاء اللہ کے محبوب نے اپنی بیوی کو عطا کی

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زندگی میں بھی ایک عجیب واقعہ پیش آیا، اللہ رب العزت کی بھی عجیب مشیت ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ غزوۂ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے، تو قافلے نے چلنا تھا، قافلے کے لوگ جیسے جیسے تیار ہوتے رہتے چلتے رہتے تھے، سینکڑوں بلکہ ہزاروں اونٹ ہوتے تھے، چلتے ہوئے بھی گھنٹوں لگا کرتے تھے، سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے سوچا کہ قافلے میں جانا ہے، پتہ نہیں سفر میں کتنا وقت لگ جائے، کیوں نہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں، قضائے حاجت کے لئے کھیتوں میں جایا کرتے تھے، چنانچہ آپ ذرا دور چلی گئیں، تاکہ فراغت حاصل کر سکیں، جب فراغت حاصل کر کے واپس آئیں تو آپ نے ہودج میں بیٹھنا تھا، جس کو سواری کے اوپر رکھا جاتا تھا۔

اتنے میں آپ نے محسوس کیا کہ میرے گلے میں ایک ہار پہنا ہوا تھا وہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے، سوچا کہ ابھی تو روانہ ہونے میں وقت ہوگا، میں جا کر ہار دیکھ لیتی ہوں، آپ ہار ڈھونڈنے کے لئے واپس تشریف لے گئیں، پیچھے صحابہ کرامؓ نے سوچا کہ آپ تشریف تو لے آئی تھیں، لہٰذا ہودج میں بیٹھ گئی ہوں گی، چنانچہ چار پانچ آدمیوں نے مل کر ہودج کو اٹھا کر سواری کے اوپر رکھ دیا، آپ کی عمر بھی کم تھی، اور وزن بھی کم تھا، چار پانچ آدمی اٹھانے والے تھے، تو ان کو پتہ بھی نہ چلا، کہ آپ اندر بیٹھی ہوئی ہیں یا کہ نہیں۔

اب قافلے کے لوگ تو وہاں سے چلے گئے، جب آپ واپس آئیں تو آپ نے دیکھا کہ وہ جگہ تو خالی ہے، اور قافلہ جا چکا ہے، آپ کو اطمینان تھا، کہ جب نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلے گا تو کسی نہ کسی کو بھیجیں گے، چنانچہ آپ وہیں پر بیٹھ گئیں، تھوڑی دیر کے بعد نیند غالب آ گئی، چنانچہ اپنے اوپر چادر لی اور سو گئیں۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ صحابہ میں سے کسی ایک صحابی کو حکم دیا جاتا

تھا، کہ جب سارا قافلہ چلا جائے اگر رات کا وقت ہو تو صبح کے وقت اس جگہ پر آکر دیکھیں کہ کہیں کوئی چیز پیچھے نہ پڑی رہ گئی ہو، چنانچہ ایک بدری صحابی حضرت صفوان بن معطلؓ جو پکی عمر کے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس کام پر تعینات فرمایا تھا، وہ جب اس جگہ پر آئے تو کسی کو اس جگہ پر لیٹا ہوا پایا، قریب آئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، انہوں اونچی آواز میں "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا، ان کی آواز سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی، آپ نے جو اپنے اوپر چادر لی ہوئی تھی، اس سے اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ لیا، انہوں نے آپ کے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا، آپ اوپر بیٹھ گئیں، انہوں نے مہار پکڑی اور چل پڑے حتیٰ کہ وہ جب اس قافلے کے پاس پہنچے تو قافلے میں موجود جو منافقین تھے انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہاں! اس میں تو کچھ نہ کچھ بات ہوگی، وہ تو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھے، جس میں وہ مسلمانوں کو پریشان کرسکیں، اور نبی اکرم ﷺ کو ایذائیں پہنچا سکیں، چنانچہ انہیں باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔

چنانچہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا، آپ ﷺ کو بڑا غم ہوا، بڑا صدمہ ہوا، لوگوں میں یہ بات عام ہونا شروع ہوگئی، سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آکر ایک مہینہ تک بیمار رہی اور کمزور بھی ہوگئی، ایک دن میں ایک صحابیہ ام مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلی، وہ ایک جگہ پر قدم اٹھانے لگیں، تو ان کو ٹھوکر لگی، انہوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں بددعا کردی، میں نے کہا تم اپنے بیٹے کے لئے بددعا کیوں کررہی ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ تمہیں پتہ نہیں کہ وہ تمہارے متعلق کیا بات کہہ رہا ہے؟ میں نے پوچھا کہ کیا بات کہہ رہا ہے؟ اس وقت انہوں نے ساری تفصیل بتادی کہ آپ کے بارے میں اس وقت شہر میں یہ یہ باتیں ہورہی ہیں، فرماتی ہیں، کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں، تو میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا، میں گھر آئی اور نبی اکرم ﷺ کا انتظار کرنے لگی، آپ ﷺ جب مسجد سے تشریف لائے تو میں آپ کے سامنے آئی اور سلام کیا آپ ﷺ نے میرے سلام کا

جواب دیا، مگر چہرہ دوسری طرف کرلیا، میں دوسری طرف سے آئی، مگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی نگاہیں دوسری طرف کرلیں، آپ ﷺ کی خاموش نگاہوں نے مجھے بہت ساری باتیں سکھادیں کہ اس وقت محبوب ﷺ کی طبیعت پر بوجھ ہے اور آپ ﷺ کوئی بات کرنا نہیں چاہتے۔

میں نے سوچا کہ چلو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہوں، تاکہ صحیح بات کا پتہ چل سکے، میں نے اجازت چاہی، اللہ کے محبوب ﷺ نے اشارہ سے فرمادیا کہ ہاں! چلی جاؤ، فرماتی ہیں کہ جب میں وہاں پہنچی تو میری والدہ نے دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ میری والدہ کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہوچکی ہیں، پریشان چہرے کے ساتھ کھڑی ہیں، میں نے پوچھا، امی! کیا ہوا؟ والدہ خاموش ہیں، آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہوگئے، میں نے پوچھا امی! میرے ابو کدھر ہیں؟ انہوں نے اشارہ کردیا، میں نے دیکھا کہ چارپائی پر بیٹھے اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں، ایک ایک آیت پر آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہیں، اللہ کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں، فرماتی ہیں کہ میں نے جب غم کا ماحول دیکھا تو میری طبیعت اور آزردہ ہوئی، میں نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ جن پر مجھے مان تھا، جو میری زندگی کے رکھوالے تھے، وہ بھی مجھ سے آج ناراض ہیں، ماں باپ بھی آج جدا ہیں، میں آج کہاں جاؤں؟ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں، چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں نے وضو کیا اور گھر کے ایک کونے کی طرف جانے لگی، ماں نے پوچھا، عائشہ! کدھر جارہی ہو؟ ان کو ڈر لگ گیا تھا کہ بیٹی غمزدہ ہے، ایسا نہ ہو کہ بیٹی کوئی سنگین فیصلہ کرلے، فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے کہا، امی! میں اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے جارہی ہوں، گویا یوں کہنا چاہتی تھیں کہ امی! ہائی کورٹ تو ناراض ہوگئے، اب میں سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے جارہی ہوں، فرماتی ہیں کہ میں نے مصلیٰ بچھایا اور سجدے میں سر رکھ کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے مسکینوں کے پروردگار! اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اللہ! اے مظلوموں

کے پروردگار! اے کمزوروں کی سننے والے آقا! تیرے مقبول بندوں پر جب بھی کوئی ایسا وقت آیا، اللہ! تو نے ہی ان کی مدد کی، اللہ! یوسفؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے برأت دلوائی، اللہ! مریمؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے ہی ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی، اللہ! آج تیرے محبوب ﷺ کی حمیرا تیرے دروازے پر حاضر ہے، اور فریاد کرتی ہے، کہ میرے بارے میں بھی اسی طرح کی باتیں کی جارہی ہیں، پروردگار! تو حمیرا کی مدد فرما، میرے آقا ﷺ نے بھی اس وقت میرے ساتھ بات کرنا چھوڑ دی ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی ذات نہیں جو دکھی دلوں کو تسلی دے سکے، جو غمزدہ دلوں کو اطمینان دے سکے، رو رو کر دعائیں کر رہی ہیں۔

ادھر دعائیں مانگی جارہی ہیں اور ادھر آقا نے مسجد نبوی میں مجلس مشاورت قائم کی ہوئی ہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ تو گھر میں تھے، باقی صحابہ جمع ہیں، محدثین نے اس کا عجیب منظر لکھا، فرماتے ہیں، کہ نبی اکرم ابھی غمزدہ بیٹھے تھے، صحابہؓ کے چہروں پر اداسی تھی، انہوں نے اپنے محبوب کے چہرے کو غمزدہ دیکھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بھی عجیب بن چکی تھی، چنانچہ بعض صحابہ سسکیاں لے لے کر رو رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اپنے یاروں سے پوچھا، اس معاملہ میں تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے پوچھا، عمر! تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر کہا، اے اللہ! نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرافت بخشی، آپ ﷺ کے بدن پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھتی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ اس پر ایک گندی مکھی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں تو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ایسی کیسے ہو سکتی ہے، جس کے اندر گناہوں کی نجاست ہو؟ اس لئے مجھے تو یہ چیز ٹھیک نظر نہیں آتی، نبی اکرم ﷺ نے عثمان غنیؓ سے پوچھا، عثمانؓ! تم بتاؤ کہ معاملہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان غنیؓ نے نبوت کی صحبت کا حق ادا کر دیا، عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ رب العزت نے آپکو ایسا بنایا کہ بادل آپ پر سایہ کئے رکھتا ہے، آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر پڑ جائے،

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کا اتنا لحاظ فرمایا کہ کسی غیر کے قدم آپ کے سایہ پر نہیں پڑ سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے، کہ کسی کو آپ کی زوجہ مطہرہ پر قدرت حاصل ہو جائے، لہٰذا یہ چیز تو ہمارے وہم و گمان سے بھی باہر ہے، ان کی بات سن کر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا، علیؓ! تم بتاؤ کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟ سیدنا علیؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک مرتبہ آپ ﷺ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی، آپ چاہتے تھے، کہ پہن لیں مگر اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا تھا اور آپ کو اطلاع دے دی تھی، کہ آپ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے، جب جوتے پر نجاست لگی ہوئی تھی تو آپؐ کو بتا دیا گیا تھا، اگر آپؐ کے گھر کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو آپکو کیوں نہ بتا دیا جاتا؟ اس لئے یہ بات مجھے ٹھیک نظر نہیں آتی، نبی اکرم ﷺ پھر خاموش ہو گئے آپ ﷺ کی غمگینی کو دیکھ کر حضرت علیؓ دوبارہ بولے، اور کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر آپؐ کی طبیعت بہت غم زدہ ہے تو آپ ﷺ چاہیں تو طلاق دے دیں، آپ ﷺ کے لئے بیویوں کی کونسی کمی ہے؟ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کوئی اور رفیقہ حیات، عطا فرما دیں گے، ان کی یہ بات سن کر حضرت عمرؓ تڑپ اٹھے اور کھڑے ہو گئے، انہوں نے اس وقت نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ یہ ارشاد فرمایئے کہ یہ نکاح آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے کیا تھا، یا آپ کو اشارے سے بتا دیا گیا تھا؟ یہ آپ کی پسند تھی؟ یا کسی اور کی پسند تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو میرے رب کی طرف سے اشارہ تھا، حضرت عمرؓ فرمانے لگے، اللہ کے نبی ﷺ! اب آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور ان منافقین کو چھوڑ دیجئے، میری تلوار جانے اور منافقین کی گردنیں جانیں، وہ ایسی توہین آمیز بات کیسے کر سکتے ہیں؟ رب کریم کی پسند پر وہ ایسی باتیں کر رہے ہوں، یہ نہیں ہو سکتا، نبی اکرم ﷺ نے اس وقت حضرت عمرؓ کو پیار کی آنکھوں سے دیکھا، گویا دل سے کہہ رہے ہوں کہ عمرؓ! اللہ تیرا نگہبان ہو، تو نے میرے غم کو ہلکا کر دیا، نبی اکرم ﷺ کی طبیعت میں اطمینان آ گیا، آپ اٹھے اور مجلس برخاست ہو گئی۔

آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کی طرف یہ معلوم کرنے کے لئے جاتے ہیں کہ میری حمیرا کس حال میں ہے؟ نبی اکرم ﷺ دستک دیتے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی اہلیہ نے دروازہ کھولا، نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا رو رو کر برا حال ہو چکا ہے، جب صدیق اکبرؓ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں بھی رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں اور سوج چکی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا، حمیرا نظر نہیں آرہی، حمیرا کہاں ہے؟ انہوں نے کونے کی طرف اشارہ کیا، اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سجدے میں دعائیں مانگ رہی تھیں، بعد میں فرماتی ہیں کہ محبوب ﷺ جب تشریف لائے تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ میں اسی وقت اٹھ کر آقا ﷺ کے قدموں کے ساتھ چمٹ جاؤں اور جی بھر کر رو لوں کہ میرے ساتھ یہ کیا معاملہ پیش آیا ہے، مگر میرے دل نے کہا، عائشہ! تو نے اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد بیان کر لی ہے، اب اپنے رب سے ہی مانگ لے، تیرا رب تیرا نگہبان ہوگا، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حمیرا! آپ ﷺ کی آواز سنتے ہی حمیرا نے سجدہ مکمل کیا اور آکر چارپائی پر خاموش بیٹھ گئیں، نبی اکرم ﷺ قریب بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے پیار سے سمجھایا اور فرمایا، حمیرا! اگر تجھ سے کوئی ایسی غلطی ہوگئی ہے تو اپنے رب سے معافی مانگ لے، رب کریم گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں، فرماتی ہیں کہ اس وقت تو میں صبر کے ساتھ بیٹھی تھی، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، میری آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے، میں روتی رہی، مگر خاموش تھی، روتے ہوئے میں نے کہا، میں وہی بات کہوں گی جو یوسف علیہ السلام کے والد نے کہی تھی ''اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ'' میں اپنا غم اور شکوہ اپنے رب سے کہتی ہوں، فرماتی ہیں کہ میں نے یہ الفاظ کہے اور محبوب ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا، آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے دیکھے، اور آپ ﷺ کے اندر وہ حسین کپکپی دیکھی جو وحی کے نزول کے وقت ہوا کرتی تھی محبوب ﷺ کے اوپر غنودگی سی طاری ہوتی گئی، آپ ﷺ نے اپنے اوپر چادر لے لی، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، میرے دل میں خیال تھا کہ اللہ

تعالیٰ ان کو القا کر دیں گے، یا نیند میں کوئی خواب دکھا دیں گے، اور وضاحت فرما دیں گے، مگر میرے باپ اور میری ماں پر وہ چند لمحے بڑے عجیب تھے میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ تڑپ رہے تھے کہ وحی نازل ہو رہی ہے، پتہ نہیں کہ میری بیٹی کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے، والد کی آنکھوں میں بھی آنسو اور والدہ کی آنکھوں میں بھی آنسو، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا ﷺ نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور کپڑے سے ایسے باہر نکلا جیسے بادل ہٹتا ہے، تو چودھویں کا چاند نظر آتا ہے، فرمانے لگیں کہ میں نے چہرۂ انور پر بشاشت دیکھی، میں سمجھ گئی کہ اللہ رب العزت نے رحمت فرما دی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مبارک ہو، اللہ کا کلام آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ (پ ۱۸، النور) اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرما دی، فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ فرمانے لگیں، عائشہ! اٹھو اور نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا فرما، فرمانے لگیں، میری توجہ رب کی طرف گئی، فرمانے لگیں، میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے محبوب ﷺ کی حمیرا کی فریاد کو قبول فرما لیا، ان کی پاکدامنی کی گواہی میں قرآن مجید میں ۱۸ آیتیں نازل فرما دی گئیں، یہی نہیں کہ ان کی برأت نازل فرما دی، بلکہ آگے فرما دیا کہ تمہیں اتنا عرصہ جو پریشان رہنا پڑا، اس کے بدلے میں ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ تمہارے لئے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

تری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی، عافیت بخشی فضیلت دی
خدائے لم یزل کا بارہا تجھ کو سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ازل سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا

فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا
شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بدر میں پایا
اسے پرچم بنا کر رحمت عالم نے لہرایا
ترا حجرا امین خاص ہے ذات رسالت کا
فرش پر ہو کے بھی ٹکڑا ہے یہ باغ جنت کا
اسی میں رحمت للعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
ترا حجرا ہے وہ جسے گنبد خضرا بھی کہتے ہیں
شفاعت کی ترے رحمت کدے سے ابتدا ہوگی
اسی پر امتوں کی مغفرت کی انتہا ہوگی

جب پاکدامن انسان کو زندگی میں پریشانی آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود ان کی پشت پناہی فرمایا کرتے ہیں، آج بھی جو انسان نیکوکاری کی زندگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے گا، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے ساتھ ہوگی محبوب کی تعلیمات کتنی اچھی ہیں کہ آپ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی بھی ایسا کام کیا جائے جو حیاء کے تقاضوں کے خلاف ہو، آپ ﷺ نے ایک ایک صحابیؓ کو حیاء کا ایسا نمونہ بنا دیا تھا، کہ ان کی نگاہیں پاکیزہ، ان کے دل پاکیزہ، اور ان کی زندگی گناہوں سے پاکیزہ ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ان کی پاکدامنی والی زندگیوں کا نمونہ عطا فرمادے اور ہمیں بھی حیاء، اور غیرت والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور نیک اعمال کو سبب بنا کر اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت عطا فرمادے، اور اب تک ہم نے جتنے بھی گناہ کیے، چھوٹے یا بڑے، تنہائی میں کیے یا محفل میں کیے، دن میں کیے یا رات میں کیے، اللہ رب العزت ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور آئندہ ہمیں پاکیزہ نگاہیں عطا فرمادے، اور نگاہوں کی نامسلمانی سے محفوظ فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

سبحان اللہ اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں پاکدامنی کی زندگی گذارنے والوں کو دنیا میں بھی اپنی رحمتوں کا سایہ عطا کرتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائی گے قرآن میں اللہ تعالی انکی عظمتون کے تذکرے کر دیے ہیں پھر قیامت تک قرآن انکی سچائیوں کی گواہیاں دیتا ہے۔

اسلئے میری بہنوں! اور بیٹیو! آج اس محفل میں دلوں کے ارادے پکے کر لیجئے ہم نے ساری زندگی اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنی ہے، گناہ کبیرہ سے بچ کر زندگی گزارنی ہے، پردہ داری کی زندگی گزارنی ہے، تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالی ہمارے پردے کی لاج رکھ لیں، تو جب آپ اس طرح نیک بن کر زندگی گذاریں گی، تو پروردگار کی رحمتیں آپ کے ساتھ ہوں گی، فقط صورت کو سنوارنے کے بجائے اپنی سیرت کو سنوارنے کی فکر کر لیجئے، اسلئے کہ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوجایا کرتا ہے، میری بات یاد رکھنا کہ قد بغیر اونچی ایڑی کے جوتے کے بھی بڑا نظر آسکتا ہے، اگر شخصیت میں بلندی ہو، آنکھیں بغیر سرمہ کے بھی خوبصورت لگ سکتی ہیں، اگر حیاء سے بھری ہوئی ہوں، پلکیں بغیر مسکارے کے بھی دل فریب ہوسکتی ہیں اگر شرم کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں، اور پیشانی بغیر بندیا کے بھی خوبصورت لگ سکتی ہے اگر اس پر سجدوں کے نشان ہوں، تو آپ نیکوکاری اور تقویٰ کو اپنا لیجئے زندگی بھی پُر سکون گزاریئے، جھوٹ سے بچ کر سچ کی زندگی نصیب ہوگی، اور قیامت کے دن بھی سچوں کا ساتھ نصیب ہوگا، پروردگار ہمیں سچی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمادے اور ابتک ہم نے زندگی میں جتنے بھی گناہ کئے جیسے بھی گناہ کئے پروردگار ان سب سے ہمیں آج پاک فرمادے اور ہمیں آئندہ پاک صاف زندگی گزارنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمادے دلوں میں ایسی زندگی گزارنے کی ہمت اور ارادے کر لیجئے پروردگار کی رحمت ہوگی رمضان المبارک کی یہ گھڑیاں آپ کیلئے بخشش کا سبب بن جائیں گی پروردگار اٹھنے سے پہلے ہم عاجز مسکینوں کے گناہوں کو معاف فرمادے۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (قرآن کریم)

عورت کا محافظ اسلام

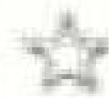
از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

اقتباس



اسلام نے عورت پر روزی کمانا، زندگی میں کبھی فرض نہیں کیا، بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے کہ وہ بیٹی کو روٹی کما کر کھلائے، اگر بہن ہے تو بھائی کا فرض ہے کہ کما کر لائے، اگر بیوی ہے تو خاوند کا فرض ہے کہ کما کر لائے، اگر ماں ہے تو اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کمائے اور اپنی ماں کو لاکر کھانا کھلائے، گویا عورت پر پوری زندگی میں اسلام نے روزی کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا، بلکہ اسکے قریبی محرم مردوں کی ذمہ داری لگائی کہ تم نے کمانا ہے اور اس عورت کو گھر میں لاکر دینا ہے، یہ گھر کی ملکہ بن کر رہے گی، بچوں کی تربیت کرے گی اور گھر کی اندرونی زندگی کے تمام معاملات کو سنبھالے گی، اب بتایئے کہ کس معاشرہ نے عورت کو زیادہ آسانی کی زندگی دی، اسلام نے یا یورپ نے؟۔

(از افادات)

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی :مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پ۱۴ نحل)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ☆ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ آخَرَ: وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ☆ (پ۲ بقرۃ)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اللّٰھم صلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللّٰھم صلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللّٰھم صلِّ علٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عورت کے بارے میں غلط فہمیاں

آج کل اسلام دشمن قوتوں نے عجیب پروپیگنڈہ شروع کر دیا ہے جس سے وہ مسلمان عورتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں پر بہت زیادہ پابندیاں لگادی ہیں، ہمارے معاشرے کی کئی پڑھی لکھی مستورات، خواتین اور بچیاں غلط فہمی کا شکار ہو جاتی ہیں اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ شاید ہمیں ہمارے جائز حقوق نہیں دیے گئے، حالانکہ بات ہرگز ایسی نہیں ہے۔

اسلام میں پردے کا حکم

دیکھئے! سب سے پہلی بات تو یہ کی جاتی ہے کہ اسلام نے عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے: جب کہ غیر مسلم معاشرہ میں عورت بے پردہ پھرتی ہے، تو یہ بات سمجھنی بہت آسان ہے کہ عورت پردے میں رہے تو اس کا فائدہ عورت کو بھی ہے مرد کو بھی، آیئے یورپ کی بے پردگی کے نقصانات پر غور کیجئے۔

یورپ کی بے پردگی

سویڈن برطانیہ کے بالکل قریب یورپی دنیا کا ایک امیر ملک ہے، ہمارے ملکوں میں خسارے کا بجٹ ہوتا ہے تو اس ملک میں نفع کا بجٹ ہوتا ہے، ہم سوچتے ہیں کہ پیسہ آئے گا کہاں سے؟ اور وہ سوچتے ہیں کہ پیسہ لگائیں گے کہاں پہ؟ اتنے امیر ہیں کہ اگر اس پورے ملک کے مرد، عورت، بچے اور بوڑھے کام کرنا چھوڑ دیں، فقط کھائیں، پئیں اور عیاشی کرتے رہیں، تو وہ قوم چھ سال تک اپنے پڑے ہوئے خزانے کو کھا سکتی ہے، اگر کوئی آدمی نوکری نہیں ڈھونڈ پاتا تو وہ صرف حکومت کو اطلاع دے، تو اس کو گھر بیٹھے ہوئے ۲۰ ہزار روپیہ ماہانہ مل جایا کرے گا، اگر اس کا مکان نہیں تو حکومت اس کو مکان لے کر دیتی ہے، بیمار ہو تو پیدا ہونے سے لے کر اس کے مرنے تک اس کی بیماری پر لاکھ روپیہ لگے یا کروڑ روپیہ لگے، حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا علاج کروائے۔

ان کے روٹی، کپڑے اور مکان کا مسئلہ تو حل ہو گیا، باقی رہ گئیں انسان کی خواہشات، وہ اس ملک میں اس حد تک پوری ہوتی ہیں کہ اس کو "جنسی خواہشات کے اعتبار سے آزاد ملک کہا جاتا ہے" جانوروں کی طرح مرد عورت ایک دوسرے کے ساتھ جہاں چاہیں، جب چاہیں ملیں، ان پر کوئی پابندی نہیں، اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جن کو روٹی، کپڑے، مکان کی فکر نہیں، جن کی خواہشات مرضی کے مطابق پوری ہوتی ہوں ان کو تو اور کوئی غم ہی نہیں

ہونا چاہئے، مگر دو باتیں بہت عجیب ہیں، سب سے پہلی بات یہ کہ اس معاشرہ میں طلاق کی شرح ۷۰ فیصد سے زیادہ ہے، گو ۱۰۰ میں ۷۰ سے زیادہ گھروں میں طلاق ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس معاشرہ میں خودکشی کرنے والوں کا تناسب پوری دنیا میں سب سے زیادہ ہے، جتنے لوگ وہاں خودکشی کرتے ہیں، پوری دنیا میں کسی ملک میں نہیں کرتے، اس بے حیائی اور بے پردگی کی وجہ سے دلوں کو سکون نہیں ملتا، مرد بھی بہتر سے بہترین کی تلاش میں اور عورت بھی خوب سے خوب تر کی تلاش میں، چنانچہ سکون کی زندگی کسی کو بھی نصیب نہیں ہوتی، جس ماحول میں ۷۰ فیصد سے زیادہ عورتوں کو طلاق ہو جائے وہاں کس کو خوشی ہوگی؟ چنانچہ آج وہ ذہنی پریشانی کی زندگی گذار رہے ہیں۔

پردہ کا نفع

اسلام نے ہمیں پردے کی پابندی کا حکم دیا ہے تو اس کا فائدہ بھی ہمیں ہی ہے، گو ہمارے معاشرے میں کھانے کی چیزوں کی کمی، لباس اور مکان کی کمی ہے؛ مگر اس کے باوجود ہمارے معاشرہ میں 70 سے 0.7 فیصد بھی طلاق کی شرح نہیں ہے، ہم یہ سکھی زندگی کیوں گذار رہے ہیں؟ یہ خوشیوں بھری زندگی کیوں گذار رہے ہیں؟ اس لئے کہ اس گئے گذرے ماحول میں کچھ نہ کچھ اسلامی احکام کی پابندی باقی ہے، جس کا فائدہ خود ہمیں مل رہا ہے۔

غلامی یا آزادی

ہماری مسلمان عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ غیر مسلم معاشرے میں پردہ نہیں، جس کی وجہ سے ان کو آزادی مل گئی نہیں! ہرگز ایسی بات نہیں ہے، میں نے یورپ میں ایک فیکٹری میں دیکھا کہ سامان اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے چار لڑکے تھے، وہ بھی بوریوں کو کمر پر رکھ کر لے جا رہے تھے، اور دو لڑکیاں تھیں، انہوں نے بھی کمر پر اپنی اپنی بوری اٹھائی ہوئی تھی اور وہ بھی چل رہی تھیں،

تو میں نے اس فیکٹری کے منیجر سے کہا کہ یہ کیا Non Sence ہے کہ آپ نے لڑکیوں کو یہ کام دے دیا، وہ کہنے لگا: جی اگر یہ کام نہیں کریں گی تو پھر کھائیں گی کہاں سے؟ عورت کو آزادی ملی! کہ اب وہ بوریاں کمر پر اٹھا کر قلیوں کی طرح فیکٹری میں کام کر رہی ہے، کیا اس کا نام آزادی ہے؟

دیکھئے! پاکستان میں NLC کے بڑے بڑے ٹریلر کراچی سے پشاور تک چلتے ہیں، اس سائز کے بڑے بڑے ٹریلر یورپ میں لڑکیاں بھی چلاتی ہیں، جس طرح ڈرائیور راستے میں کسی جگہ رات ہونے پر چائے پانی پی لیتے ہیں اور چارپائی بستر کرائے پر لے کر سو جاتے ہیں، بالکل اسی طرح چارپائی بستر کرائے پر لیکر ڈرائیور لڑکیاں سو جاتی ہیں، یہ عورت کو عزت ملی یا ذلت ملی؟ فیصلہ آپ خود کر لیجئے۔

عورت گھر کی ملکہ

اسلام نے عورت پر روزی کمانا، زندگی میں کبھی فرض نہیں کیا، بیٹی ہے تو باپ کا فرض ہے کہ وہ بیٹی کو روٹی کما کر کھلائے، اگر بہن ہے تو بھائی کا فرض ہے کہ کما کر لائے، اگر بیوی ہے تو خاوند کا فرض ہے کہ کما کر لائے، اگر ماں ہے تو اولاد کی ذمہ داری ہے کہ وہ کمائے اور اپنی ماں کو لا کر کھانا کھلائے، گویا عورت پر پوری زندگی میں اسلام نے روزی کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا، بلکہ اسکے قریبی محرم مردوں کی ذمہ داری لگائی کہ تم نے کمانا ہے اور اس عورت کو گھر میں لا کر دینا ہے، یہ گھر کی ملکہ بن کر رہے گی، بچوں کی تربیت کرے گی اور گھر کی اندرونی زندگی کے تمام معاملات کو سنبھالے گی، اب بتایئے کہ کس معاشرہ نے عورت کو زیادہ آسانی کی زندگی دی، اسلام نے یا یورپ نے؟

اسلام کا عورت پر احسان

اگر آپ غور کریں تو یہ بات بہت واضح نظر آئے گی کہ اسلام نے صنف نازک کے ساتھ نرمی کا معاملہ برتا ہے، اس لئے کہ مرد کو اللہ نے طاقت دی،

عورت کو اس کے مقابلہ میں جسمانی اعتبار سے کمزوری دی ہے، نزاکت دی ہے، لہذا عورت کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح اللہ نے اس کا جسم بنایا ہے، اور مرد کی ذمہ داریاں بھی اسی طرح کی ہیں جس طرح اللہ نے اس کا جسم سخت جان بنایا ہے۔

ایک عجیب پروپیگنڈہ

پچھلے دنوں ایک پروپیگنڈہ ہمارے ملک میں بھی ہوتا رہا کہ اسلام میں عورت کو آدھا شہری تصور کیا جاتا ہے، یعنی عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے اور عورت کی گواہی آدھی ہوتی ہے، یہ ایسا سوال ہے کہ کالجوں، یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں لڑکیاں ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں، اگر آپ غور کریں تو یہ معاملہ بہت آسانی سے سمجھ میں آنے والا ہے، میں اس پر تھوڑی سی روشنی ڈال دیتا ہوں۔

اگر کوئی قاتل مقتول کو ارادے سے قتل کرے تو اسے "قتل عمد" کہتے ہیں، اور اگر بغیر ارادے کے قتل ہو جائے تو اسے "قتل خطا" کہتے ہیں، قتل عمد ہو تو اس کا قصاص ادا کرنا پڑتا ہے اور اگر قتل خطا ہو تو پھر اس کی دیت دینی پڑتی ہے، مطلب یہ کہ اگر خاوند مارا گیا تو اس کی بیوی کو اس کی دیت ملے گی، اور اگر بیوی ماری گئی تو خاوند کو اس کی دیت ملے گی۔

شریعت کا حکم یہ ہے کہ اگر خاوند مرے گا تو بیوی کو پوری دیت ادا کی جائے گی اور اگر بیوی مرے گی تو خاوند کو اس کا آدھا ادا کیا جائے گا، اس صورت میں رونا تو مردوں کو چاہئے تھا کہ دیکھو جی! ہمارے ساتھ ناانصافی ہے، ہم مریں گے تو عورت کو پورا حصہ ملے گا، عورت مری تو ہمیں آدھا حصہ ملے گا، مردوں نے تو کیا رونا تھا الٹا غلط فہمی عورتوں میں ڈال دی گئی کہ جی! عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے، اور اللہ کی بندی! عورت کی دیت آدھی ہوتی ہے تو پیسہ مل کس کو رہا ہے؟ وہ تو خاوند کو مل رہا ہے، جہاں مرد کے لینے کا معاملہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو نصف دلوایا

اور جہاں عورت کے لینے کا معاملہ تھا اسے مرد سے دوگنا دلوایا، گویا عورت کے ساتھ ہمدردی کی گئی۔

عورت کی گواہی

اسی طرح گواہی کے معاملہ میں کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی آدھی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے دیکھتے ہیں؛ لیکن گواہ نہیں بنتے، کس لئے؟ کہ جی کون مصیبت میں پڑے؟ کون گواہیاں بھگتے؟ کون چکر لگائے عدالتوں کے؟ اور پھر قاتلوں کے ساتھ دشمنی کون لے؟ دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ لوگ تو عدالت کے اندر گواہوں کو قتل کر دیا کرتے ہیں، ان کی جان، مال عزت، آبرو ہر چیز خطرہ میں ہوتی ہے، گویا گواہی دینا ایک بوجھ ہے، اسی لئے کئی لوگ اس بوجھ کو ادا کرنے سے کتراتے ہیں اور دیکھنے کے باوجود خاموش ہو جاتے ہیں، کسی کو کچھ نہیں کہتے، جہاں مرد نے گواہی دینی تھی تو حکم دیا کہ تمہاری گواہی پوری گواہی ہوگی، تمہارے سر پر پورا بوجھ رکھا جائے گا، اور جہاں عورت نے گواہی دینی تھی تو فرمایا ہم پورا بوجھ تمہارے اوپر نہیں رکھتے، تم دو عورتیں آدھا آدھا بوجھ مل کر اٹھالو، تاکہ اگر کوئی تمہارے ساتھ دشمنی کرے گا تو وہ ایک خاندان کے ساتھ نہیں؛ بلکہ دو خاندانوں کے ساتھ دشمنی لے رہا ہوگا، تمہارے اوپر جو بوجھ آئے گا وہ آدھا بوجھ ہوگا، گویا عورت کے ساتھ نرمی کر دی گئی ورنہ اگر عورت کو کہہ دیا جاتا کہ آپ نے پوری گواہی دینی ہے، تو یہ پھر روتی کہ جی! اتنی بڑی ذمہ داری میرے سر پہ ڈال دی؛ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا کہ گواہی دینے کا وقت آیا، بوجھ اٹھانے کا وقت آیا تو کہا کہ آپ دو خاندان مل کر یہ بوجھ اٹھالیں، تاکہ عورت کو تحفظ زیادہ مل سکے، اس کی جان، مال، عزت وآبرو کی زیادہ حفاظت ہو سکے، اگر ان دو مسائل پر غور کریں تو صاف طور پر واضح ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا ہے۔

بہت اچھا سوال

ایک دفعہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خاتون آ کر عرض کرنے لگی: اے اللہ کے نبی ﷺ! مرد لوگ تو نیکیوں میں ہم سے بہت آگے بڑھ گئے، پوچھا، وہ کیسے؟ کہنے لگی کہ جی! یہ آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے ہیں، ساری ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیتے ہیں اور ہم گھروں کے اندر ان کے بچوں کی پرورش کرتی رہتی ہیں، ان کو پکا کر کھلاتی رہتی ہیں، ان کی تربیت کا خیال کرتی ہیں، ان کے جان مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہیں، ہم جہاد میں دشمن کے سامنے اس طرح راتوں کو پہرہ نہیں دیتیں، اسی طرح ہم قتال نہیں کرتیں، جس طرح مرد کرتے ہیں، یہ تو نیکیوں میں ہم سے آگے بڑھ گئے یہ تو مسجدوں میں جا کر جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، جب کہ ہم گھروں ہی میں نماز پڑھ لیتی ہیں، ہم تو جماعت کے ثواب سے بھی محروم ہو گئیں...... جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو اللہ کے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سوال پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا۔

پیارے نبی ﷺ کا جواب

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں اپنے بچے کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مجاہد کے برابر اجر عطا فرما دیتے ہیں جو ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیا کرتا ہے، گھر کے نرم بستر پر عورت کو بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ نے جہاد کا ثواب عطا فرما دیا، اور فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس مرد کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں، جو مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔

عورت کے ساتھ اسلام کی شفقت

آیئے آپ کو عورت کی زندگی کے مختلف مدارج کے اجر و ثواب کے

بارے میں بتا دیتا ہوں، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ کس قدر نرمی کا معاملہ کیا ہے، شریعت کا حکم ہے کہ جس گھر میں بیٹی پیدا کی پیدائش ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں رحمت کا دروازہ کھول دیتے ہیں، اگر دو بیٹیاں ہو گئیں تو باپ کے لئے دو رحمت بن گئیں، کہ ان کا باپ جنت میں اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے اتنا قریب ہو گا جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہوتی ہیں۔

کنواری لڑکی کا اعزاز

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کنواری لڑکی مر جاتی ہے، جو ماں باپ کے گھر رہتی تھی، فوت ہو گئی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو شہداء کی قطار میں کھڑا کریں گے، اس لئے کہ یہ کنواری تھی، یہ ماں باپ کے گھر رہ رہی تھی، اس نے اپنی عزت وعفت کی حفاظت کی، ابھی اس نے خاوند کا گھر نہیں دیکھا تھا، وہ عیش وآرام نہیں دیکھے جو خاوند کے ساتھ مل کر انسان کو نصیب ہوتے ہیں، چونکہ یہ محروم رہی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر مہربانی کر دی کہ اس کو "شہید آخرت" کا درجہ دے دیا، دنیا میں تو شہید نہیں کہیں گے، مگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ شہیدوں کی قطار میں اس کو کھڑا کریں گے۔

شادی شدہ عورت کے اجر میں اضافہ

اس سے آگے قدم بڑھائیے کہ اگر اس بچی کی شادی ہو گئی اور یہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرتی ہے، اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرتی ہے، تو فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے کہ کنواری عورت ایک نماز پڑھے گی تو ایک نماز کا ثواب ملے گا اور شادی شدہ ہونے کے بعد نماز پڑھے گی تو ۲۱ نمازوں کا ثواب عطا کیا جائے گا، اس لئے کہ اب اس پر دو خدمتیں ضروری ہو گئیں۔ ایک خاوند کی خدمت اور ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت، جس کی وجہ سے دو بوجھ پڑ گئے، جب یہ خاوند کی

خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گی تو اللہ تعالیٰ اس کی عبادت کے اجر و ثواب کو بڑھا دیں گے، دیکھا! ایک نماز پڑھے گی؛ مگر ۲۱ نمازوں کا ثواب پائے گی۔

اللہ تعالیٰ کی سفارش

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مردوں کو سفارش کی ہے، عورتوں کے بارے میں فرمایا ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾(پ۴، النساء) "تم نے ان عورتوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گذارنی ہے" دیکھئے! آج کسی کی سفارش اس کی بہن کرتی ہے، کسی کی سفارش اس کی ماں کرتی ہے، کسی کی سفارش اس کی خالہ کرتی ہے، کسی کی سفارش اس کی پھوپھی کرتی ہے، عزیز و اقارب کرتے ہیں؛ لیکن عورتوں کی سفارش اللہ رب العزت اپنے قرآن میں خود فرماتے ہیں، فرمایا ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ اے مردوں! تم نے عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے انداز کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

حاملہ عورت پر اللہ کی مہربانی

اگر یہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ اچھے انداز میں زندگی بسر کر رہی ہے، حتی کہ اس عورت کو امید لگ گئی تو حدیث پاک کا مفہوم ہے جس لمحے اس کو حمل ہوا اسی لمحے اللہ تعالیٰ اس عورت کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اس لئے کہ اب کچھ عرصہ یہ بیماری کی حالت میں گذارے گی، چونکہ حمل کا زمانہ عورت کے لئے بیماری کا زمانہ ہوا کرتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمادی کہ جیسے ہی حاملہ ہوئی اسی لمحے اللہ نے اس کی زندگی کے پچھلے گناہوں کو معاف کردیا۔

دورانِ حمل کراہنے پر اجر

اگر یہ اپنے بچے کو پیٹ میں لئے ہوئے پھر رہی ہے اور گھر کے کام کاج

بھی کر رہی ہے اور تھکن کی وجہ سے اس کی زبان سے کراہنے کی آواز نکلتی ہے مثلاً ''ہوں ہوں'' کی آواز نکلتی ہے، تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کی زبان سے تو ''ہوں ہوں'' کی آواز نکلے گی، لیکن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتے ہیں میری یہ بندی ایک بڑے بوجھ سے عہدہ برآ ہو رہی ہے اور تکلیف کی بناء پر اس کی زبان سے ''ہوں ہوں'' کی آواز نکل رہی ہے، تم اس کی بجائے **''سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر''** کہنے کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دو۔

دردِ زہ پر اجر و ثواب

اگر بچے کی پیدائش کا وقت قریب ہو تو یہ عورت دردیں محسوس کر رہی ہے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ ہر دفعہ عورت کو جو درد محسوس ہوتی ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک عربی النسل غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں، جب کہ دوسری حدیثوں کا مفہوم ہے کہ جس نے کسی ایک غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے بری فرما دیتے ہیں، اب دیکھئے کہ عورت کے ساتھ کتنی نرمی کا معاملہ کیا گیا کہ ہر ہر درد کے اٹھنے پر ایک عربی نسل کا غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا گیا ہے

بچہ جنتے وقت عورت کا انتقال

اگر بچے کی پیدائش کے دوران یہ عورت فوت ہو گئی تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ عورت شہید مری، قیامت کے دن اس کو شہیدوں کی قطار میں کھڑا کیا جائے گا۔

بچے کی ولادت پر ماں کو انعام

اگر بچہ صحیح پیدا ہو گیا، زچہ بچہ خیریت سے ہیں، تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیتے ہیں جو اس عورت سے آکر کہتا ہے کہ اے ماں! اللہ تعالیٰ نے تجھے گناہوں سے ایسے پاک کر دیا جیسے تو اس دن پاک تھی

جب تو اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی، دیکھا! اس نے اگر اپنے بچے کی خاطر یہ تکلیف اٹھائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا کتنا بڑا اجر دیا کہ اس کے پچھلے گناہوں کو اس طرح دھو دیا گیا کہ جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی تو اس دن معصوم تھی۔

لفظ ''اللہ'' سکھانے پر اجر

اگر یہ عورت اپنے بچے کی اچھی تربیت کرتی ہے، اس کو ''اللہ اللہ'' کا لفظ سکھاتی ہے، تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو بچہ اپنی زندگی میں سب سے پہلے اپنی زبان سے ''اللہ'' کا لفظ نکالتا ہے تو اللہ تعالیٰ ماں، باپ کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، یہ کتنا آسان کام ہے کہ جب بچے کو اٹھایا تو ''اللہ'' کا لفظ کہا، آج ہماری بہو بیٹیاں بچے کے سامنے ممی کا لفظ کہیں گی اور کوئی زیادہ ماڈرن ہوگی تو وہ کہے گی .Twinkle twinkle little star اس مسئلہ کا پتہ نہیں کہ اگر ہم اس بچے کے سامنے ''اللہ اللہ'' کا لفظ پڑھا کریں گے اور اس بچے نے سب سے پہلے اپنی زبان سے ''اللہ'' کا لفظ بولا تو اللہ تعالیٰ ہمارے پچھلے تمام گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

بچے کو ناظرہ قرآن پاک پڑھانے کی فضیلت

اگر اس عورت نے بچے کو قرآن پاک پڑھانے کے لئے بھیجا؛ حتیٰ کہ وہ بچہ قرآن پاک ناظرہ پڑھ گیا تو جس لمحے وہ ناظرہ قرآن پاک مکمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسی وقت اس کے ماں باپ کے گناہوں کو معاف فرما دیں گے۔

قرآن پاک حفظ کرانے کی فضیلت

اگر بیٹے یا بیٹی کو قرآن پاک حفظ کرنے کے لئے چھوڑا اور وہ حافظ بن گیا

یا بیٹی حافظہ بن گئی، تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو نور کا ایسا تاج پہنائیں گے کہ جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی، بلکہ سورج کسی گھر میں آجائے تو اتنی روشنی نہیں ہوگی جتنی کہ اس نور کے بنے ہوئے تاج کی روشنی ہوگی، لوگ حیران ہونگے، وہ پوچھیں گے کہ یہ کون ہیں؟ ان کو کہا جائے گا کہ یہ تو انبیاء بھی نہیں، شہداء بھی نہیں؛ بلکہ یہ وہ خوش نصیب والدین ہیں جنہوں نے اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پاک حفظ کرایا تھا، آج اللہ تعالیٰ نے نور کے بنے ہوئے تاج ان کے سروں پر رکھ دیئے، تو دیکھا؛ عورت کو قدم قدم پر اجر وثواب مل رہے ہیں۔

گھریلو کام کاج پر اجر

عورت اپنے گھر کے کام کاج کرتی ہے تو کام کاج کرنے پر بھی اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے، مثلاً کونسی عورت ہے جو گھر کے اندر Dusting (صفائی) کا کام نہیں کرتی؟ گھر کے اندر اپنے کپڑے نہیں دھوتی یا گھر کے اندر کھانا وغیرہ نہیں پکاتی؟ یہ کام تو سب عورتیں ہی گھر میں کرتی ہیں، اس پر بھی عورت کو اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے، ایک حدیث پاک عرض کررہا ہوں، فرمایا گیا کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں کوئی بے ترتیب پڑی ہوئی چیز کو اٹھا کر ترتیب کے ساتھ رکھ دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک نیکی عطا فرماتے ہیں، ایک گناہ معاف فرماتے ہیں، اور جنت میں ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں، اب عورتیں روزانہ کتنی چیزوں کو ترتیب سے گھر میں رکھتی ہیں، کچن کی چیزوں کو لے لیں تو میرا خیال ہے کہ بچاس چیزوں کو تو ترتیب سے رکھتی ہی ہونگی۔

نیت کا فساد

عورتوں کو نیت کرنے کا پتہ نہیں ہوتا کہ ہم نے کس نیت سے کام کرنا ہے، آج عورتیں کس نیت سے گھروں کو صاف رکھتی ہیں؟ اوجی! لوگ کیا کہیں گے،

لوگ کہیں گے یہ تو گندی ہی بنی رہتی ہے، جب عورت اس نیت کے ساتھ گھر کو صاف ستھرا رکھے گی تو اسے ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ملے گا؛ اس لئے کہ اس نے تو لوگوں کو دکھانے کے لئے کام کیا۔

اپنی نیت درست کریں

نیت ٹھیک کرنا، ایک مستقل مسئلہ ہے، آج عورتوں کو تصحیح نیت کا سبق نہیں سکھایا جاتا کہ کس نیت کے ساتھ انہوں نے صفائی کرنی ہے، یاد رکھیں! کہ نیت ٹھیک ہوگی تو ثواب مل جائے گا، نیت ٹھیک نہیں ہوگی تو ثواب نہیں ملے گا۔

مثال (۱)

نیت کا ٹھیک کرنا چونکہ ایک اہم مسئلہ ہے اس لئے اس کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی گھر بنائے اور کمرے کے اندر کھڑکی لگوائے، روشن دان بنوائے، مگر نیت یہ ہو کہ مجھے اس میں سے ہوا آئے گی اور روشنی آئے گی، اس آدمی کو ہوا اور روشنی تو ملے گی، مگر ثواب بالکل نہیں ملے گا، اس لئے کہ جب اس نے نیت ہی ہوا اور روشنی کی کی، تو وہ چیز اس کو مل گئی، مگر ایک دوسرا آدمی اپنا کمرہ بنواتا ہے، اس میں کھڑکی یا روشن دان لگواتا ہے اور نیت یہ کرتا ہے کہ مجھے اس میں سے اذان کی آواز کمرے میں سنائی دیا کرے گی، تو علماء نے لکھا ہے کہ اس کو اس پر اجر و ثواب بھی ملے گا، ہوا اور روشنی تو اس کو مفت میں مل جائے گی۔

مثال (۲)

ایک اور مثال سمجھیں کہ ایک عوت گھر میں کھانا پکا رہی ہے، اگر کھانا بناتے ہوئے اس نے سالن میں ایک گھونٹ زیادہ پانی ڈال دیا تو علماء نے مسئلہ لکھا ہے کہ جتنا پانی مناسب تھا گھر کے سب لوگوں کے لئے اتنا پانی ڈالنے کے

بعد اگر وہ ایک گھونٹ پانی اور ڈال دیتی ہے، اس نیت کے ساتھ کہ شاید کوئی مہمان آجائے، شاید ہمیں کسی پڑوسی کو کھانا دینا پڑ جائے، اس نیت کے ساتھ اگر ایک گھونٹ پانی اس نے سالن میں ڈال دیا، تو اس عورت کو مہمان کا کھانا پکانے کا ثواب عطا کر دیا جائے گا، اب بتاؤ! کونسی عورت ہے جو یہ ثواب نہیں لے سکتی؟ سب لے سکتی ہیں، مگر دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان ثوابوں سے محروم رہجاتی ہیں، اسی لئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: [طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ] "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" گویا عورتوں پر بھی فرض ہے کہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور یہ بیچاریاں دین سے اس قدر بے بہرہ رہ جاتی ہیں کہ ان کو غسل کے فرائض کا بھی پتہ نہیں ہوتا، مسائل کا صحیح پتہ نہیں ہوتا۔

اچھی نیت کا ثمرہ

عموماً گھر کی صفائی عورت اس لئے کرتی ہے کہ جی! لوگ کیا کہیں گے؟ کہ بیوقوف سی ہے، لوگ کہیں گے اس کو ذرا عقل نہیں ہے، نہیں اللہ کی بندی! اس لئے صفائی نہ کر، بلکہ نیت یہ کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ "بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے اور صاف ستھرا رہنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے" کیا مطلب؟ توبہ کرنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور ویسے صاف رہنے سے باہر کی صفائی ہوتی ہے، گویا جو آدمی باہر کی صفائی کرے گا اس سے بھی اللہ راضی، جو دل کی صفائی کرے گا اس سے بھی اللہ راضی، تو عورتوں کو چاہئے کہ اگر گھر میں جھاڑو دے رہی ہیں تو نیت یہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ پاکیزگی اور صفائی کو پسند فرماتے ہیں، شریعت کا حکم ہے کہ [اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ] صفائی آدھا ایمان ہے، تو آپ دل میں نیت یہ کرلیا کریں کہ اس لئے گھر کی صفائی کر رہی ہوں کہ نبی اکرم

ﷺ نے فرمایا کہ پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔ اور پاکیزہ اور صاف رہنے والوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، آپ اس نیت سے گھر کو صاف رکھیں، نگینہ بنا کر رکھیں، گھر کے فرنیچر کو چمکائیں، کپڑوں کو دھو دھو کے رکھیں، آپ کو ہر کام پر اجر و ثواب ملتا چلا جائے گا، کیونکہ آپ کی نیت ٹھیک ہوگئی کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لئے سب کچھ کیا ہے۔

ماں باپ کو ملنے کی فضیلت

وہ کونسی بیٹی ہوگی جس کی شادی ہو اور وہ اپنے ماں باپ کو ملنے کے لئے نہ آئے؟ کبھی بیٹیاں آتی ہیں، مگر نیت کیا ہوتی ہے؟ جی! بس میں امی سے ملنے جا رہی ہوں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس بچی کی شادی ہو جائے اور وہ اپنے ماں باپ کی زیارت کی نیت کرلے کہ میں اپنے ماں باپ سے ملنے جا رہی ہوں اور خاوند سے اجازت لے کر جائے اور دل میں یہ ہو کہ اس عمل سے اللہ راضی ہونگے، تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کو سو نیکیاں عطا فرما دیتے ہیں، سو گناہ معاف کر دیتے ہیں، اور جنت میں سو درجے بلند کر دیتے ہیں۔

اب بتائے کہ بیٹی اپنی ماں باپ کی زیارت کے لئے اس نیت سے آرہی ہے کہ اس عمل سے اللہ راضی ہونگے تو حدیث کا مفہوم ہے کہ ہر قدم اٹھانے پر اسے سو نیکیاں ملیں گی، سو گناہ معاف ہوں گے اور جنت میں سو درجے بلند کر دیئے جائیں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر یہ ماں باپ کے پاس آئی اور ان کے چہرے پر اس نے عقیدت کی نظر ڈالی، تو اللہ تعالیٰ ہر نظر ڈالنے پر اس کو ایک حج یا عمرہ کا ثواب عطا فرمائیں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! جو آدمی اپنے ماں باپ کو بار بار محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھے؟ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا، جتنی بار دیکھیں گے اتنی بار حج یا عمرہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

بچوں کی تربیت کمی

آج عورتیں مائیں تو بن جاتی ہیں، مگر ان کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ بچے کو تربیت کیسے دینی ہے، اس بیچاری نے خود ہی تربیت نہیں پائی ہوتی ہے اپنے بچے کو کیا تربیت دے گی، آج یہی بنیادی وجہ ہے کہ ہمارے ماحول، معاشرہ میں بچوں کو صحیح تربیت نہیں ہوتی، ایک وقت تھا جب کہ مائیں بچوں کی اچھی تربیت کے لئے خوب کوشش کرتی تھیں، آج ہے کوئی ماں جو کہے کہ میں بچے کا یقین اللہ کے ساتھ بناتی ہوں؟ ہے کوئی ماں جو کہے کہ میں تو صبح شام کھانا کھلاتے ہوئے اپنے بچے کو ترغیب دیتی ہوں کہ ہر حال میں سچ بولنا ہے؟ ان چیزوں کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی، باپ ذرا سی نصیحت کردے تو ماں فوراً کہتی ہے، بڑا ہوگا، تو ٹھیک ہو جائے گا، حالانکہ بچپن کی بری عادتیں، پچپن میں بھی نہیں چھوٹتیں، آج تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو وہ اپنے باپ سے یوں نفرت کرتی ہے جیسے کہ پاپ سے نفرت کی جاتی ہے۔

ایک وقت تھا کہ عورت صبح کی نماز پڑھا کرتی تھی اور بچوں کو اپنی گود میں لے کر کبھی سورۂ یٰسین پڑھ رہی ہوتی تھی، کبھی سورۂ واقعہ پڑھ رہی ہوتی تھی، اس وقت بچے کے دل میں انوارات اتر رہے ہوتے تھے، آج وہ مائیں کہاں گئیں جو صبح کے وقت بچے کو گود میں لے کر قرآن پڑھا کرتی تھیں؟ آج تو سورج نکل جاتا ہے، مگر بچہ بھی سویا ہوا ہوتا ہے اور ماں بھی سوئی ہوئی ہوتی ہے، شام کا وقت ہوتا ہے بچے کو ماں نے گود میں ڈالا، ادھر سینے سے لگا کر دودھ پلا رہی ہے، ساتھ ہی بیٹھی ٹی وی پر ڈرامہ دیکھ رہی ہے، اے ماں! جب تو ڈرامے میں غیر محرم مردوں کو دیکھے گی، موسیقی سنے گی، اور غلط کام کرے گی، اور ایسی حالت میں بچے کو دودھ پلائے گی، تو بتا! تیرا بیٹا جنید بغدادیؒ کیسے بنے گا؟ بتا کہ تیرا بیٹا عبدالقادر جیلانیؒ کیسے بنے گا؟۔

قرآن پاک سے لگاؤ

سنئے! اور دل کے کانوں سے سنئے! کہ جس طرح مرد عبادت کر کے اللہ رب العزت کا تعلق حاصل کر سکتا ہے اسی طرح عورت بھی عبادت کر کے اللہ رب العزت کا تعلق اور اس کی معرفت حاصل کر سکتی ہے، ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے تنور پر روٹیاں پکوائیں اور ان کو اپنے سر پر رکھا اور چلتے ہوئے کہنے لگی، لے بہن! میرے تو تین پارے بھی مکمل ہو گئے اور میری روٹیاں بھی پک گئیں، تب پتہ چلا کہ یہ عورتیں جتنی دیر روٹی پکنے کے انتظار میں بیٹھی تھیں ان کی زبان پر قرآن جاری رہتا تھا، حتیٰ کہ اس دوران میں تین تین پارے قرآن کی تلاوت کر لیا کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذوق عبادت

ایک وقت تھا کہ عورتیں سارا دن گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی تھیں، اور جب رات آتی تھی تو مصلے کے اوپر رات گزار دیا کرتی تھیں، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ سردیوں کی لمبی رات تھی عشاء کی نماز پڑھ کر دو رکعت نفل کی نیت باندھ لی، طبیعت میں ایسا سرور تھا، ایسا مزہ تھا تلاوت قرآن میں ایسی حلاوت نصیب ہوئی کہ پڑھتی رہیں، پڑھتی رہیں حتیٰ کہ جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ صبح کا وقت ہونے کو ہے تو رونے بیٹھ گئیں اور یہ دعا کرنے لگیں کہ اے اللہ! تیری راتیں بھی کتنی چھوٹی ہو گئیں کہ میں نے دو رکعت کی نیت باندھی اور تیری رات ختم ہو گئی۔

ایک وہ عورتیں تھیں جن کو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا، ایک آج ہماری مائیں بہنیں ہیں جن میں سے قسمت والیوں کو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

قابل رشک عورتیں

ایک وقت تھا جب کہ خاوند حضرات تجارت کے لئے گھر سے نکلا کرتے

تھے تو ان کی بیویاں مصلے پر بیٹھ کر چاشت کی نمازیں پڑھا کرتی تھیں، ان کی بیویاں اپنے دامن پھیلا کر اللہ سے دعائیں مانگتی تھی: اے اللہ! اے اللہ! میرا خاوند اس وقت رزق حلال کے لئے گھر سے نکل پڑا ہے، اس کے رزق میں برکت عطا فرمایئے، اس کے کام میں برکت عطا فرمایئے، عورت رورو کر دعا مانگ رہی ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ مرد کے کام میں برکت دے دیتے تھے۔

عورت گھر کی زینت

مسلمان معاشرے میں عورت گھر کی ملکہ کا درجہ رکھتی ہے، لہٰذا گھر کے ماحول کا دارومدار عورت کی دینداری پر موقوف ہوتا ہے، عورتیں اگر نیک طبع ہوں گی تو بچوں کو بھی دینی رنگ سے رنگ دیں گیں، پس مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت پر بالخصوص محنت کی ضرورت ہے، کسی نے سچ کہا ہے ''مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا'' دانایان فرنگ میں سے کسی کا قول ہے کہ ''تم مجھے اچھی مائیں دو، میں تمہیں اچھی قوم دوں گا'' امت مسلمہ کو آج کل مسلمان لڑکیوں کی دینی تعلیم وتربیت پر محنت کرنے کی نسبتاً زیادہ ضرورت ہے، تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ماں کی گود سے ہی دین کی محبت اور عمدہ اخلاق کی دولت پائیں اور افق عالم پر آفتاب وماہتاب کی طرح نور برسائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ
(پ۲۱ سورۂ روم ۲۱)

ازدواجی زندگی

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

مدیر دارالعلوم جھنگ پاکستان

حضرت والا کا یہ بیان ملک ''زامبیا کے شہر ''لوساکا'' کی (جامع مسجد) مسجد نور میں ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء بحالت اعتکاف مستورات کے لئے ہوا، مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں خواتین جمع تھیں اور مسجد کے اندر معتکفین تھے۔

فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

اسلام نے آکر عورت کے بارے میں ایسا خوبصورت عقیدہ بتایا، ایسا تصور پیش کیا کہ لوگ حیران رہ گئے، فرمایا کہ دیکھو !

☆...... اگر عورت بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے۔

☆...... بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے۔

☆...... اور اگر بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔

☆...... اور اگر ماں ہے تو اسکے قدموں میں تمہارے لئے جنت ہے۔

....

جب اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتے ہیں اور جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں، ازدواجی زندگی کا بنیادی اصول یہی ہے کہ دل ملے رہیں، دل جڑے رہیں گے تو گھر آباد رہے گا۔

﴿ ازافادات ﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ......اما بعد!

اعوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

﴿وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ﴾ (پ۲۱ روم)

ترجمہ: اور اسکی نشانیوں میں سے ہے، یہ کہ بنا دیے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین سے رہو انکے پاس اور رکھا تمہارے بیچ پیار اور مہربانی البتہ اسمیں بہت پتے کی باتیں ہیں انکے لئے جو دھیان کرتے ہیں۔ (پ۲۱ سورۂ روم ۲۱)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

عورت کے بارے میں اقوام عالم کے عقیدے

تاریخ عالم پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی معاشرے میں عورت کے بارے میں اسلام سے پہلے بہت افراط اور تفریط کا معاملہ رہا، بعض جگہوں پر تو عورت کو پورا انسان بھی تسلیم نہ کیا گیا۔

☆...... چنانچہ فرانس کے بارے میں آتا ہے وہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ عورت آدھا انسان ہے۔

☆ ...... چین کے لوگوں میں یہ عقیدہ تھا کہ عورت کے اندر شیطانیت بھری ہوئی ہے اسلئے معاشرے کے اندر ہر برائی کی جڑ یہی بنتی ہے،

☆ ...... جاپان کے اندر یہ عقیدہ تھا کہ عورت ناپاک ہوتی ہے اسلئے اسکو عبادت خانہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

☆ ...... ہندوستان کے اندر اگر جوان خاوند مرجاتا تو اسکی بیوی کو بھی اپنے خاوند کے ساتھ آگ میں جلنا پڑتا جسے ستی ہونا کہتے ہیں، مرا تو خاوند مگر عورت کو خود ارادے کے ساتھ آگ میں ڈالدیتے اور اس بیچاری کو بھی موت کے منہ میں پہنچادیتے۔

☆ ...... عرب کے اندر بیٹی کا پیدا ہونا بے عزتی سمجھا جاتا تھا چنانچہ وہ لوگ بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیا کرتے تھے۔

عورت کے بارے میں اسلام کی تعلیمات

اسلام نے آکر عورت کے بارے میں ایسا خوبصورت عقیدہ بتایا، ایسا تصور پیش کیا کہ لوگ حیران رہ گئے، فرمایا کہ دیکھو !

☆ ...... اگر عورت بیٹی ہے تو تمہاری عزت ہے۔

☆ ...... بہن ہے تو تمہارا ناموس ہے۔

☆ ...... اور اگر بیوی ہے تو تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔

☆ ...... اور اگر ماں ہے تو اسکے قدموں میں تمہارے لئے جنت ہے۔

دین اسلام نے ازدواجی زندگی کے ساتھ اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنے کی ترغیب دی، جبکہ نصاریٰ کے اندر تو یہ یقین تھا کہ اگر کوئی آدمی اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے میاں بیوی کے تعلقات سے بالکل پرہیز کرنا چاہیئے، چنانچہ عورتیں (NUNS) بنکر رہتی تھیں (غیر شادی شدہ) یہ گویا اس بات کی علامت تھی کہ عورت اور مرد کا ملاپ کوئی پسندیدہ چیز نہیں، ساری عمر

عورتیں کنواری رہتیں اور یہ کہا جاتا کہ یہ مریم صفت بن کر رہی ہے اور مرد راہب بن کر رہتے۔

اسلام نے آکر کہا کہ (لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ) اسلام کے اندر رھبانیت نہیں ہے کہ انسان ماحول معاشرے سے کٹ کر ایک کمرے میں بند ہو جائے مصلے پر عبادتیں کرے اور تسبیح کے دانے گھماتا رہے اور سمجھے کہ مجھے اس طرح اللہ کا قرب ملے گا۔

دین اسلام نے کہا کہ اللہ رب العزت کی طرف جو راستہ جاتا ہے وہ جنگلوں اور غاروں سے ہو کر نہیں جاتا بلکہ ان گلی کوچوں اور بازاروں سے ہو کر جاتا ہے ،انسان اگر معاشرے میں رہے اور اس پر جو بھی دوسروں کے حقوق عائد ہوتے ہیں انکو ادا کرے تو ایسے شخص کو قرب جلدی نصیب ہوگا ، چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا: ﴿ وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ ﴾

"یہ رہبانیت کی تو بدعت انہوں نے ایجاد کر لی تھی اللہ رب العزت نے تو انکو حکم نہیں دیا تھا" (پ ۲۷ سورہ حدید ۲۷) بلکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ ﴾ " اے محبوب ہم نے آپ سے پہلے بھی رسول بھیجے ﴿ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ﴾ "اور ہم نے انکے لئے بھی بیویاں اور اولادیں بنائیں"

(پ ۱۳ سورۂ رعد ۳۸)۔

گھر کیسے آباد ہوتے ہیں؟

جب اینٹیں جڑتی ہیں تو مکان بن جاتے ہیں اور جب دل جڑتے ہیں تو گھر آباد ہو جاتے ہیں، ازدواجی زندگی کا بنیادی اصول یہی ہے کہ دل ملے رہیں، دل جڑے رہیں گے تو گھر آباد رہے گا۔

اللہ تعالی نے اماں حوا علیہا السلام کو آدم علیہ السلام کے سر سے نہیں بنایا کہ کہیں تم عورتوں کو سر پہ نہ بٹھا لو اور نہ ان کو پاؤں سے بنایا کہ تم انہیں پاؤں کی جوتی

سمجھنے لگ جاؤ، بلکہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے اماں حوا کو نکالا، اسمیں دو حکمتیں تھیں ایک تو یہ کہ یہ تمہارے دل کے قریب سے نکالی گئی لہذا تم اپنی بیوی کو اپنے دل کے قریب رکھو اور دوسری حکمت یہ کہ دل کی حفاظت پسلیوں سے ہوتی ہے تو مرد کی حفاظت عورت کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا جو حضرات اپنی بیویوں کے ساتھ محبت و پیار سے رہتے ہیں وہ غیر محرم عورتوں کے فتنوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

نکاح کا حکم

تو جب اللہ کے پیغمبروں نے بھی بیویاں اور اولادوں کے ساتھ زندگی گذاری تو پھر بندہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ ازدواجی زندگی اللہ کی معرفت حاصل کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں حکم دیا فرمایا ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (پ ۴ النساء) "کہ تم نکاح کرو عورتوں میں سے جو تمہیں پسند ہوں" اور نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي] "نکاح میری سنت ہے" اور دوسری حدیث میں فرمایا [فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي] "جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ آدمی مجھ سے ہی نہیں ہوگا، یعنی امت سے ہی وہ بندہ خارج کر دیا جائے گا یہاں پر ایک مسئلہ سن لیجئے کہ عام طور پر لوگ کہتے ہیں کہ جی نکاح کرنا تو سنت ہے، تو دیکھئے جس بندے کو یہ یقین ہو کہ میں اگر نکاح نہیں کروں گا تو زنا کا مرتکب ہو جاؤں گا اس بندے کے لئے نکاح کا کرنا فرض ہے سنت اس بندے کے لئے ہے کہ جو بندہ یہ سمجھے کہ اگر میں نے نکاح نہ بھی کیا پھر بھی میں گناہ سے بچ کر زندگی گذار لوں گا لہذا ہم جیسے عام لوگ وہ نکاح کو اپنے لئے سنت نہ سمجھیں، بلکہ فرض سمجھیں، یہ سو فیصد پکی بات ہے کہ جہاں نکاح نہیں ہوگا وہاں زنا ہوگا، اللہ رب العزت نے اسی لئے نکاح کی اہمیت کو بیان فرما دیا اور حکم دے دیا کہ تم اس پر عمل کرو۔

انبیاء کرام کی سنتیں

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ چار چیزیں سنن المرسلین ہیں یعنی سب

انبیاء نے ان پر عمل کیا ! (۱) **الحیاء**...... حیاء (۲) **والتعطر**...... خشبو کا استعمال کرنا (۳) **والسواك** ...... مسواک کا استعمال کرنا (۴) **والنکاح**...... اور نکاح کرنا۔ (ترمذی شریف ج ا صفحہ ۲۰۶ ابواب النکاح)

پانچ چیزوں میں جلدی کیجئے

نبی علیہ السلام نے حضرت علی ؓ کو فرمایا کہ اے علی اتم پانچ چیزوں میں جلدی کرنا:

(۱)...... نماز کا وقت ہو جائے تو نماز ادا کرنے میں جلدی کرنا، یعنی اسکو اپنے مستحب وقت میں ادا کر لینا، عام طور پر عورتیں اسمیں سستی کر جاتی ہیں، گھر کے کام کاج کی وجہ سے سوچتی رہتی ہیں اور پھر کئی دفعہ کام میں ایسی الجھ جاتی ہیں کہ پھر ذہن سے بات ہی نکل جاتی ہے کہ میری نماز بھی باقی ہے، یا پھر وقت بیوقت نمازیں پڑھتی ہیں، لہذا، اصول یہ بنائیں کہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے نماز پڑھیں پھر بعد میں اور کوئی کام کریں۔

(۲)...... جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو اسکو دفن کرنے میں جلدی کرنا۔

(۳)...... جب آدمی پر قرض ہو تو اسکے ادا کرنے میں جلدی کرنا، (آج کل کاروباری لوگ اس معاملہ میں بھی بہت زیادہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں، وہ قرض کو تو قرض ہی نہیں سمجھتے شاید مالِ غنیمت سمجھتے ہیں۔

(۴)...... کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرنا۔

(۵)...... اور نکاح کرنے میں جلدی کرنا۔

چنانچہ جن قوموں میں نکاح جلدی نہیں ہوتا ان قوموں میں فحاشی اور برائی زیادہ ہوتی ہے، عزت اور ناموس کو بچانے کیلئے اپنے وقت پر جلدی شادی کا ہو جانا یہ زیادہ بہتر رہتا ہے۔

ہمارے مشائخ اسکے بارے میں بہت احتیاط کرتے تھے بلکہ پہلے زمانہ

میں ایسا ہوتا تھا کہ اگر کوئی آدمی ایسا ہوتا جس کے گھر میں جوان بیٹی ہوتی اور وہ اسکی شادی میں لیت ولعل (پس وپیش کررہا ہوتا) تو اس آدمی کے کنویں سے لوگ پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے، کہ اس نے تو جوان بیٹی کو گھر بٹھایا ہوا ہے لھذا یہ تو ایک فرض ہے جس کا ادا کرنا ماں باپ کی ذمہ داری ہوتی ہے اسمیں ہمیشہ جلدی کرنا چاہیئے، یہ بات ذہن میں رکھئے کہ جب بچے جوان ہو جاتے ہیں اور ماں باپ انکے نکاح میں دیر کررہے ہوتے ہیں محض اس وجہ سے کہ جہیز تیار نہیں یا فلاں چیز تیار نہیں یا بچی ابھی تعلیم حاصل کررہی ہے ان وجوہات سے اگر دیر کی اب وہ جوان بچے جو بھی گناہ کریں گے اسکا اندراج ماں باپ کے نامۂ اعمال میں کیا جائے گا۔

پانچ نعمتیں

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے تھے کہ کہ جس انسان کو پانچ نعمتیں مل گئیں وہ سمجھے کہ مجھے پوری دنیا کی تمام نعمتیں مل گئیں:

(۱)...... شکر کرنے والی زبان۔

(۲)...... ذکر کرنے والا دل۔

(۳)...... مشقت اٹھانے والا بدن۔

(۴)...... وطن کی روزی۔

(۵)...... نیک بیوی۔

مقاصد نکاح

شریعت نے کہا کہ مرد عورت کے تعلقات کے لئے نکاح کیا جائے اسلئے کہ نکاح کے ذریعہ عورت کے حقوق کی حفاظت ہو جاتی ہے۔

☆ جب کسی عورت کا نکاح ہوتا ہے تو سب سے پہلے تو اسکا حق مہر باندھا جاتا ہے

گویا خاوند کے ذہن میں یہ بات ہو کہ عورت کے میرے اوپر کچھ حقوق ہیں۔

☆...... دوسرا حق یہ کہ وہ عورت مرد کی وراثت میں حصہ پاتی ہے گویا شریعت نے عورت کو یہ پروٹیکشن {PROTECTION} (حفاظت) دیدی کہ لوگ اس سے ویسے ہی فائدہ اٹھاتے نہ پھریں کہ اسکو کمزور سمجھ کر فائدہ اٹھا کر پھر اپنے سے جدا کردیں، بلکہ یہ انکی ذمہ داری ہو اور انکی وراثت میں انکا حصہ ہو، لھٰذا مردوں کو چاہیئے کہ ذمہ داریاں نبھائیں اسکو کھیل تماشہ نہ سمجھتے رہیں۔

☆...... جب نکاح ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَفْشُوْا النِّكَاحَ بَيْنَكُمْ] "تم نکاح کی آپس میں خوب تشہیر کرو" تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ آج سے فلاں لڑکا اور فلاں لڑکی میاں بیوی بنکر زندگی گذاریں گے، اسکا فائدہ یہ کہ پھر چھپ کر نکاح کرنے سے منع کردیا گیا، اسلیئے کہ دولت والے، مال والے، بعض اوقات اپنی خواہشات پوری کرنے کیلیئے چپکے چپکے کھیل کھیلتے ہیں، شریعت نے اسکو منع فرمادیا کہ نکاح جب کرو تو اسکو سب پر ظاہر کرو، اسلیئے نکاح کا اتنا اجر بتایا گیا کہ اگر کوئی آدمی ابھی نکاح نہیں کرتا تو اسکو ایک نماز پڑھنے پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے، اور جس نے نکاح کرلیا تو اسکو اللہ تعالی ایک نماز پڑھنے پر اکیس نمازوں کا ثواب عطا فرماتے ہیں، بعض روایتوں میں ہے کہ بیالیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے، یہ عبادت کا درجہ کیوں بڑھ گیا؟ اسلیئے کہ اب شادی کے بعد بیوی پر میاں کے حقوق اور میاں پر بیوی کے حقوق عائد ہوگئے اب اللہ تعالی نے فرمایا کہ جب یہ انسان بندوں کے بھی حقوق ادا کررہا ہے، اور میرے بھی حقوق ادا کررہا ہے تو میں اپنی عبادت اور بندگی کا ثواب کئی گنا زیادہ کردیتا ہوں۔

نکاح میں کیا چیز مدنظر ہو

نکاح کرتے ہوئے کچھ چیزیں لڑکی میں دیکھنی چاہئیں اور کچھ چیزیں لڑکے میں دیکھنی چاہئیں، شریعت کا یہ حسن ہے اور یہ خوبی ہے ہمارے دین کی

اسنے ہر چیز کو کھلا ڈھلا ہمارے سامنے رکھ دیا ہے، اگر ہم ان چیزوں کو ڈھونڈیں گے جن چیزوں کو شریعت نے کہا تو ہماری زندگی اچھی گذرے گی، اور جب اس سے ہٹ کر فقط اپنی خواہشات کو پوری کرنے کی نظر سے ڈھونڈیں گے تو پھر پوری زندگی روتے پھریں گے۔

چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیوی کے بارے میں فرمایا اس روایت کو امام بخاریؒ نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے: [تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ] ''کہ عورت سے چار وجوہات کی بناپر نکاح کیا جاتا ہے۔

☆......(۱) ''لِمَالِهَا'' اس کے مال کی وجہ سے، کہ لڑکی مالدار ہے اس سے نکاح کرکے ہمیں بھی مال مل جائے گا۔

☆......(۲) ''لِحَسَبِهَا'' یا اسکے خاندان کی شہرت کی وجہ سے، کہ بڑے خاندان کی ہے میرا نکاح اس سے ہو جائے گا تو مجھے بھی شہرت مل جائے گی۔

☆......(۳) ''وَلِجَمَالِهَا'' اور اس لڑکی کے حسن و جمال کی وجہ سے اس سے نکاح کیا جاتا ہے۔

☆......(۴) ''وَلِدِيْنِهَا'' اور لڑکی کی دینداری کی وجہ سے اس سے نکاح کیا جاتا ہے تو یہ چار باتیں ہوئیں (۱) مال (۲) نسب (۳) جمال (۴) دین، نبی علیہ السلام نے فرمایا [فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ] کہ تیرے ہاتھ مٹی آلود ہوں تو کامیاب ہو جا دیندار کو قبول کرکے، لہٰذا اگر دین کو پیش نظر رکھ کر اپنی بیوی کا انتخاب کیا جائے گا تو اس پر کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ [اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ] ''دنیا متاع ہے اور دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے''

ایک اور حدیث میں اللہ کے محبوب نے فرمایا [مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ] (کتاب النکاح مشکوٰۃ شریف) کہ ''مومن اللہ تعالیٰ کا تقویٰ حاصل کرنے کے بعد سب سے زیادہ فائدہ حاصل کرتا ہے اپنی

نیک بیوی سے''۔

نیک بیوی کی پہچان

☆......(۱) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک بیوی کی پہچان یہ ہے کہ [ان امرھا اطاعنه] ''اگر خاوند اسکو کسی بات کا حکم دے وہ عورت اسکی اطاعت کرے'' ذرا اس بات کو دل کے کانوں سے سنئے کہ نیک بیوی کی پہچان نبی علیہ السلام کیا بتا رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا:

[اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَاِنْ قَسَمَ عَلَيْهَا لَابَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ] (ابن ماجہ) ''اگر اسکی طرف دیکھے تو دیکھنے سے خوش ہو جائے اور اگر وہ قسم کھا کر کوئی بات کرے کہ تم یہ کام ضرور کرو تو وہ خاوند کی قسم کو پورا کر دے، اور اگر وہ اپنی بیوی سے دور جائے (یعنی سفر میں جائے پردیس میں جائے دوکان پر جائے) تو عورت اپنی ذات (عزت وناموس) اور اسکے مال کی حفاظت کرے، تو گویا عورت کی یہ ذمہ داری ہے، ایسا نہیں کہ

جسکا تھا ڈر، وہ نہیں ہے گھر، اب جو چاہے کر

یہ بات ذہن میں رکھیے کہ مال کی اونچ نیچ تو برداشت ہو جاتی ہے لیکن عزت وناموس میں خاوند کبھی اونچ نیچ برداشت نہیں کر سکتا، اکثر عورتوں کے جو گھر خراب ہوتے ہیں وہ ایسی ہی بے احتیاطیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اسلئے عورت کو چاہیے کہ وہ اپنی پاکدامنی کا خیال رکھے اسکی وجہ سے اسکی دنیا بھی اچھی رہے گی اور آخرت میں بھی اللہ رب العزت اسکو کامیاب فرمائیں گے۔

اگر کوئی عورت نبی علیہ السلام کی شفاعت چاہتی ہے سرخرو ہونا چاہتی ہے، تو وہ دنیا میں نیک بیوی بن کر رہے، سب سے پہلی بات یہ کہ اسکا خاوند اگر اسکو کسی کام کا حکم دے یہاں کام سے مراد نیکی کا کام، شریعت کی حدود کے اندر رہتے ہوئے، اسکا یہ مطلب نہیں کہ خاوند کہے کہ تم بے پردہ پھرو تو اسکی یہ اطاعت کرے

ہرگز نہیں، اسلئے کہ بہت سے خاوند ایسے بے غیرت ہوتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو پردہ نہیں کرنے دیتے، بیویاں تو چاہتی ہیں کہ پردہ کریں اور یہ انکو بے پردہ کرکے انکا حسن وجمال لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں۔

ایک بات ذہن میں رکھئے کہ جب کسی چیز پر لوگوں کی ہوس بھری نگاہیں پڑتی ہیں تو اس چیز سے برکت اٹھ جاتی ہے تو جب آپ اپنی بیوی کو بے پردہ لیکر جائیں گے اور اسپر لوگوں کی ہوس بھری نگاہیں پڑیں گی تو اس بیوی سے برکت نکل جائے گی، لھذا بے پردہ عورتوں سے انکے خاوند کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتے انکی اپنی نگاہوں میں بھی ہوس بھری ہوتی ہے، ہمیشہ نیک مرد اپنی نیک بیویوں سے مطمئن ہوتے ہیں، انکی ہر ایک اعتبار سے تسلی ہوتی ہے، دل کو سکون ملتا ہے، تو اس بات کا خیال رکھئے کہ جن حدود وقیود کا اللہ نے حکم دیا ان کے اندر رہتے ہوئے عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرنے کی پابند ہے۔

☆......(۲) [وَاِنْ نَظَرَ اِلَيْهَا اَسَرَّتْه] "وہ عورت ایسی ہو کہ اگر خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اسکے دل کو مسرور کردے، اب یہاں سے دو باتیں نکلتی ہیں

(۱) یہ کہ جب انسان خدمت اچھی کرتا ہے، اطاعت اچھی کرتا ہے، تو پھر بندہ بے اختیار اس سے محبت کرتا ہے۔

(۲) عورت کو گھر کے اندر صاف ستھرا خوش لباس پہن کر گھر میں رہنا چاہیئے تاکہ جب خاوند کی نظر اس پر پڑے تو اسکا دل خوش ہو جائے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ عورتیں دوسروں کے گھروں میں جائیں گی تو دلہن کی طرح سج دھج کر جائیں گی، اور اپنے گھروں کے اندر گندی میلی کچیلی بن کر رہیں گی، یہ چیز بھی سنت کے خلاف ہے ہزیب وزینت خاوند کے لئے اختیار کرنے کا حکم ہے غیروں کے لئے اختیار کرنے کا حکم نہیں ہے، اسلئے عورت کو چاہیئے کہ صاف ستھرا بن کر اسطرح سے گھر میں رہے کہ جب بھی اسکے خاوند کی نظر اس پر پڑے تو اسکی خدمت اور وفا کی وجہ سے بھی محبت ہو، اور اسکے صاف ستھرا رہنے کی وجہ سے بھی اسکی طرف میلان ہو۔

دیندار عورتوں کی ایک کوتاہی

عام طور پر دیندار عورتوں کے اندر ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ ہم تو دیندار ہیں لہذا وہ اپنے کپڑوں کا بالکل ہی خیال نہیں رکھتیں کبھی تو اتنے میلے ہوتے ہیں کہ خاوندوں کا بالکل دیکھنے کو دل نہیں کرتا، یہ چیز بھی غلط ہے اسلئے کہ صاف رہنا اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے، فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ (پ۲ سورۃ بقرہ) ''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور پاک صاف رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں'' تو جب آپ اپنے ظاہر کو صاف کریں گی تو اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کو بھی پاک صاف فرمادیں گے۔

لباس کی قسمیں

(لباس کی تین قسمیں ہیں)

(۱)...... زیبائش

(۲)...... آسائش

(۳)...... نمائش

(۱) یہ لباس شریعت نے جائز قرار دیا ہے، (۲) یہ لباس اسلئے ہوتا ہے کہ اسکو پہن کر سکون ملے، ایسا نہ ہو کہ بالکل ہی تنگ رہے، اٹھنا بیٹھنا بالکل مشکل ہو جائے، تو زیبائش والے لباس کی بھی اجازت ہے اور آسائش والے لباس کی بھی اجازت ہے لیکن (۳) نمائش کا لباس کہ جسے دوسروں کو دکھانے کے لئے پہنا جائے شریعت نے اسکو منع فرمایا ہے کہ اسکو پہن کر شیخی بگھارتی نہ پھرو، آجکل عورتیں اپنے گھر میں تو بھنگن کی طرح رہتی ہیں اور باہر دلہن کی طرح پھرتی ہیں یہ کتنی عجیب بات ہے، اسکو شریعت نے منع فرمادیا چنانچہ حکم دیا کہ عورت کے اندر یہ چند خوبیاں ہوں (۱) اگر خاوند اسکو کوئی حکم دے تو وہ اسکو پورا کرے (۲) اور اگر

خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اسکے دل کو خوش کر دے، اب اسکا یہ مطلب نہیں کہ یہ صرف عورت ہی کیلئے ہے بلکہ خاوند کو بھی گھر کے اندر صاف ستھرا رہنا چاہیئے۔

شوہر کو صاف رہنے کا حکم

خاوند کو بھی چاہیئے کہ وہ گھر میں اسطرح بنکر رہے کہ عورت اسکی طرف دیکھے تو اسکے دل میں محبت کا جذبہ اٹھے، ایسا سڑا ہوا بنکر گھر میں نہ رہے کہ دوسرے کا دل ہی جلتا رہے، مرد یہ تو چاہتے ہیں کہ عورت گھر میں صاف ستھری رہے، مگر خود یہ نہیں سمجھتے کہ ہمیں بھی ایسا بنکر رہنا چاہیئے، اب جب مرد ہی ایسا ہے کہ اسکے جسم سے بو آتی ہے، اسکے کپڑوں سے بو آتی ہے، تو پھر عورت اسکے ساتھ کیسے محبت اور پیار کے ساتھ زندگی گذارے گی، تو یہ چیزیں جہاں عورت کے لئے ہیں وہاں مرد بھی یہ سوچے کہ ہمیں بھی عورت کے لئے ایسا بنکر رہنا چاہیئے کہ اگر مرد باہر سے گھر آئے تو عورت کو سکون مل جائے، اسکو یوں محسوس ہو کہ میرے سر کا سایہ آ گیا، میرے عیبوں کو ڈھانپنے والا، میری محبتوں کی معراج میں جس کے ساتھ بہترین زندگی گذار سکتی ہوں وہ ہستی گھر میں آ گئی ہے۔

نیک نیتی پر نبی علیہ السلام کی دعاء

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (طبرانی شریف کی روایت ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہیں فرماتے ہیں: [مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً لِعِزِّھَا لَمْ یَزِدْہُ اِلَّا ذُلَّۃً وَمَنْ تَزَوَّجَھَا لِمَالِھَا لَمْ یَزِدْہُ اِلَّا فَقْرًا وَمَنْ تَزَوَّجَھَا لِحَسَبِھَا لَمْ یَزِدْہُ اللّٰہُ اِلَّا دَنَاءَۃً وَمَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَۃً لَمْ یُرِدْ بِھَا اِلَّا اَنْ یَغُضَّ بَصَرَہٗ وَیُحْصِنَ فَرْجَہٗ وَیَصِلَ رَحِمَہٗ بَارَكَ اللّٰہُ لَہٗ فِیْھَا وَبَارَكَ لَھَا فِیْہِ]

(۱) ...... جس نے اس نیت کے ساتھ کسی لڑکی سے نکاح کیا کہ اسکی عزت بڑی ہے تو اللہ تعالیٰ نہیں بڑھاتے مگر اس کی ذلت کو۔

(۲)......اور جو اسلئے اس سے شادی کرے کہ اسکے پاس مال بہت ہے تو اللہ تعالی نہیں بڑھاتے مگر اسکے فقر کو۔

(۳)......اور جس نے حسب اور اسکے خاندانی شہرت کی وجہ سے اس سے شادی کی اللہ تعالی نہیں بڑھاتے مگر اسکے فقر کو۔

(۴)......اور جس نے اسلئے عورت سے شادی کی کہ وہ اسکے ذریعہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھ سکے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر سکے اور رشتے ناطوں کو جوڑ سکے، اللہ تعالی اس خاوند کو بیوی میں برکت عطا فرمائے اور اس عورت کو اس خاوند میں برکت نصیب فرمائے۔

تو نکاح کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ میں پاکدامنی کی زندگی گزاروں گا، اپنی نگاہوں پہ قابو پاؤں گا اور رشتے ناطوں کو میں جوڑوں گا جنکو شریعت نے جوڑنے کا حکم دیا ہے، تو جو ان مقاصد کو سامنے رکھ کر نکاح کرے گا اسکے لئے اللہ کے محبوب نے دعا کی ہے۔

پسندیدہ عورت کون؟

عورت کی صفات میں سے سب سے بہتر صفت کے بارے میں ایک مرتبہ صحابہ میں بات چل رہی تھی، کوئی کچھ کہہ رہے تھے، کوئی کچھ کہہ رہے تھے، اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھ کر گھر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء ؓ سے بات ہوئی، ان کو بھی بتایا کہ آج تو مسجد میں اس عنوان پر گفتگو ہو رہی تھی، انہوں نے فرمایا! کہ میں بتاؤں کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت کون ہے؟ فرمایا بتائیں! انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے پسندیدہ عورت وہ ہے جو نہ خود کسی نامحرم کی طرف دیکھے اور نہ کوئی غیر محرم اسکو دیکھ سکے، یعنی اتنی باحیا ہو، کہ اسکی اپنی نگاہیں بھی غلط نامحرم پر نہ پڑیں اور اتنی پردہ دار ہو کہ غیر محرم بھی اسکو نہ دیکھ سکے، جب انہوں نے یہ بتایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد

میں تشریف لائے اور عرض کیا اے اللہ کے محبوب فاطمہؓ نے اللہ کی پسندیدہ عورت کی دو صفتیں بتائیں ہیں، تو جب انہوں نے یہ صفات بیان کیں تو نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا [فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي] ''فاطمہ تو میرے دل کا ٹکڑا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو عورت خود پردہ دار ہو کہ غیر محرم اسکو نہ دیکھ سکے اور وہ خود بھی غیر محرم کو نہ دیکھنے والی ہو، یہ عورت اللہ رب العزت کی پسندیدہ عورت ہے۔

فطری حیا

عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ عورتیں غیر محرم کی طرف ایسی بری نظر سے نہیں دیکھتیں، جس طرح سے مرد بری نظر سے عام عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں، اللہ تعالی نے عورت کے اندر فطری حیا، رکھی ہے، اکثر و بیشتر جو عورتیں نیک ہوتی ہیں دیندار ہوتی ہیں، انکی نگاہیں پاک ہوتی ہیں، وہ مرد کی طرف بری نظر سے نہیں دیکھتیں، ہاں جسکی قسمت ہی اللہ خراب کردے اسکی تو بات ہی کچھ اور ہوتی ہے لیکن عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ عورتوں کے اندر اللہ رب العزت نے یہ صفت رکھی ہے کہ وہ حیادار ہوتی ہیں، حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نیک عورتیں، دیندار عورتیں قٰصِرٰتُ الطَّرْف ہوتی ہیں، جیسے حوروں کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو بچانے والی، ہٹانے والی ہوتی ہیں، تو فرماتے ہیں کہ حوروں کی یہ صفت اللہ تعالی نے دیندار عورتوں کے اندر رکھی ہوتی ہے، وہ عام طور پر ادھر ادھر نہیں دیکھتیں، تاہم انکو چاہیئے کہ وہ اپنے پردے کا بھی خیال کریں، پردے کا خیال کرنا مرد کی ذمہ داری سے پہلے عورت کی اپنی ذمہ داری ہے اسلئے کہ اللہ تعالی نے انکو حکم دیا ہے، لھذا عورت یہ نہ کہے کہ جی مرد اپنی نگاہوں کو کیوں قابو نہیں کرتے؟ نہیں پہلے پردے کا حکم تو آپ کو دیا جا رہا ہے کہ آپ پردے میں رہیں ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ﴾ (پ۲۲، احزاب)

☆☆☆

بے پردہ عورت پر فرشتوں کی لعنت

عورتوں کو چاہیے کہ بغیر ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں گھر پر ہی رہیں، ضرورت کے وقت نکلنا بھی ہو تو پردے کے ساتھ نکلیں، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بے پردہ عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کرنا شروع کرتے ہیں، جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آجاتی، تو ایک طرف تو بے پردہ پھرتی ہے اور دوسری طرف کہتی پھرتی ہے کہ میری روزی میں برکت نہیں پریشانیاں ہیں، سکون نہیں، میں بہت ہی تنگ زندگی گزار رہی ہوں، جب تیرے اوپر اللہ کے فرشتوں کی لعنت برس رہی ہے، تو پھر سکون کہاں سے نصیب ہو سکتا ہے، اسلئے ان باتوں کا بہت زیادہ خیال کرنا چاہیے۔

نیک بیوی کی چار صفات

علماء نے لکھا ہے کہ نیک بیوی کے اندر چار صفات ہوتی ہیں۔

(۱)...... اس کے چہرے پر حیاء ہو، یاد رکھئے کہ یہ سرخی پوڈر سے انسان کے جمال میں اضافہ نہیں ہوتا، انسان کے جمال میں تو حیاء کی وجہ سے اضافہ ہوتا ہے، تو جس کے چہرے پر حیاء ہو اللہ رب العزت اسکے چہرے کو پر کشش بنا دیتے ہیں۔

(۲)...... زبان کے اندر شیرینی ہو، یعنی نرم بولنے والی ہو جب خاوند سے بات کرے تو نرم لہجے میں بات کرے، اسلئے کہ عام طور پر جب عورتیں غیروں سے بات کرتی ہیں تو سارے جہاں کی شیرینی انکی زبان میں آجاتی ہے، اور جب خاوند سے بات کرتی ہیں تو سارے جہان کی کڑواہٹ انکی زبان میں ہوتی ہے، اسکو شریعت نے منع فرما دیا لھذا جب خاوند سے بات کرے تو زبان کے اندر شیرینی ہونی چاہیے۔

(۳)...... دل کے اندر نیکی ہو بدی اور برائی نہ ہو۔

(۴)...... "عورت کے ہاتھ ہر وقت کام میں لگے رہتے ہوں" یعنی عورت گھر کے کام کاج میں بچے اور خاوند کے کام کاج میں لگی رہے، یہ چار خوبیاں نیک اور دیندار عورت کی پہچان ہیں۔

خاوند کی چند صفات

نبی ﷺ نے اپنی بیٹیوں کے لئے دو شخصیتوں کو پسند کیا

(۱)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

(۲)...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

اب ان دونوں حضرات کے اندر آپ کو جو صفات نظر آئیں گی یوں سمجھ لیجئے کہ داماد کے اندر ان صفات کو دیکھنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)...... اول یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کو قرابت داری تھی لھذا اگر اپنی بیٹی کے لئے رشتہ داروں میں کوئی بچہ مل جائے تو اسکو فوقیت دیں، اسلئے کہ اپنے پھر بھی اپنے ہوتے ہیں، زندگی ساتھ گذری ہوتی ہے، کئی طرح کی رشتہ داریاں ہوتی ہیں، میاں بیوی کو بھی احساس ہوتا ہے کہ میں فلاں کا بیٹا ہوں، وہ فلاں کی بیٹی ہے، تو یہ رشتہ داری کئی دفعہ بہت سے تعلقات جڑے رہنے کا بھی سبب بن جاتی ہے، تو پہلی بات قرابت کو دیکھے، مگر کچھ لوگ فقط قرابت ہی کو دیکھتے ہیں، یہ بھی غلط بات ہے، دین بھی دیکھنا چاہیئے اور دیندار ہونے کے بعد چند مزید صفات ہیں انکو بھی دیکھنا چاہیئے، تو افضل یہ ہے، اور بہتر ہے کہ اگر کئی رشتے ہوں اور قریبی رشتہ بھی ہو تو قریبی رشتے کو فوقیت دی جائے۔

(۲)...... دوسری خوبی یہ کہ حضرت علیؓ کے اندر علم تھا وہ باب العلم تھے اس سے

معلوم ہوا کہ اپنی بیٹی کے لئے جب رشتہ ڈھونڈے تو دیکھ لے کہ داماد جاہل اور ان پڑھ نہ ہو، اتنا پڑھا لکھا ہو کہ زندگی اچھی گذار سکے، بچی اگر تعلیم یافتہ ہے تو بچے کو لازمی تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے، یہ نہ ہو کہ بیٹی تو عالمہ فاضلہ ہے اور اسکے لئے خاوند ایسا چنا کہ جو قرآن پڑھا ہوا بھی نہیں ہے، اس قسم کی بات نہیں ہونا چاہیئے، اسلئے کہ علم ایک ایسی چیز ہے جسکی وجہ سے انسان اچھی زندگی گذارتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اوصاف

(۱)...... سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھئے! اللہ رب العزت نے انکو عزت عطا فرمائی تھی اس سے معلوم ہوا کہ لڑکا ایسا ہو کہ معاشرہ میں اسکی اچھی عزت ہو بدنام قسم کا آدمی نہ ہو۔

(۲)...... اللہ رب العزت نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی بنایا تھا، اللہ تعالی نے انکو اتنا مال دیا تھا جسکو وہ اللہ رب العزت کے دین کے راستے میں خرچ کرتے تھے، تو لڑکا ایسا ہونا چاہیئے جسکا رزق کھلا ہو تاکہ بیٹی کی زندگی اچھی گذر سکے، لہذا یہ چیز بھی پیش نظر رہے۔

(۳)...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ نے حیاء دی تھی، اتنی حیاء دی تھی کہ فرشتے بھی ان سے حیاء کرتے تھے، تو اسلئے داماد کو اس نظر سے بھی دیکھنا چاہیئے کہ وہ نیکی کی زندگی گذارنے والا ہو، بے حیائیوں کے کام کرنے والا نہ ہو، لہذا چند یہ صفات اگر رشتہ کرنے سے پہلے دیکھ لی جائیں تو بیٹی کی زندگی اچھی گذرے گی۔

حضرت موسی علیہ السلام

حضرت موسی علیہ السلام اللہ رب العزت کے پیغمبر ہیں، انکی بیوی انکے ساتھ سفر میں شریک ہیں اور امید سے ہیں (حاملہ ہیں) انکو سردی لگ رہی تھی چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ذرا انتظار کرو میں تمہارے لئے آگ تلاش کر لاتا ہوں ﴿لَعَلِّىٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى﴾

"میں آپ کیلئے کچھ آگ لے آتا ہوں یا آگ کے بارے میں کچھ مجھے رہنمائی مل جائے گی" (پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ ۱۰) تو معلوم یہ ہوا کہ خاوند کو ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ بیوی کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے، بیوی کی تکلیف پر چین وسکون کی بنسری نہ بجائے بلکہ جب بیوی تکلیف میں تھی تو وقت کے پیغمبر بھی آگ ڈھونڈتے پھر رہے تھے تو خاوند بیوی کی راحت کی خاطر، یا بیوی کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اگر اس قسم کے کام کرے گا تو اسکو انبیائے کرام کی سنت پر عمل کرنے کا اجر ملے گا۔

تحمل مزاجی

خاوند کے اندر سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہو کہ وہ تحمل مزاج ہو، اسکی وجہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے گھر کے سیٹ اپ (SETUP) میں خاوند کو دوسروں کے اوپر فضیلت عطا فرمائی ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ "مردوں کو اللہ رب العزت نے عورتوں کے اوپر قوام عطا کیا انکو فضیلت دی ہے"

(پ ۵ سورۃ النساء ۳۴)

کمال شریعت

اب یہ فضیلت دینے کے پیچھے حکمت کیا تھی مفسرین نے لکھا کہ عورت ذرا جذباتی ہوتی ہے، عام طور پر جذبات میں آ کر الٹے سیدھے فیصلے کر بیٹھتی ہے، اسی لئے طلاق کا حق بھی عام طور پر شوہر کے ہاتھ میں رکھا جاتا ہے، اگر یہ بیوی کے ہاتھ میں ہوتا تو ناشتہ میں علیحدہ طلاق ملتی، دوپہر کے کھانے میں دوسری ملتی، اور شام کے کھانے میں تیسری مل جاتی، اسلئے شریعت نے یہ حق مرد کے ذمہ دیا کہ ذرا سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے گا، اپنے بچوں کے بارے میں سوچے گا، اپنے مستقبل کے بارے میں سوچے گا، پھر سوچ سمجھ کر فیصلہ کریگا، تو خاوند سے توقع اس بات کی کی جاتی ہے کہ اسکے اندر تحمل مزاجی ہو، تحمل مزاجی کہتے ہیں کہ اگر کوئی

پروبلم (PROBLEM) "دشواری" آجائے تو اسی وقت فوراً فیصلہ نہ لے بلکہ سوچ سمجھ کر قدم اٹھائے، لہٰذا اگر عورت کی طبیعت کے اندر جلد بازی ہے کہ وہ جلدی جذبات میں آجاتی ہے تو مرد کو چاہیئے کہ وہ تحمل مزاجی کا ثبوت دے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر میں خوشحالی کی زندگی نصیب ہوگی اور میاں بیوی دونوں کامیاب زندگی گذار سکیں گے، لہٰذا شریعت نے دونوں کے حقوق ایک دوسرے پر عائد کردیے، میاں کے حقوق بیوی پر اور بیوی کے حقوق میاں پر، عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ جس محفل میں میاں بیوی کے حقوق بیان کیے جائیں، وہاں بیوی اپنے حقوق سنتی ہے کہ خاوند کو میرے کونسے حقوق پورے کرنے چاہئیں اور مرد اپنے حقوق سنتا ہے کہ بیوی کو میرے کونسے حقوق پورے کرنے چاہئیں اور گھر جا کر دونوں بحث کررہے ہوتے ہیں کہ تم نے میرا یہ نہیں پورا کیا اور تم نے میرا وہ پورا نہیں کیا، یہ چیز انتہائی غلط ہے، بلکہ خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنے حقوق سنے یا نہ سنے اپنی بیوی کے حقوق ضرور سنے، تاکہ انکو اچھے انداز سے پورا کرسکے اور بیوی کو چاہیئے کہ وہ خاوند کے حقوق کو ضرور سنے تاکہ وہ بھی اچھے انداز سے انکو ادا کرسکے۔

اللہ رب العزت کا قانون

فرمایا ﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ﴾ "ویل ہے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے لئے، کہ جب وہ لوگوں سے تول کر لیتے ہیں تو پورا پورا لینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب لوگوں کو دینے کا وقت آئے تو پھر اسمیں کمی کرتے ہیں"

(پ ۳۰ سورۃ مطففین)

ایک دھوکہ

لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ناپ تول میں کمی کرنے والا دوکان میں بیٹھتا ہے اور

یہ کمی صرف ناپ تول کی چیزوں ہی میں ہوتی ہے، نہیں! میزان اللہ رب العزت نے فقط دوکان پر ہی نہیں رکھا، بلکہ انسانوں کے حقوق میں بھی رکھا ہے، میاں بیوی کے حقوق میں بھی میزان ہے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ بیوی یہ تو چاہتی ہے کہ شوہر میری ہر خواہش پوری کرے اور جب خاوند کے حقوق پورا کرنے کا وقت آتا ہے تو دل چاہتا ہے تو کرتی ہے ورنہ نہیں کرتی، اسی طرح خاوند بھی یہی چاہتا ہے کہ بیوی میرے خاطر ہر وقت بچھی رہے اور ایسی بن کر رہے جیسی میں چاہتا ہوں اور یہ نہیں سوچتا کہ مجھے بھی ایسا بن کر رہنا چاہیئے جیسے بیوی چاہتی ہے تو میاں بیوی کو جب ایک دوسرے سے حق لینے کا وقت آتا ہے تو میاں یہ چاہتا ہے کہ یہ پاکدامن بنکر رہے، باپردہ رہے اور اسکی طرف کوئی ایک آنکھ بھی نہ دیکھ سکے لیکن خود کا حال یہ ہوتا ہے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھتے پھرتے ہیں، تو یہ ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے کہ جو بیوی سے پاکدامنی کی توقع کرتا ہے اور خود غیر عورتوں سے مراسم بڑھاتا پھرتا ہے، یہ انسان اس ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والا ہے۔

اسی طرح عورت خاوند سے تو ہر بات کی توقع کرتی ہے کہ وہ میری ہر خواہش پوری کرے، اپنا مال خرچ کرے، مجھے ہر طرح کا عیش و آرام پہنچائے مگر خاوند کی فرمابرداری نہیں کرتی، پردہ داری کا خیال نہیں رکھتی، یہ عورت ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والی ہے اور ان دونوں کے لئے اللہ نے عذاب کیا بتایا؟ ''ویل'' بتایا اور ویل کہتے ہیں بربادی کو، ویل جہنم کا ایک خاص حصہ ہے جس میں اللہ رب العزت انسانوں کو عذاب دینے کے لئے آگ کے ستونوں کے ساتھ بندے کو باندھ دیں گے، اور پھر آگ کے انگارے ہوں گے جو اٹھیں گے اور بندے کے دل کے اوپر برسیں گے ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ﴾ (پ۳۰ سورۃ ھمزہ) وہ آگ ایسے چلے گی جیسے گولی جاتی ہے یا میزائل ٹھیک نشانے پر جاتا ہے، اس طرح وہ انگارے بندے کے دل پر جا کر لگیں گے، اللہ تعالی یہ عذاب کیوں دیں گے؟ اسلئے کہ اسنے دنیا میں دوسروں کے دل کو جلایا

تھا اب جہنم میں اسکے دل کو جلایا جائے گا، تو ویل کا تذکرہ اللہ تعالی نے دو جگہ کیا ایک عیب جو بندے کے لئے، اور دوسرا ناپ تول میں کمی کرنے والے کے لئے کہ اسمیں بھی دوسرے بندے کا دل جل رہا ہوتا ہے۔

ایک واقعہ

ہم نے امریکہ میں ایک ایسے بندے کو بھی دیکھا کہ جو بیوی کو بیچ (دریا کے کنارے) لیجاتا تھا اور اسکو ہاتھوں پر دستانے بھی چڑھواتا اور پاؤں کے اوپر اسکو جرابیں بھی پہنواتا اور باقاعدہ نقاب والا برقعہ پہناتا اور خود اسکے ساتھ انڈر ویر (نیکر) پہن کر سمندر کے کنارے وقت گذارتا، اب یہ کتنا بیوقوف انسان ہے کہ بیوی سے تو توقع کرتا ہے کہ ایسے بن کر رہے اور اپنا حال یہ کہ نیکر پہنکر بیچ پر پھر رہا ہے اور غیر محرم عورتوں کو دیکھتا پھر رہا ہے، یہ بھی ناانصافی ہے اور ناپ تول میں کمی کرنے والی بات ہے، مرد اور عورت کے درمیان میزان ہے، اللہ تعالی دیکھیں گے کہ کس نے حقوق کی ادائیگی میں شریعت کی رعایت کی ہے۔

جوڑے بنانے کا مقصد

اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا﴾ ''اور اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم میں سے تمہارے لئے جوڑے بنا دیئے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو'' (پ ۲۱ سورۂ روم ۲۱) تو گویا اسلام میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ شادی کا بنیادی مقصد یہ ہیکہ مرد بیوی کے ذریعہ سے سکون پائے اور بیوی مرد کے ذریعہ سے سکون پائے اور اگر گھر ایسا ہو کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی شکل دیکھنا بھی گوارا نہ کریں بلکہ ایک دوسرے کے عیب ڈھونڈنے میں لگے رہیں، تو یہ پر سکون زندگی کیسے ہوگی؟ پر سکون زندگی شریعت کی نظر میں کامیاب زندگی ہے، لہذا ہر مرد اور عورت دیکھے

کہ گھر میں پرسکون زندگی ہے یا نہیں؟ اور فرمایا ﴿وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً﴾
"میاں بیوی کے درمیان اللہ تعالی نے مودۃ اور رحمت رکھدی" (پ ۲۱ سورہ رُوم ۲۱)

لفظ مودت اور رحمت کا معنیٰ

دو لفظ ہیں (۱) ایک مودت (۲) دوسرا رحمت

جوانی کی عمر میں اگر میاں بیوی کسی وقت جھگڑ بیٹھیں تو دوسرے وقت پیار بھی کرلیں، اس معاملہ کو مودت کا معاملہ کہتے ہیں، لیکن جب بوڑھے ہوجائیں تو اب جنسی تقاضے تو ہیں نہیں، لہذا اب آپس میں رحمت کا معاملہ ہونا چاہیئے کہ اب زندگی کے کئی سال میاں بیوی کی حیثیت سے گذار چکے، اب یہ بچوں کے ماں باپ ہیں اب انکو ایک دوسرے کا لحاظ رکھنا چاہیئے، جس طرح کسی فیکٹری میں کوئی مزدور کام کرے ۲۰/۲۵ سال گذارنے کے بعد مالک بھی اسکے حق کی رعایت کرتا ہے کہ اسنے اتنا وقت کارخانہ میں گذارا ہے لہذا اسکے لئے اسپیشل بینیفٹس (خصوصی منافع) ہوتے ہیں لہذا شریعت نے کہا کہ میاں بیوی نے اکھٹے ایک لمبا عرصہ گذرا، اب ان دونوں کو ایک دوسرے کو اسکا مخصوص حق دینا چاہیئے، چنانچہ بڑھاپے میں بندہ بیمار ہوتا ہے طبیعت کے اندر کچھ جلدبازی آجاتی ہے بچوں والا معاملہ ہوجاتا ہے تو عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ بوڑھاپے میں میاں بیوی زیادہ جھگڑتے ہیں، بلکہ کسی نے تو عجیب کہا:

کہ جب شادی ہوئی تو میں بولتا تھا اور بیوی سنتی تھی،

پھر جب اولاد ہوگئی تو بیوی بولتی تھی اور میں سنتا تھا،

پھر جب ہم دونوں بوڑھے ہوگئے اب ہم دونوں بولتے ہیں اور محلے والے سنتے ہیں تو عام طور پر بوڑھاپے میں میاں بیوی کے جھگڑے زیادہ ہوتے ہیں، شریعت نے کہا کہ انکو رحمت کا خیال رکھنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرنا چاہیئے، اسکی صحت کا، بیماری کا، اسکی عمر کا لحاظ رکھے اور یہ سوچے کہ اسنے زندگی کی جوانی میرے لئے گذرادی، اب یہ عورت میرے لئے قابل قدر ہے، عورت یہ

سوچے کہ شوہر نے اپنی زندگی میرے لئے گذار دی، اب بوڑھاپے میں اسے کیا تکلیف دوں لہذا دونوں ایک دوسرے کا لحاظ کریں، اسی چیز کو شریعت نے رحمت کے ساتھ تعبیر کیا ہے۔

مرد عورت ایک دوسرے کا لباس ہیں

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (پ۲ سورہ بقرہ ۱۸۷) ”کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کے مانند ہیں خاوند بیوی کا لباس اور بیوی خاوند کا لباس“ کیا مطلب؟ اسکے کئی مطلب ہیں:

☆......ایک تو یہ کہ جس طرح انسان کے جسم کے عیب لباس کی وجہ سے چھپ جاتے ہیں، اسی طرح خاوند بیوی کے عیب چھپائے اور بیوی خاوند کے عیب چھپائے ☆......دوسرا یہ کہ لباس کی وجہ سے انسان کی شخصیت خوبصورت معلوم ہوتی ہے، اب ایک آدمی بے لباس ہو تو وہ دوسرے کے سامنے آتے ہوئے شرمائے گا، بے عزت ہوگا، ذلیل ہوگا، تو جس طرح لباس کی وجہ سے اسکو عزت ملی، شان ملی، تو گویا میاں بیوی بھی ایسے ہوں کہ خاوند کی وجہ سے بیوی کی خاندان میں عزت ہو اور بیوی کی وجہ سے خاوند کی خاندان میں عزت ہو۔

☆......تیسری تفسیر جو سب سے زیادہ اچھی لگتی ہے وہ یہ کہ انسان کے جسم کے سب سے زیادہ قریب اسکا لباس ہوتا ہے لباس سے زیادہ قریب اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو یہ تعبیر بتائی کہ جب تم دونوں میاں بیوی بن گئے، اب تمہاری ذات کے سب سے زیادہ قریب تمہاری بیوی ہے اور بیوی کے سب سے زیادہ قریب اسکا خاوند ہے۔ یعنی اتنا قرب کا تعلق ہے دونوں میں کہ جس طرح لباس جسم کے قریب ہوتا ہے میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں اب کسی کو اجازت نہیں کہ ان دونوں کے درمیان فاصلے ڈال سکیں، لہذا شریعت نے بتلایا کہ شب قدر کے اندر ہر گنہگار کی مغفرت ہو جاتی ہے لیکن جو میاں بیوی کے درمیان جدائی

ڈالنے والا بندہ ہوگا اس بندے کی شب قدر میں بھی مغفرت نہیں ہوتی۔

ڈرنے والی بات

اب یہ جدائی ڈالنے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں، مثال کے طور پر کئی دفعہ خاوند کی ماں، یا بہنیں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالتی ہیں اور کئی مرتبہ غیر مرد ایسے ہوتے ہیں کہ عورت کو اپنی طرف مائل کر کے خاوند سے اسکو دور کر دیتے ہیں، اور کئی مرتبہ ایسی بری عورتیں ہوتی ہیں جو شادی شدہ مردوں کو اپنی طرف مائل کر کے بیویوں سے انکو جدا کر دیتی ہیں، تو جو بھی میاں بیوی کے درمیان ایک دوسرے کی جدائی کا سبب بنے گا اللہ تعالی شب قدر میں بھی انکی مغفرت نہیں فرمائیں گے۔

ادیان عالم میں میاں بیوی کے تعلق کو اتنا خوبصورتی کے ساتھ کہیں بیان نہیں کیا گیا جتنا خوبصورتی کے ساتھ قرآن مجید کی اس آیت کے چند الفاظ کے اندر بیان کر دیا گیا ہے کہ ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ عقل والوں کی عقلیں حیران ہیں اور فلاسفر اپنے فلسفے پر سر دھنتے ہیں کہ اسلامی شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو ان چند لفظوں میں اتنا خوبصورتی سے بیان کر دیا کہ لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں بھی انکے سامنے بے معنی ہو کر رہ گئی ہیں۔

مؤمن کامل کی پہچان

نبی ﷺ نے فرمایا: [اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِه] ''ایمان والوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ مؤمن ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ لطف سے زندگی گذارنے والا ہو یعنی ملاطفت سے زندگی گذارنے والا ہو، اب غور کیجئے یہی ملاطفت کا لفظ قرآن پاک کا درمیانی لفظ ہے قرآن پاک میں جہاں اصحاب کہف کا تذکرہ ہے وہاں اللہ پاک

نے فرمایا ﴿ وَلْيَتَلَطَّفْ ﴾ جب اصحاب کہف نے اپنے ساتھی کو کھانا لینے کیلئے بھیجا تو اسکو تلقین کی کہ تم جب بات کرنا تو ملاطفت سے، نرمی سے کرنا، گویا قرآن پاک کے تمام الفاظ میں سے سب سے مرکز اور درمیان کا لفظ یہی ہے "نرمی اور محبت سے برتاؤ کرنا" اور آج کا مسلمان اسی سے محروم ہوتا جا رہا ہے، جہاں ازدواجی زندگی کی بات آئی وہاں بھی شریعت نے اسی لفظ کو استعمال کیا، گویا یہ لفظ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ کامیاب زندگی گذارنے کے لئے یہ بنیادی نکتہ ہے، پیار و محبت کی زندگی گذارنے کو ملاطفت کہتے ہیں۔

دربار رسول ﷺ میں شکایت

نبی ﷺ کی خدمت میں ایک بیوی نے شکایت کی، فرمایا کہ اے اللہ کے محبوب! میرا شوہر چھوٹی چھوٹی بات پر مجھے مارتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

[يظل احدكم يضرب امرأته ضرب العبد ثم يظل يعانقها ولم يستحي] "اسکا چہرہ سیاہ ہو کہ وہ اپنی بیوی کو مارتا ہے ایک غلام کی طرح، پھر اسکا چہرہ سیاہ ہو کہ دوسرے وقت میں اس سے بغل گیر ہوتا ہے اور اس کو شرم بھی نہیں آتی" تو اگر یہ انسان اپنی بیوی کے ساتھ محبت و پیار کے لمحات گذارتا ہے تو اسکو شرم نہیں آتی کہ وہ چھوٹی چھوٹی بات پر بیوی کو مارتا بھی ہے، وہ باندی تو نہیں ہے، وہ بیوی ہے، بیوی اور باندی میں فرق ہوتا ہے، عقلمند کو اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے لہذا یاد رکھنا کہ بیوی کو بندہ نکاح کے ذریعہ خرید نہیں لیتا، اسلئے کہ ماں باپ نے اسکو آزاد جنا ہوتا ہے، وہ نکاح کے ذریعہ مرد کے عقد میں آتی ہے، تا کہ اسکے ساتھ زندگی کی شریک حیات بن کر زندگی گذارے، وہ باندی نہیں، نجاتی، شریعت نے میاں بیوی کے تعلق کو آقا اور باندی کا تعلق نہیں بتایا، بلکہ دو اچھے دوستوں کا تعلق بتایا ہے، کہ میاں بیوی دو محبت کرنے والے دوستوں کی طرح زندگی گذاریں، تاہم انمیں سے شریعت نے فضیلت مرد کو دی کہ جب کبھی دونوں میں

اختلاف رائے ہو جائے تو عورت خاوند کی رائے کو اپنی رائے بنا لے، تا کہ اختلاف کا حل نکل آئے، تا ہم اچھے لوگ ہمیشہ بیویوں کے ساتھ مشورے سے گھر کے امور کو انجام دیتے ہیں۔

جذبات پر قابو ضروری

نبی ﷺ نے کتنی سخت بات فرمائی اس شخص کے لئے جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بیوی پر ہاتھ اٹھا لیتا ہے، اسی لئے کہا گیا کہ "جاہل مرد کا ہاتھ بے قابو ہوتا ہے اور بیوقوف عورت کی زبان بے قابو ہوتی ہے" بلکہ کہنے والوں نے یہ بھی کہا کہ "عورت کی زبان ایسی تلوار ہے جو کبھی زنگ آلود نہیں ہوتی" اور یہ بھی سن لیجئے کہ بدزبان بیوی شوہر کو قبر تک پہنچانے میں گھوڑے کی ڈاک کا کام کرتی ہے، جسکی بیوی بدزبان ہے تو یوں سمجھ لیجئے کہ اس بندے کی زندگی غموں میں گذرتی ہے، ہاں یہ مان لیا کہ بیوی کا تعلق خاوند کے ساتھ ناز انداز کا ہوتا ہے تو کبھی کبھی اسکی باتوں میں ایسی بات آجاتی ہے اس وقت خاوند کو برداشت بھی دل میں رکھنی چاہیئے، لیکن آپس میں محبت و پیار کے ساتھ زندگی گزارنی چاہیئے جب شریعت کا خیال نہیں رکھتے فقط دنیاداری کا خیال ہوتا ہے تو میاں بیوی بجائے محبت کے الٹا نفرت کرنے لگ جاتے ہیں، اس لئے کہنے والے نے کہا کہ ایسے خوش نصیب شوہر کم ہیں جو دن میں ایک بار اپنی بیوی کی جان کو نہ روئیں، اور ایسی بیویاں بھی تھوڑی ہیں جو دن میں ایک بار اپنے شوہر کو نہ کوسیں، جب شریعت وسنت کا خیال ہی نہیں رکھتا تو پھر محبت و پیار کہاں سے ہوگا، اسلئے چاہیئے کہ بیٹیوں کو سورۂ نساء (پ ۴) اور سورۂ نور (پ ۱۸) کی تفسیر پڑھائی جائے تا کہ انکو گھروں کے حقوق کا پتہ چل جائے، اور مردوں کو بھی پڑھنا چاہیئے تا کہ انکو بھی حقوق کا علم ہو جائے۔

عورت پر مرد کے حقوق

(۱) ...... ﴿الرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ "اللہ رب العزت نے

مردوں کو عورتوں پر قوام عطا فرمایا ہے" (پ۵ سورۃ النساء ۳۴) لہذا اگر گھر میں کوئی بھی مسئلہ ہے اور دو تین رائے بن رہی ہیں، شریعت نے عورت کو حکم دیا کہ تم اپنی رائے کو شوہر کی رائے کے مقابلہ میں ختم کردو، لہذا اگر تم خاوند کی رائے کو قبول کرلوگی تو گویا آپ نے قرآن پاک کی اس آیت کو قبول کرلیا، یہاں تک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر سجدہ کرنے کی اجازت غیر اللہ کو ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔

(۲)...... اسی طرح یہ بھی عورت کے لئے ضروری ہے کہ اگر وہ گھر سے باہر نکلنا چاہے تو وہ مرد کی اجازت بغیر نہ نکلے اور نہ اپنے گھر کے اندر مرد کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے دے۔

(۳)...... مال اور عزت میں خیانت نہ کرے، اسلئے کہ اللہ رب العزت اس سے ناراض ہوں گے۔

(۴)...... اولاد کی اچھی تربیت کرنا یہ بھی عورت کی ذمہ داری ہے کہ بچے ماں کے ساتھ زیادہ وقت گذارتے ہیں، اسلئے جب ماں بچپن میں ہی ان بچوں کی تربیت کرے گی تو یہ بڑے ہوکر نیک بنیں گے، بچے کی مثال پگھلی ہوئی دھات کی طرح ہوتی ہے اسکو آپ جس سانچے میں ڈالیں گے اسی کی شکل اختیار کرلیگی تو اگر ماں بچپن سے اسے نیکی سکھائے گی تو بچے بھی نیک بن جائیں گے اور اگر بچپن میں محبت کی وجہ سے انکی تربیت نہ کی تو پھر یہ بڑے ہوکر کسی کی بھی بات نہیں سنیں گے، یاد رکھئے کہ "بچپن کی کوتاہیاں پچپن میں بھی انسان سے زائل نہیں ہوتیں" اسلئے بچپن میں انسان کی تربیت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

(۵)...... حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ جو عورت فرائض کو پورا کرنے والی ہو یعنی روزہ، نماز، ادا کرنے والی ہو، پردے کا لحاظ کرنے والی ہو اور وہ اس حالت میں مرے کہ اسکا خاوند اس سے خوش ہو تو اللہ رب العزت اسکے لئے جنت کا دروازہ کھولدیتے ہیں، اسلئے عورت کو چاہیئے کہ اپنے اندر نیکی پیدا کرے "خوبصورت

عورت کو دیکھنے سے آنکھ خوش ہوتی ہے اور خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوتا ہے" ایک حدیث پاک میں یہ بھی فرمایا گیا کہ جس عورت کا خاوند اس سے ناراض سوئے، تو صبح ہونے تک اللہ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(۶)...... شریعت نے کہا کہ اگر میاں بیوی میں کوئی ان بن ہو بھی جائے تو عورت کو پہل کرنی چاہیئے کہ وہ خاوند کو منالے، یہ بھی بات ذہن میں رکھیئے گا کہ کئی عورتیں ضد کر جاتی ہیں کہ نہیں خاوند ہی ہمیں منائے گا، شریعت کو سامنے رکھ کر اگر ضد چھوڑ دیں گی تو اللہ رب العزت کی رضا پائیں گی، ورنہ آپ ضد پوری کروا کے اپنا دل تو راضی کر لیں گی مگر اللہ رب العزت کا آپ پر غصہ ہوگا، تو شریعت نے کہا کہ اگر خاوند بلاوجہ بھی اپنی بیوی سے ناراضگی کا اظہار کرے تو بیوی کو چاہیئے کہ وہ اپنے خاوند کو منالے، جب وہ اپنے خاوند کو منالے گی تو یوں سمجھے کہ اس نے اپنے پروردگار کی رضاء حاصل کر لی سبحان اللہ۔

عورتوں کے حقوق مردوں پر

مردوں کو یہ یہ حدیث تو یاد ہوتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر سجدہ کرنے کی اجازت غیر اللہ کو ہوتی تو میں بیوی کو حکم دیتا کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے اور یہ یاد نہیں رہتا کہ اللہ نے ہمیں کیا حکم دیا ہے ہم بیویوں کے حقوق کیسے ادا کریں؟

(۱)...... لھذا بیوی کے نان نفقہ کا بوجھ اللہ رب العزت نے خاوند کے اوپر رکھا اسلئے بیوی کو نان نفقہ کے بارے میں کسی غیر کا محتاج نہ بنائے۔

بہت سے خاوند بیوی کو نان نفقہ کے باب میں اپنے ماں باپ کا محتاج بنا دیتے ہیں، یا اپنے بڑے بھائی کا محتاج بنا دیتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ نان نفقہ میں بیوی اپنے خاوند کی محتاج رہے، ہاں خدمت انکی کرے ماں باپ کی حیثیت سے، دوسروں کے ساتھ اچھے رشتہ داروں کا تعلق رکھے مگر اپنی بیوی کو دوسروں کی باندی نہ بنائے، ہم نے تو یہاں تک دیکھا کہ کئی مرتبہ شوہر بیوی کو اتنا

ذلیل کردیتے ہیں کہ گھر کے کسی فرد کے اگر کپڑے استری نہیں کیئے تو اس پر بھی طلاق کی دھمکیاں دیدیتے ہیں، یہ انتہائی جاہل قسم کے خاوند ہوتے ہیں، جن کو شریعت وسنت کا پتہ ہی نہیں ہوتا، تو شریعت نے کہا کہ نان نفقہ کے ادا کرنے میں بیوی کا حق ادا کرنا یہ شوہر کی ذمہ داری ہے، چنانچہ اسکو کوئی چیز چاہیئے یا ضرورت کے لئے پیسے چاہئیں وہ خاوند سے مانگے، ایک دفعہ نہیں بیشک دس دفعہ مانگے مگر کسی تیسرے کا محتاج بنا کر نہ رکھے، محبت کی وجہ سے وہ کسی تیسرے کو وہ مقام دیدے کہ وہ ماں باپ ہیں تو اور بات ہے، لہذا نان نفقہ کے معاملہ میں بوجھ خاوند کے اوپر ہے کہ اسکو خرچہ دے۔

نفقہ کا ایک اہم مسئلہ

یہاں نفقہ کا ایک مسئلہ سن لینا چاہیئے: ایک تو ہے گھر کی عام ضروریات کا خرچہ، یہ ایک علیحدہ چیز ہے، شریعت نے یہ حکم دیا کہ خاوند کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیوی کا خرچہ ماہانہ اپنی حیثیت کے اعتبار سے کچھ متعین کردے، وہ ہر مہینے اپنی بیوی کو دیکر بھول جائے (سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے شریعت کا حکم ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں) اسکا حساب اس سے نہ مانگے، اب عورت کا اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اپنے کپڑے اور جوتوں پر اسکو خرچ کرے اور اگر چاہے تو اپنے بچوں پر اسکو خرچ کرے، یا چاہے تو غرباء پر اسکو خرچ کرے، اسلیئے کہ عورت کا بھی تو دل ہے کہ میں اللہ کے راستے میں اسکو خرچ کروں، ممکن ہے کہ وہ کسی غریب عورت کی امداد کرنا چاہتی ہو، کوئی دکھی عورت اسکے علم میں ہو وہ اس عورت کو کچھ دینا چاہتی ہو یا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا چاہتی ہو، تو عورت کو پھر اختیار ہے کہ وہ اپنے پیسے جو جیب خرچ کے ہیں انکو اپنی مرضی سے خرچ کرے، آج کل چونکہ جیب خرچ متعین نہیں کیا جاتا، لہذا گھر کے خرچے کو عورتیں جیب خرچ ہی سمجھ لیتی ہیں، پھر خاوند جھگڑے کرتے ہیں، کہ تم نے یہ پیسے کدھر کیئے یہ کدھر کیئے، تو بہتر ہے کہ ہم

اپنی زندگی کو شریعت وسنت کے مطابق گذاریں، شریعت یہ نہیں کہتی کہ خاوند پر اتنا بوجھ ڈالے کہ اٹھانہ سکے ہاں جتنا خرچ وہ آسانی سے دے سکتا ہے اتنا خرچ متعین کردے، ممکن ہے کہ وہ اپنے جسم کے لئے، کپڑوں کے لئے، کچھ چیزیں خریدنا چاہے تو اسکو چھوٹی چھوٹی بات میں خاوند کی منتیں تو نہ کرنی پڑے، اسلئے شریعت نے عورت کی عزت کا خیال رکھا کہ اسکی ذاتی ضرورت کیلئے ہروقت شوہر کی محتاج نہ رہے، فقیروں کی طرح ہاتھ نہ پھیلاتی پھرے۔

بیوی کے لئے گھر

خاوند کی ایک ذمہ داری (حق) یہ ہے کہ اپنی بیوی کو سر چھپانے کی جگہ دے، مثال کے طور پر ایک ایسا کمرہ جس میں عورت اپنا سامان رکھ سکے، اور اپنے خاوند کے ساتھ اپنا وقت گذار سکے، یہ خاوند کے اوپر لازم ہے اور اگر اللہ رب العزت نے خاوند کو خوب دے رکھا ہے، تو بیوی کو مکان بنا کر دینا یہ خاوند کی ذمہ داری ہے، ہمارا تجربہ یہ ہے کہ شریعت کے اس حکم میں اتنا حسن ہے کہ اگر ماں باپ کے ساتھ کوئی اپنا گھر لے لیا جائے تو دیکھنے میں تو نظر یہ آتا ہے کہ ماں باپ سے علیحدہ ہو گئے، مگر محبتیں سلامت رہتی ہیں اور زیادہ دیر تک ایک دوسرے کے ساتھ پیار رہتا ہے ایک ہی گھر میں رہ کر کئی دفعہ دلوں میں نفرتیں آجاتی ہیں، اسلئے شریعت نے حکم دیا کہ تم اپنی بیوی کو سر چھپانے کی جگہ دیدو، ہم نے تو کئی جگہ دیکھا کہ نکاح خاوند سے ہوتا ہے اور حکم ساس کا چل رہا ہوتا ہے، یا سسر کا چل رہا ہوتا ہے، اب وہ بوڑھے بندے کیا سمجھیں کہ نوجوانوں کی ضروریات کیا ہیں؟ وہ اپنا حکم چلاتے ہیں، میاں بیوی کے تعلقات کو نہیں دیکھتے، بلکہ ہم نے تو کئی جگہ دیکھا کہ ساس جب دیکھتی ہے کہ خاوند بیوی کا زیادہ خیال کرتا ہے تو خاوند کو بیوی سے متنفر کرنا شروع کر دیتی ہے، کہ یہ ہم سے نہ ٹوٹ جائے، ایسی عورت پرلے درجہ کی جاہل ہوتی ہے، وہ سمجھتی ہی نہیں کہ شریعت نے حکم کیا دیا ہے، ماں کو تو خوش ہونا

چاہیے کہ میرا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ اچھی زندگی گذار رہا ہے۔

تعلقات میں توازن ضروری

میاں بیوی اچھی زندگی گذارنے کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے فرماں بردار بھی بنے رہیں، یہ نہیں کہ بیوی کو تو وہ ہمیشہ غصے میں رکھے اور ماں باپ کی بات مانتا رہے، ماں باپ کے حقوق اپنی جگہ ہیں، میاں بیوی کی زندگی اپنی جگہ ہے، اسمیں توازن رکھنے کی ضرورت ہے، عام طور پر دیکھا یہ گیا کہ جس لڑکی کو خود پسند کرکے بہو بناتی ہے جس لمحہ وہ گھر آتی ہے اسی میں وہ کیڑے نکالنا شروع کردیتی ہے کہتی ہے جی بہو اچھی نہیں، یہ بھی عجیب بات ہے، عام طور پر عورتیں کہتی ہیں کہ جب میں بہو تھی تو ساس اچھی نہ ملی اور جب میں ساس بن گئی تو بہو اچھی نہ ملی، تو اسکا مطلب ہے کہ آپ ہی بڑی اچھی ہو، اسلئے ماں باپ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو خوش دیکھ کر خوش ہوں، یہ نہ ہو کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانا شروع کردیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کا ہوا بنانا شروع کردیں۔

غصے سے اجتناب

میاں بیوی کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے معاملہ میں غصے کو پیچھے رکھیں تحمل مزاجی کا ثبوت دیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (پ ۴ سورۂ آل عمران ۱۳۴) ”وہ غصے کو پی جانے والے ہوتے ہیں، انسانوں کو معاف کردینے والے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت فرماتے ہیں“ لہٰذا جو انسان دنیا میں دوسروں کے ساتھ نرمی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکے ساتھ نرمی کریں گے، اور جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی کرے گا اللہ تعالیٰ اسکے ساتھ سختی فرمائیں گے۔

معافی کی ترغیب

طبرانی شریف کی روایت ہے کہ جو آدمی دنیا میں دوسروں کی غلطیوں کو

جلدی معاف کرنے والا ہوگا، اللہ تعالی قیامت کے دن اسکی غلطیوں کو جلدی معاف فرمادیں گے، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس نے کسی مؤمن کا دل خوش کیا اللہ تعالی اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتے ہیں اور وہ فرشتہ قیامت تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اسکا ثواب اس خوش کرنے والے بندے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے، تو جب عام مؤمن کے دل کو خوش کرنے کا اتنا اجر ہے تو جو خاوند اپنی بیوی کا دل خوش رکھے گا تو اللہ رب العزت کی طرف سے وہ کتنا اجر پائے گا، لہذا اس بات کو دلوں پر لکھ لیجئے کہ "جو خاوند پیار کے ذریعہ اپنی بیوی کا دل نہ جیت سکا وہ تلوار کے ذریعہ بھی نہیں جیت سکتا" اسلئے جب محبت و پیار کی بنیاد ہو تو پھر انسان کی ازدواجی زندگی کامیاب ہوتی ہے۔

زوجین کو تقوی کا حکم

اللہ رب العزت نے جہاں جہاں میاں بیوی کے حقوق کا تذکرہ فرمایا وہاں فرمایا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ﴾ (پ۲ سورہ بقرہ ۲۲۳)

"اللہ سے ڈرنا اور اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو اللہ سے ملاقات کرنی ہے"

کئی مرتبہ میاں بیوی کے اندر جھگڑا کسی اور بات پر ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے اسٹوریاں کچھ اور بنا دیتے ہیں، بیوی سمجھ رہی ہوتی ہے کہ میں خاوند کے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں، مگر خاوند کو نیچا دکھانا چاہتی ہے اسی طرح خاوند سمجھ رہا ہوتا ہے کہ بیوی نیک ہے مگر اسکو نیچا دکھانے کے لئے اسکو زچ کر رہا ہوتا ہے تو جب دل میں بد نیتی ہو تو اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ﴾ اللہ سے ڈرنا ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ﴾ اور جان لو تم نے اللہ سے ملاقات کرنی ہے جو تمہارے دلوں کے بھید جاننے والا ہے" تم اگر بد نیت بنکر عمل کرو گے تو قیامت کے دن تمہاری نیت تمہارے سامنے آجائے گی، اسلئے انسان اپنے دل کی نیت پر نظر رکھے اور دوسروں کو ستانے کے بجائے انکے حقوق پورا کرنے والا بن جائے۔

بیوی راضی اللہ راضی

ہمارے مرشد (حضرت مولانا غلام حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنا واقعہ ایک مرتبہ مردوں کو سنایا اس واقعہ کو پڑھ کر ذرا سمجھنے کی ضرورت ہے، یہ واقعہ انکی وفات سے کچھ پہلے کا ہے، فرمایا: ایک مرتبہ میں وضو کر رہا تھا میری اہلیہ وضو میں میرا تعاون کر رہی تھی، وہ پانی لوٹے میں لیکر آئی وہ پانی ڈال رہی تھی اور میں وضو کر رہا تھا، انکے پانی ڈالنے میں کچھ غفلت سی ہوئی، تو فرمانے لگے کہ میں نے اسکو ڈانٹ دیا، جب میں نے اسے ڈانٹ دیا تو اسکا دل ذرا اداس سا ہو گیا، کہ ایک تو میں خدمت کر رہی ہوں اور اوپر سے مجھے ڈانٹ دیا گیا فرمایا کہ میں نے وضو کیا اور وضو کر کے میں مسجد کی طرف چلنے لگا، اپنے گھر اور مسجد کے درمیان میں جب پہنچا اس وقت میرے دل میں اللہ نے یہ بات ڈالی کہ تو اپنی بیوی کے دل کو تو رنجیدہ کر چکا ایک معمولی سی بات پر، اب تو آ کر مصلے پر کھڑا ہوگا تو تو مجھے کیسے راضی کر سکے گا؟ فرماتے ہیں کہ میں وہیں سے اپنے گھر واپس گیا اور اپنی بیوی سے میں نے معافی مانگی اور جب میں نے انکے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تب واپس آ کر نماز پڑھی، اللہ نے الہام فرمایا کہ میرے پیارے میں تیرے اس عمل کی وجہ سے تجھ سے راضی ہو گیا۔

عجیب واقعہ

حضرت اقدس تھانویؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی کی بیوی سے غلطی ہو گئی، اس نے اسکو اللہ کی بندی سمجھ کر معاف کر دیا، جب یہ آدمی فوت ہوا کسی نے خواب میں دیکھا تو اسنے پوچھا کہ کیا بنا؟ کہنے لگا کہ باقی عمل تو کام کے نہ نکلے بس ایک عمل اللہ کو پسند آ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو نے ایک موقع پر اپنی بیوی کو میری بندی سمجھ کر معاف کر دیا تھا، چل آج میں نے بھی تجھے اپنا بندہ سمجھ کر معاف

کردیا، تو اگر ہم بیوی کی غلطی اور کوتاہی سے درگذر کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے ہماری کوتاہیوں سے درگذر فرمائیں گے، اسکا یہ مطلب نہیں کہ اصلاح کی گھر میں باتیں ہی نہ کرو، یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بیوی ڈش لگواتی ہے، کیبل لگواتی ہے اور بدمعاشیاں کرتی ہے اب اسکو کچھ کہنے سے رک جاؤ، نا نا، شریعت کی حدود کے اندر تو اسے رہنا ہی ہے، حدود کے اندر رہتے ہوئے اسکو ستانا نہیں محبت و پیار کی زندگی گذارنی ہے۔

شادی سبب خانہ آبادی

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ مسلمان عورتوں میں سو میں سے ننانوے لڑکیاں جب شادی کے وقت اپنے گھر سے رخصت ہوتی ہیں تو گھر آباد کرنے کی نیت کے ساتھ گھر سے رخصت ہوتی ہیں، اب یہ خاوند پر منحصر ہے کہ اگر اسنے خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا تو بیوی نے گھر آباد کرلیا اور اگر اس نے بداخلاقی کا مظاہرہ کیا تو گھر برباد کرلیا، لہٰذا یہ خاوند پر منحصر ہے کہ وہ بیوی کو کیسے ڈیل (DEAL) کرتا ہے اسلئے نیک بیوی کی تو ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے۔

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزہ پاؤں

اگر خاوند بیوی کو پیار دینے والا ہو تو اسکو تو صحرا میں بھی گلشن کا مزہ آئے گا۔

میری پیاری ماں

اس عاجز (صاحب خطبات) کی والدہ صاحبہ کی وفات ہوئی انکی عمر تقریباً نوے سال ہو چکی تھی وہ اپنے گھر میں رہتی تھیں اور اس عاجز کا گھر بالکل قریب ہی تھا میری خواہش یہ تھی کہ والدہ صاحبہ کو اپنے پاس رکھوں اس کے لئے ہمیشہ انکی منت سماجت کرتا رہتا، آپ میرے ساتھ ٹھہریں، میں آپ کا سب سے چھوٹا بیٹا ہوں، میرے اوپر احسان فرمائیں ہم میاں بیوی آدھا آدھا گھنٹہ انکے پاؤں دباتے رہتے کہ آپ ہمارے گھر میں رہیں، مگر والدہ ہمارے ساتھ اتنا خوش، اتنا راضی کہ

دعائیں ہی دیتی رہتیں، مگر ہمارے گھر رہنے پر راضی نہیں ہوتی تھیں، ہماری پوری عمر اسی خواہش اور تمنا میں گذر گئی، وفات سے کچھ عرصہ پہلے میں نے تخلیہ میں انکی طبیعت کو خوش دیکھا تو انکے پاؤں پکڑ کر کہا، کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ مجھے یہ سعادت ملے کہ آپ میرے ساتھ میرے اُس گھر میں رہیں، اسوقت پیاری والدہ نے مجھے اپنے دل کی بات کہی اور مجھے حیران کردیا، فرمانے لگیں! بیٹا تمہارے والد مجھے اس گھر میں لے کر آئے تھے، اب وہ فوت ہوگئے، میرا دل چاہتا ہے کہ میرا جنازہ اسی گھر سے نکلے، میں حیران ہوگیا، کہ نوے سال کی عمر میں بھی انکو اس بات کا خیال تھا کہ خاوند مجھے جس گھر میں لایا تھا اب میرا جنازہ اسی گھر سے باہر نکلے، تو اگر خاوند پیار دیگا تو بیوی تو زندگی اس پر خرچ کردے گی۔

چمن کا رنگ گو تو نے سراسر اے خزاں بدلا
نہ ہم نے شاخ گل بدلی نہ ہم نے آشیاں بدلا

اسلئے نیک بیویاں تو خاوند کے فوت ہونے کے بعد بھی اسکا پاس اور لحاظ رکھا کرتی ہیں

گر کی بات

چند باتیں جو میاں بیوی کے یاد رکھنے کی ہیں اور اس بیان کا نچوڑ ہیں

(۱)...... ﴿تحمل اور بردباری کی وجہ سے زندگی کامیاب گذرتی ہے﴾ عام طور پر دیکھا گیا کہ جہاں محبت پتلی ہوتی ہے وہاں عیب موٹے نظر آتے ہیں اور جہاں محبت موٹی ہوتی ہے عیب پتلے نظر آتے ہیں، تو اگر خاوند کو بیوی میں عیب موٹے نظر آئیں تو سمجھ لے کہ میرے دل میں اسکی محبت پتلی ہے اور اگر بیوی کو خاوند کے عیب موٹے نظر آئیں تو وہ بھی سمجھ لے کہ محبت پتلی ہے، جہاں محبت موٹی ہوجائے گی وہاں عیب خود بخود پتلے ہوجائیں گے۔

(۲)...... ﴿محاذ آرائی نہ کرے﴾ ذرا سی بات کو پکڑ کر محاذ آرائی نہ کریں کہ ذرا سی بات ہوئی اور اسکو موضوع بنالیا، اب بیوی بھی ضد پر آگئی اور خاوند بھی ضد پ

آ گیا یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے، اپنی باتوں کو ہمیشہ افہام اور تفہیم کے ذریعہ سلجھانے کی کوشش کریں کسی اچھے وقت کا انتظار کریں کہ جب بیوی کا دماغ ذرا خاوند کی طرف متوجہ ہوگا اور بات سننے کیلئے تیار ہوگی، اس وقت اسکو بات کہیں، تو بات سمجھ لے گی، کسی عارف نے کہا۔

شنیدم کہ مردان راہ خدادلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام کہ بادوستان ست خلاف است وجنگ

[ہم نے تو یہ سنا کہ اللہ والے غیروں کے بھی دل کو تنگ نہیں کرتے، تجھے یہ مقام کہاں سے حاصل ہوگا کہ تو تو اپنوں سے برسرپیکار ہے]

تو جو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑ رہے ہوں انہیں سوچنا چاہیئے کہ اللہ نے ہمیں کیا تعلق دیا؟ اور ہم کرتے کیا پھر رہے ہیں، تو محاذ آرائی سے بچنا چاہیئے، ایک دوسرے کی ستر پوشی کرنا چاہیئے، اسلئے کہ میاں بیوی جو ٹھہرے، ہم نے تو یہاں تک سنا کہ کئی دفعہ جوان جوڑے غلطی کر جاتے ہیں خاوند اپنی بہنوں میں بیٹھ کر بیوی سے مذاق کرتا ہے، یا بیوی اپنے گھر والوں کے سامنے خاوند سے مذاق کر جاتی ہے، یہ انتہائی بیوقوفی کی بات ہے، یہ دونوں تو ایک دوسرے کے محافظ ہیں انکو تو ایک دوسرے کا خیال کرنا چاہیئے۔

دنیا کی بات چھوڑیئے دنیا تو غیر تھی
تم نے بھی کچھ خیال ہمارا نہیں کیا

تو میاں کو بیوی کا خیال کرنا چاہیئے اور بیوی کو میاں کا، اور اگر خاوند چاہتا ہے کہ بیوی محبت سے رہے تو خاوند کو بھی چاہیئے کہ وہ بیوی کے ساتھ محبت سے رہے [لَا یُؤمِنُ اَحدُکُم حتیٰ یُحِبَّ لِاَخِیہِ مایُحِبُّ لِنَفسِہِ] "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں عام مومنوں کے بارے میں، کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے بھائیوں کے لئے وہی پسند نہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو" تو جب ایک دوسرے کے ساتھ اچھا بن کر رہیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انکے کاموں میں برکت عطا فرمائیں گے

سکون کس جگہ؟

قرآن پاک میں تین چیزوں کے بارے میں سکون کا لفظ استعمال ہوا ہے
(۱)...... جہاں بیوی کا تذکرہ ہوا فرمایا ﴿لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا﴾ "تم اس سے سکون پاؤ"
(۲)...... جہاں پر گھر کا تذکرہ ہوا قرآن پاک میں وہاں فرمایا ﴿وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا﴾ "کہ تمہیں گھر میں رہنے سے سکون ملتا ہے"
(۳)...... اور تیسرا جہاں رات کا تذکرہ ہوا، قرآن مجید میں وہاں سکون کا تذکرہ کیا فرمایا ﴿وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ سَكَنًا﴾ "ہم نے رات کو تمہارے لیے سکون کی چیز بنایا"

تو معلوم ہوا کہ جو مرد اپنے گھروں میں اپنی بیویوں کے ساتھ رات گذارتے ہیں قرآن کے حساب سے اللہ تعالیٰ انہیں تین گنا ثواب عطا فرماتا ہے اور جنکو باہر وقت گذارنے کی عادت ہوتی ہے وہ سکون سے ہمیشہ خالی رہا کرتے ہیں، تاہم کچھ ایسے بھی گھرانے ہوتے ہیں جہاں پر ازدواجی تعلقات کچھ اچھے نہیں ہوتے، کہیں بیوی کی غلطی، کہیں میاں کی غلطی، کہیں دونوں کی غلطی۔

ایک قیمتی عمل

ایک عمل کی اجازت سب مستورات کو دی جاتی ہے وہ پڑھنا شروع کردیں جتنی عورتیں شادی شدہ ہیں وہ تو ضرور ہی پڑھیں، لیکن جو بڑی عمر کی بچیاں ہیں سمجھدار ہیں، وہ بھی پڑھیں، جب اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر انکے گھر کو آباد کریں گے تو انشاءاللہ انکو خوشیاں نصیب ہوں گی، اس عمل کی اجازت ایک بزرگ نے اس عاجز کو دی اور اب تک ہزاروں انسانوں کو یہ عمل بتانے کے بعد یہ عاجز اس نتیجہ پر پہنچا کہ اللہ رب العزت نے سب کی پریشانیوں کو دور کردیا اور گھر میں سکون کی زندگی نصیب ہوگئی، تو آپ بھی یہ عمل شروع کردیجئے:

عمل یہ ہے کہ آپ جب بھی کوئی نماز پڑھیں فرض ہو، واجب ہو، نفل ہو،

اسکی آخری التحیات میں (یعنی دو رکعت کی تو ایک ہی التحیات ہوتی ہے) لیکن چار رکعت میں تو دو مرتبہ التحیات میں بیٹھتے ہیں تو آخری التحیات جسمیں آپ نے سلام پھیرنا ہوتا ہے اسمیں جب آپ ربنا آتنا یا کوئی بھی دعاء پڑھتی ہیں اور سلام پھیرنے لگتی ہیں اس وقت سلام پھیرنے سے پہلے آپ یہ دعاء بھی پڑھا کریں ﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾ (پ۱۹ الفرقان) اس دعاء کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ آپ گھر کے سارے افراد کو آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیں گے، اسکی اجازت ان تمام عورتوں کو ہے جو یہ آواز سن رہی ہیں، اللہ تعالیٰ برکتیں عطا کرے اور گھروں میں سکھ سکون کی زندگی نصیب کرے۔

کامیابی کا راز

حوصلے بڑے رکھنے چاہئیں انگلش کا ایک فقرہ ہے

[To run a big Show one shold have abig heart]

جب بڑا گھر چلانا ہو اور کامیاب چلانا ہو تو پھر میاں بیوی دونوں کو دل بڑے رکھنے چاہئیں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنا نہیں چاہیے، اسمیں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ میاں بیوی دونوں کو چاہیئے کہ وہ آپس میں یہ بات طے کرلیں کہ بیوی خاوند کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے کی ذمہ دار ہو اور خاوند بیوی کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات کا ذمہ دار ہو، یعنی جہاں خاوند کے رشتہ داروں کی بات آئے، اسکی بہنوں کی، والدہ کی، والد کی، اسکی بھائیوں کی، دوسرے رشتہ داروں کی، تو بیوی اپنی ذمہ داری سمجھے کہ مجھے خاوند کے رشتہ داروں کا بھلا سوچنا ہے، انکے ساتھ اچھا سلوک رکھنا ہے، انکے دلوں کو خوش رکھنا ہے، اور جہاں بیوی کے رشتہ داروں کا تذکرہ آیا بیوی کے ماں باپ، بھائی بہن، رشتہ داروں کا، تو وہاں خاوند اپنی ذمہ داری سمجھے کہ مجھے ان کو خوش رکھنا ہے، جب بیوی خاوند کے رشتہ داروں کو خوش رکھے گی اور خاوند بیوی کے رشتہ داروں کو خوش رکھے

گا، تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپس میں خوش رہنے کی توفیق عطا فرمائیں گے، عام طور پر غلطی یہ ہوتی ہے کہ خاوند اپنے رشتہ داروں کو تو خوش رکھتا ہے لیکن بیوی کے رشتہ داروں کی پرواہ ہی نہیں کرتا، یعنی بیوی کو گھر لیکر آیا اور بارہ سال سے بیوی کو گھر ہی نہیں بھیجا ذرا سوچیے کہ اگر اسکے اپنے ساتھ یہی ہوتا، کہ اسکو کوئی بارہ سال تک اپنے ماں باپ سے نہ ملنے دیتا تو اس پر کیا گذرتی ؟ تو بیوی تو گویا انسان ہی نہیں، اسکا تو دل ہی نہیں کہ وہ اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں سے جا کر مل آئے! یہ کتنے تعجب کی بات ہے، تو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

جھگڑا کیوں ہوتا ہے؟

میاں بیوی عام طور پر ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں لڑتے ہمیشہ کسی تیسرے کی وجہ سے لڑتے ہیں، یا خاوند کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی وجہ سے لڑتے ہیں، یا بیوی کے ماں باپ، بہن بھائیوں کی وجہ سے لڑتے ہیں، کہیں بیوی کی ماں اسکو سکھا رہی ہوتی ہے اور کہیں خاوند کی ماں اسکو سکھا رہی ہوتی ہے، کہیں خاوند کا باپ آڑے آرہا ہوتا ہے اور کہیں بیوی کا باپ ضد کر کے بیٹھا ہوتا ہے، تو میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کی وجہ سے نہیں لڑتے، ہمیشہ تیسرے کی وجہ سے لڑتے ہیں، جب تم دونوں ایک دوسرے کے لئے لباس کے مانند ہو تو تم تیسرے کو درمیان میں آنے ہی کیوں دیتے ہو؟ آپس کے معاملات خود طے کرلو، ماں باپ کو بتاؤ کہ ہم خوشی سے زندگی گذار رہے ہیں، ماں باپ کو درمیان میں آنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی، تو میاں بیوی کو عقلمندی کے ساتھ ایسی زندگی گزارنی چاہیئے کہ انکی زندگی دنیا ہی میں جنت کا نمونہ بن جائے۔

زوجین کے دو ماں باپ

شریعت کا ایک مسئلہ ہے کہ نکاح سے پہلے خاوند کا ایک باپ اور اسکی

ایک ماں ہوتی ہے، لیکن نکاح کے بعد اب اسکی دو ماں اور دو باپ ہو گئے، یعنی اسکی ساس ماں ہے اور اسکے سسر اسکے باپ کے مانند ہیں، اسی طرح شادی سے پہلے لڑکی کی ایک ماں اور ایک باپ، لیکن جب نکاح ہو گیا اب اسکے دو باپ ہیں اور دو مائیں ہیں، یعنی ساس اور سسر لڑکی کے لئے ماں اور باپ کی طرح ہیں، یاد رکھئے جس لڑکی نے ساس اور سسر کو ماں باپ کی طرح دیکھنا شروع کر دیا اسکی کبھی بھی انکے ساتھ بات خراب نہیں ہو سکتی، بات اسوقت خراب ہوتی ہے جب اپنے ماں باپ کو تو ماں باپ سمجھتی ہے اور خاوند کے ماں باپ کو ساس اور سسر سمجھ رہی ہوتی ہے، اسی طرح ساس اپنی بیٹی کو بیٹی سمجھ رہی ہوتی ہے اور بہو کو بہو سمجھ رہی ہوتی ہے، اس نے جس دن بہو کو اپنی بیٹی کی نظر سے دیکھنا شروع کر دیا اس دن سے گھر کے جھگڑے ہی ختم ہو جائیں گے، ہم نے تو دیکھا کہ ماں اپنی بیٹی کے عیب تو چھپاتی پھرتی ہے اور اگر وہی غلطی بہو سے ہو جائے تو اسکو اچھالتی پھرتی ہے، یہ کتنی بیوقوفی کی بات ہے، تو بہو بھی بیٹی کے مانند ہوتی ہے لہذا ماں کو چاہیئے کہ وہ اس بیٹی کا بھی خیال کرے، عورتوں کو دیکھا کہ دکھی پھر رہی ہوتی ہیں کہ میرا داماد میری بیٹی کو خوش نہیں رکھتا، جبکہ یہ خود اپنی بہو کو گھر میں خوش نہیں رہنے دیتی، جب آپ اپنی بہو کو اپنے گھر میں خوش نہیں رہنے دیتیں تو اللہ تعالی تیرے دل کو تکلیف دیتے ہیں تیری بیٹی کو ناخوش کر کے، جب ہم دوسروں کی بیٹی کا دل دکھائیں گے، تو پھر اللہ تعالی ہمارے دلوں کو کیسے خوش رکھیں گے؟ اسلئے جن کی عمریں بڑی ہوں اور جو ماں باپ کے درجے کی ہوں انکو اپنے رتبے کا لحاظ رکھنا چاہیئے، تو شادی سے پہلے ایک ماں اور ایک باپ اور شادی کے بعد دو ماں اور دو باپ، ہمیشہ ساس اور سسر کو ماں باپ کا رتبہ دو۔

بیوی بیٹی کے مانند

اچھا دیکھئے یہی بیوی جب اپنے ماں باپ کے گھر میں ہوگی اور ماں اسکو

الٹی سیدھی بات کہہ دے، یا تھپڑ لگا دے، تو یہ کسی کو نہیں بتائے گی، کہ ماں نے مجھے تھپڑ لگایا، لیکن ساس اگر نرم بات بھی کر دے تو اسکو وہ گرم بات نظر آئے گی، تو گویا اس نے ماں اور ساس میں فرق رکھا، تو لڑکی کو چاہیئے کہ وہ ساس کو ماں کا درجہ دے اور ساس کو چاہیئے کہ وہ بہو کو بیٹی کا درجہ دے۔

میاں بیوی غصے کے وقت کیا کریں؟

جب میاں بیوی میں سے کوئی ایک غصے میں ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ وہ اس وقت خاموشی اختیار کرے، کہ کئی مرتبہ خاموشی بہترین جواب ہوتا ہے، ہمیشہ ڈٹے رہنے اور اڑے رہنے سے مسئلے حل نہیں ہوتے، خاموش رہنے سے مسئلے جلدی حل ہو جاتے ہیں اور کسی وقت اگر بیوی غصے میں ہے تو خاوند کو چاہیئے کہ وہ موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لے، دوسرے وقت میں وہ خود معافی مانگ لے گی، دونوں کا ایک وقت میں غصے میں آ جانا یہ گھر برباد ہونے کی نشانی ہوتی ہے، اسلئے حدیث پاک میں فرمایا: کہ جو خاوند اپنی بیوی کی تکلیف پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اسکو صبر ایوب کا ثواب عطا فرمائیں گے اور اور جو بیوی خاوند کی ایذاء پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اسکو بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کا اجر عطا فرمائیں گے۔

مثبت اور منفی سوچ کا فرق

اور ایک سب سے بڑی بات یہ کہ منفی سوچ سے بچیں مثبت سوچ پر کار بند رہیں، یہ منفی سوچ زہر کی مانند ہے یہ انسان کے دل کو اجاڑ دیتی ہے اور شیطان ہمیشہ میاں بیوی کے درمیان منفی سوچ پیدا کر کے ہی گھروں کو توڑ دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے، تو آپ منفی سوچ نہ آنے دیں، جب آپ کے اندر منفی سوچ آ گئی اب گھر کبھی آباد نہیں ہو سکتا، دیکھئے ایک مثال: ایک شخص کہتا ہے کہ: لوگ پریشان ہوتے ہیں کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں، اور میں خوش ہوتا ہوں کہ کانٹوں

کے ساتھ ہمیشہ پھول ہوا کرتے ہیں، تو جس نے کہا کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں یہ منفی سوچ ہے، اور جس نے کہا کہ دیکھو کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہوتے ہیں یہ مثبت سوچ ہے، تو ہم مثبت سوچ رکھیں اور منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں، اسلئے کہ منفی سوچ گھر برباد کر دیتی ہے۔

منفی سوچ کا ایک واقعہ

ابوالحسن خرقانیؒ ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ تھے لیکن انکی ایک آزمائش تھی کہ انکے گھر میں بیوی بڑی تیز طرار تھی، وہ اس پر صبر کرتے تھے اور اس صبر پر اللہ نے انکو ولایت عطا فرما دی تھی، چنانچہ ایک مرتبہ ایک مرید ان سے ملنے کیلئے آیا، اس نے گھر جا کر پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا کہ کون حضرت؟ کہاں کے حضرت؟ اس نے کہا کہ جی میں ان سے ملنے کے لئے آیا ہوں، جواب دیا کہ جاؤ وہاں کہیں جنگل میں بیٹھے ہوں گے، وہیں مل لو، مرید سمجھ گیا کہ معاملہ ذرا نازک سا ہے، چنانچہ وہ حضرت کو ملنے جنگل میں آیا، مگر کیا دیکھتا ہے کہ حضرت شیر کے اوپر سوار ہو کر آرہے ہیں، یہ ایک کرامت تھی جو اللہ نے ظاہر کر دی، اب جب اسنے یہ دیکھا کہ حضرت تو جنگل میں شیر پر سواری کر رہے ہیں اور گھر میں بیوی ان پر سواری کر رہی ہے سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جب حضرت انکو ملے تو حضرت نے بھی پہچان لیا اور فرمایا کہ دیکھو میں گھر میں بیوی کی اس تکلیف کا بوجھ اٹھاتا ہوں، اللہ تعالی اس شیر کو میرا بوجھ اٹھانے پر لگا دیتے ہیں، تو جب یہ بات بتائی تو وہ مرید تو رخصت ہوا لیکن جب حضرت گھر کو آنے لگے تو دعاء مانگی کہ اے اللہ! یہ عورت بہت ہی زیادہ غصے والی ہے اور تیز طرار ہے، اے اللہ کوئی ایسا معاملہ ہو کہ یہ عقیدت والی بن جائے تاکہ دین کے کام میں رکاوٹ نہ رہے، چنانچہ اللہ تعالی نے انکو ایک کرامت بخشی کہ وہ ہوا میں اڑنے لگ گئے اور اڑتے اڑتے اپنے گھر کے اوپر سے گذرے، جب واپس گھر آئے تو گھر میں داخل ہوتے ہی بیوی نے استقبال کیا کہ

بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو، اور بڑے ولی بنے پھرتے ہو، ولی تو وہ تھا جسے میں نے آج ہوا میں اڑتے دیکھا، حضرت نے اسکی بات سن کر کہا کہ اللہ کی بندی وہ میں ہی تو تھا جو یہاں سے اڑکر گذر رہا تھا، میں نے ہی اللہ سے یہ دعاء مانگی تھی جب بیوی نے یہ سنا تو تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگی اچھا آپ تھے، انہوں نے کہا ہاں ہاں میں ہی تھا، کہنے لگی میں بھی سوچ رہی تھی کہ ٹیڑھا کیوں اڑ رہا ہے! اب سوچیے کہ گھر کیوں کر آباد ہو، لہذا منفی سوچ سے بچنے کی کوشش کریں اور مثبت سوچ رکھیں۔

مثبت سوچ کی ایک مثال

اب ذرا مثبت سوچ کی بھی ایک بات یاد رکھ لیجئے، ایک حافظ قرآن، مقری گذرے ہیں، انکا چہرا بہت زیادہ کالا تھا اور شکل ذرا انوکھی سی تھی، مگر اللہ تعالی نے انکو آواز ایسی دی تھی کہ سبحان اللہ جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو دل حیران ہو جاتے تھے، ایک بہت خوبصورت لڑکی تھی اللہ پاک نے اسکے سینے میں قرآن کا عشق رکھا تھا جب اس نے اس کا قرآن سنا تو اسنے اپنے ماں باپ سے خواہش ظاہر کی کہ میرا نکاح انکے ساتھ کر دیا جائے یہ قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ میرا دل خوش ہو جاتا ہے میں ساری زندگی انکی قدر کروں گی، خدمت کروں گی، چنانچہ انکا نکاح ہو گیا، اب بیوی اتنی خوبصورت کہ لاکھوں میں کوئی ایک اور خاوند کی شکل ایسی انوکھی کہ ایسا انوکھا بھی لاکھوں میں کوئی ایک، مگر دین کی نسبت پر رشتہ ہو گیا، زندگی گذرنے لگ گئی، ایک موقع پر خاوند نے بیوی کی طرف دیکھا تو مسکرایا، بیوی اسکو دیکھ کر کہنے لگی کہ ہم دونوں جنتی ہیں، اسنے پوچھا یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، بیوی نے کہا کہ جب آپ مجھے دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، شکر ادا کرتے ہیں، اور جب میں آپ کو دیکھتی ہوں تو صبر کرتی ہوں، اور شریعت کا حکم ہے کہ صبر کرنے والا بھی جنتی ہے اور شکر کرنے والا بھی جنتی ہے۔

مرنے سے پہلے ایکدوسرے کی قدر کریں

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میاں اور بیوی ایک دوسرے کے قریب رہ کر

ایکدوسرے کی قدر کریں، ہم نے دیکھا کہ بیوی خاوند کی برائیاں کرتی رہتی ہے اور جب فوت ہوجاتا ہے تو پھر روتی پھرتی ہیں کہ بہت اچھا آدمی تھا میرا بھی خیال کرتا تھا، بچوں کا بھی خیال کرتا تھا، اب تعریفیں شروع ہوگئیں، اسی طرح خاوند بیوی کے قریب رہ کر بیوی کی برائیاں کرتا رہتا ہے اور جب وہی بیوی فوت ہوجاتی ہے تو بیٹھ کر روتا ہے کہ بڑی اچھی تھی، بچوں کا بڑا خیال کرتی تھی میرا خیال کرتی تھی تو مرنے کے بعد دوسرے کی قدر کرنے کے بجائے زندگی میں ایک دوسرے کی قدر کرنا سیکھیں، اسلئے شریعت نے لو میرج (LOVE MARRIAGE) کی بجائے لو آفٹر میرج (LOVE AFTER MARRIAGE) کا تصور پیش کیا ہے، جب شادی ہوگئی نکاح ہوگیا اب میاں بیوی جتنی بھی محبت کا وقت گذاریں گے اللہ رب العزت کی طرف سے اتنا ہی اجر پائیں گے۔

لہذا اگر ایک ناراض ہوجائے تو دوسرا منالے اور اس منانے کو اپنی شکست نہ سمجھے بلکہ جیت سمجھے کہ میں نے روٹھے ہوئے کو منا کر بازی جیت لی کہ اپنے گھر کو آباد رکھا کسی نے کتنی اچھی بات کہی ۔

اتنے اچھے موسم میں روٹھنا نہیں اچھا
ہار جیت کی باتیں کل پہ ہم اٹھا رکھیں

آج دوستی کرلیں، تو جب ہار جیت کی باتیں بعد پر چھوڑ دیں اور محبت و پیار کی باتیں کرتے رہیں تو پھر انسان کی زندگی اچھی گذرتی ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پیالے میں پانی پی رہی ہیں (دیندار مرد ذرا اس واقعہ کو غور سے سنیں کہ نبی علیہ السلام کی ازدواجی زندگی کیسی تھی) چنانچہ آپ مسکراتے چہرے کے ساتھ آئے اور دور سے فرمایا حمیرا! نام تھا عائشہ صدیقہ مگر فرمایا حمیرا یہاں سے ایک مسئلہ نکلا بیوی کا پیار کی وجہ سے کوئی نام رکھ لیا جائے، جو بیوی کو بھی پسند ہو، خاوند کو بھی پسند ہو تو یہ سنت ہے تو آپ نے فرمایا حمیرا تم کچھ پانی میرے لئے بھی بچا دینا، اب جھوٹا

پانی اگر نبی علیہ السلام کا ہوتا اور حضرت عائشہؓ پیتیں تو یہ بچتا تھا لیکن اللہ کے محبوب کائنات کے لئے رحمت بنکر آئے وہ رحمۃ للعالمین اپنی زوجہ سے فرماتے ہیں کہ عائشہ! تم اپنا کچھ پانی میرے لئے بچا دینا، تو انہوں نے پانی بچا دیا، نبی علیہ السلام قریب تشریف لائے اور پیالہ اپنے ہاتھوں میں لیا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ پیالہ ہاتھ میں لیکر آپ رک گئے اور آپ نے پوچھا حمیرا تم نے کس جگہ اپنے لب لگا کر پانی پیا تھا، چنانچہ عائشہ صدیقہؓ نے پیالہ کی جگہ پر انگلی رکھی کہ اے اللہ کے نبی میں نے تو اس جگہ منہ لگا کر پانی پیا تھا حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے پیالے کے رخ کو پھیرا اور اسی جگہ آپ نے اپنے لب مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا جب خاوند بیوی کو ایسا پیار دے گا، تو اسکا دماغ خراب ہے کہ وہ گھر آباد نہیں کرے گی، تو ہم اپنے ہاتھوں سے گھروں کو اجاڑتے ہیں اور شریعت وسنت کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو مسکرا کر دیکھتا ہے اور بیوی خاوند کو مسکرا کر دیکھتی ہے تو اللہ رب العزت دونوں کو مسکرا کر دیکھتے ہیں، اگر یہ حدیثیں ہمارے سامنے رہیں گی تو ہمارا گھر تو دنیا میں جنت کا مزہ دینے لگ جائے گا اللہ رب العزت ہمیں اچھی ازدواجی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فرصت زندگی کم ہے محبتوں کے لئے
لاتے ہیں کہاں سے وقت لوگ نفرتوں کیلئے

یہ زندگی اتنی تھوڑی ہے پیار میں بندہ گذارنا چاہے تو بھی وقت تھوڑا ہے اس تھوڑے وقت میں پتہ نہیں نفرتوں کے لئے کہاں سے وقت نکل آتا ہے، اللہ تعالی نفرتوں سے محفوظ فرمائے محبت و پیار والفت بھری زندگی عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(القرآن الکریم)

انسان کی تربیت اور ترقی میں عورت کا کردار

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی زید مجدہ

فہرست عناوین

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

☆طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ ''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان عورت مرد پر فرض ہے'' تو علم کی طلب جس طرح مرد کے لئے بھی لازمی ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی لازمی ہے، بلکہ یہ عاجز تو یوں کہتا ہے کہ اگر کسی آدمی کے دو بچے ہوں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور اس کے وسائل اتنے ہوں کہ دونوں میں سے ایک کو تعلیم دلوا سکتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ وہ بیٹی کو تعلیم پہلے دلوائے اس لئے کہ

''مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا''

● جب عورتوں میں دینی تعلیم عام ہوگی تو پھر آئندہ نسلوں کی تربیت اچھی ہوگی بلکہ آپ غور کریں تو اس امت کے ہر کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا، کبھی بیوی کی شکل میں، کبھی بہن کی شکل میں، کبھی ماں کی شکل میں اور کبھی بیٹی کی شکل میں۔

.....﴿از افادات﴾.....

حضرت مولانا

پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مدظلہ

باسمہٖ تعالٰی

الحَمْدُ لِلّٰہِ وکفٰی وسلامٌ علٰی عِبادِہِ الَّذِینَ اصطفٰی امّا بعد!

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرجیم ، بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (پ۱۴، سورہ النحل، آیت ۹۷)

"جو شخص کوئی نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دیں گے، اور ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر دیں گے"۔

سبحان ربِّکَ ربِّ العزّۃِ عما یصفُونَ وَسلامٌ علَی المُرسَلینَ والحَمدُ لِلّٰہِ ربِّ العَالَمِینَ

اللّٰھم صلِّ علٰی محمدٍ وعلٰی آلِ سیدِنا محمد وبارِکْ وسلِّمْ

اللّٰھم صلِّ علٰی محمدٍ وعلٰی آلِ سیدِنا محمد وبارِکْ وسلِّمْ

اللّٰھم صلِّ علٰی محمدٍ وعلٰی آلِ سیدِنا محمد وبارِکْ وسلِّمْ

حقیقی بندہ کون؟

انسان اس دنیا میں چندروز کا مہمان ہے نہ یہ اپنی مرضی سے دنیا میں آیا ہے اور نہ یہ اپنی مرضی سے دنیا سے واپس جاتا ہے، اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ یہ درمیانی وقفہ میں اپنی من مانی زندگی گذارے جس مالک وخالق نے اسے پیدا کیا جس کے حکم سے یہ دنیا میں آیا، اور جس کے حکم سے یہ دنیا سے واپس جائے گا اگر اسی کے حکموں کے مطابق زندگی گذارے گا تو فلاح پائے گا، مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ رب العزت کی یاد ہے، حقیقی معنوں میں بندہ وہی ہوتا ہے، جس میں بندگی ہو ورنہ تو اسراسر گندہ ہوتا ہے، جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے۔

اللہ کا قرب مرد وزن کے لئے

اللہ رب العزت نے مرد اور عورت دونوں کے لئے اپنے قرب کے دروازہ کو کھولدیا ہے، ارشاد فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً "جوکوئی بھی ایمان لائے اور نیک اعمال کرے ہم اس کوضرور بالضرور پاکیزہ زندگی عطا کریں گے"

عام طور پر عورتوں میں یہ تأثر دیکھا گیا وہ سمجھتی ہیں کہ ولایت کے درجات کو پانا یہ تو مردوں کا کام ہے، عورتیں تو فقط اپنا نماز روزہ کریں، گھرداری کے کام میں مصروف رہیں یہی ان کی زندگی ہے، اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اس امت کی خواتین نے دینی میدان میں بھی بہت ترقی کی اور علم کے میدان میں بھی انہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی، عورتوں کے اندر دین کا کام کرنے میں انہوں نے شب وروز محنت کی اور ولایت کے درجات پانے میں بھی وہ مردوں سے پیچھے نہ رہیں، اللہ رب العزت کا قرب حاصل کرنا، اس کی معرفت حاصل کرنا، اس کی رضاء حاصل کرنا، یہ جس طرح مردوں کے لئے ضروری اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے، اور یہ تبھی ممکن ہے، جب انسان دین کا علم حاصل کرے اور اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کرے۔

تحصیل علم کا حکم دونوں کے لئے

چناں چہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان عورت مرد کے اوپر فرض ہے" تو علم کی طلب جس طرح مرد کے لئے لازمی ہے اسی طرح عورت کے لئے بھی ضروری ہے، بلکہ یہ عاجز تو یوں کہتا ہے کہ اگر کسی آدمی کے دو بچے ہوں،

ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور اس کے وسائل اتنے ہوں کہ دونوں میں سے ایک کو تعلیم دلوا سکتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ وہ بیٹی کو تعلیم پہلے دلوائے، اس لئے کہ ''مرد پڑھا فرد پڑھا، عورت پڑھی خاندان پڑھا'' تو جب عورتوں میں دینی تعلیم عام ہوگی تو پھر آئندہ نسلوں کی تربیت بھی اچھی ہوگی، بلکہ آپ غور کریں تو اس امت کے ہر کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا کبھی بیوی کی شکل میں، کبھی بہن کی شکل میں، کبھی ماں کی شکل میں اور کبھی بیٹی کی شکل میں، اس امت کے کاملین میں سے آپ کسی کی بھی زندگی کو دیکھ لیجئے، آپ کو ہمیشہ اس کی شخصیت کے پیچھے کسی نہ کسی عورت کا تعاون نظر آئے گا، اس کی تربیت نظر آئے گی۔

کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا کردار

ایک کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا کبھی بیوی کی شکل میں، کبھی ماں کی شکل میں کبھی بہن کی شکل میں اور کبھی بیٹی کی شکل میں اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

مثال (۱):...... نبی ﷺ اللہ رب العزت کے محبوب سید الاولین ہیں، سید الآخرین ہیں، امام الملائکہ ہیں آپ کو اللہ رب العزت نے وہ شان بخشی:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

لیکن جب آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے تو آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو، چناں چہ جبرئیل کو آپ نے پہلی مرتبہ اس شکل میں دیکھا تھا وحی اترنے کا پہلی مرتبہ تجربہ ہوا تھا نبی کے دل پر ایک خوف سا طاری تھا، ایک ہیبت سی طاری تھی، تو آپ نے فرمایا خشیت علی نفسی کہ مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہے ایسے وقت میں آپ کی اہلیہ محترمہ نے آپ کو تسلی کی باتیں کہیں اور فرمایا کَلَّا ہرگز نہیں اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ''اے محبوب! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں''

وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْم وتقری الضیف وتَحْمِلُ الکل وتعین علی نوائب الحق آپ کے چند اچھے اخلاق گنوا کر کہا کہ جب آپ کے اندر اتنے اچھے اخلاق موجود ہیں تو اللہ رب العزت آپ کو کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے، چناں چہ ان کی باتوں کو سن کر آپ کے دل کو تسلی مل جاتی ہے، چناں چہ محبوب کی زندگی میں آپ کو عورت کا کردار بیوی کی شکل میں نظر آئے گا، جو آپ کو مشکل وقت کے اندر تسلیاں دیا کرتی تھی بلکہ جب آپ کا نکاح ہوا تو انہوں نے اپنا سارا مال نبی علیہ السلام کے قدموں پر ڈال دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اسی مال نے ابتداء میں بہت فائدہ دیا۔

مثال (۲):...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے محبوب ﷺ کے یار غار کہلاتے ہیں، رفیق سفر کہلاتے ہیں، آپ ان کے سفر ہجرت کو دیکھیں تو ان کے پیچھے بھی آپ کو ایک عورت کا ایک لڑکی کا کردار نظر آئے گا۔

حدیث پاک میں آتا ہے جب نبی علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا ابوبکر میں تنہائی چاہتا ہوں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے محبوب میں ہوں، میری بیوی ہے، اور میری دو بیٹیاں ہیں اور تو کوئی غیر نہیں، نبی علیہ السلام نے اطمینان کا اظہار فرمایا چناں چہ آپ نے فرمایا کہ ہجرت کے سفر کا حکم ہوا ہے، آپ کی بڑی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے اسی وقت دوپٹے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے ایک کو اپنے سر پر پردے کے لئے رکھ لیا اور دوسرے کے اندر انہوں نے نبی علیہ السلام کے سامان کو باندھ دیا، اور سامان باندھ کر انہوں نے نبی علیہ السلام کو رخصت فرمایا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ آپ کھانا بنا دیں اور اپنی بیٹی (حضرت اسماء) سے کہا کہ تو چوں کہ چھوٹی ہے لوگ تجھ پر شک بھی نہیں کریں گے، تو یہ کھانا ہمیں غار ثور میں پہنچا دینا، چناں چہ انہوں نے حامی بھر لی، ابھی نبی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

رخصت ہی ہوئے تھے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کے دادا ابوقحافہ تشریف لائے انہوں نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، بچوں نے کہا وہ تو چلے گئے تو ان کے دل پر ذرا گھبراہٹ سی ہوئی کہنے لگے اپنا مال تو سارا نہیں لے گئے، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہنے لگیں میں بچی تھی مگر میں نے یہ کیا کہ ایک جگہ پتھر پڑے ہوئے تھے ان کے اوپر کپڑا ڈالدیا اور اپنے دادا کا ہاتھ ان پر رکھوادیا اور کہا کہ دادا ابو کے پیچھے بھی بہت کچھ ہے، تو دادا سمجھے کہ شاید مال پیچھے بڑا ہوگا وہ مطمئن ہو گئے فرمانے لگیں میرے والد تو اللہ کے محبوب کے ساتھ چلے گئے اور پانچ ہزار درہم ساتھ لیکر گئے تھے پیچھے تو اللہ اور اس کے رسول کا نام ہی چھوڑ کر گئے تھے، تو فرماتی ہیں کہ میں ان کو کھانا پہنچاتی تھی، چناں چہ جب دوسرے دن کھانا لیکر گئی تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ آج چھوٹی اسماء کے چہرے پر زخم کا نشان ہے، مغموم طبیعت ہے آپ نے پوچھا اسماء آج کیا بات ہے تو اداس نظر آتی ہے، تو اسماء رضی اللہ عنہا کے آنکھوں میں آنسو آ گئے، نبی علیہ السلام متوجہ ہوئے پوچھا اسماء تو کیوں رو رہی ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے محبوب! کل جب میں کھانا دے کر واپس جا رہی تھی تو راستہ میں ابوجہل مل گیا تھا، اس نے مجھے بالوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا اور بالوں کو کھینچ کھینچ کر کہنے لگا، اسماء بتاؤ تمہیں پتہ ہے کہ تمہارے والد کہاں ہیں؟ تمہارے پیغمبر کہاں ہیں؟ اے اللہ کے محبوب! میں نے اسے سچ سچ کہہ دیا ہاں مجھے پتہ ہے وہ کہنے لگا پھر بتاؤ وہ کہاں ہیں؟ میں نے جواب دیا ہرگز نہیں بتاؤں گی، اس نے کہا میں تمہیں ماروں گا میں سخت سزا دوں گا، اللہ کے محبوب! میں نے اس سے کہا اِقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ "جو تم کر سکتے ہو وہ کر لو مگر میں نہیں بتاؤں گی" اے اللہ کے محبوب! اس نے اچانک مجھے زوردار تھپڑ لگایا، میں نیچے گری، چٹان پر میرا ماتھا لگا میرے ماتھے سے خون نکل آیا، میری آنکھوں سے آنسو آ گئے، مجھے سخت تکلیف ہو رہی تھی، ابوجہل نے مجھے پھر بالوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیا کہنے لگا اسماء! تجھے بہت ماروں گا

جلدی بتا دے، اللہ کے محبوب! میں نے اسے جواب دیا'' اے ابو جہل میری جان تو تیرے حوالے مگر میں محمد عربی کو تیرے حوالے نہیں کروں گی'' آپ اندازہ کیجئے ایک چھوٹی سی بچی ہے، لیکن اس کو بھی نبی کے ساتھ اتنی محبت ہے کہتی ہے میری جان تو تیرے حوالے مگر محمد عربی کو تیرے حوالے نہیں کروں گی، تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس کامیاب سفر کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار نظر آئے گا بیٹی کی شکل میں۔

مثال (۳):......سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مراد مصطفیٰ کہلاتے ہیں وہ ایک مرتبہ تلوار لیکر نکلے کہ نبی علیہ السلام کو شہید کر دیں، راستے میں ایک صحابی ملے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگے کہ میں ان کو (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) شہید کرنا چاہتا ہوں، کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، کہنے لگے سبحان اللہ تم اپنی بہن کے گھر جا کر تو دیکھو تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں، عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا کہ میرے گھر کے لوگ میری اجازت اور علم کے بغیر اسلام قبول کر لیں یہ کیسے ہو سکتا ہے، وہیں سے بہن کے گھر پہنچے اور بہن کے گھر پر دستک دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ وہ بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہیں، جب انہوں نے دستک دی تو ان کی بہن فاطمہ پہچان گئیں کہ عمر دروازے پر آئے کھڑے ہیں، چناں چہ جو صحابی پڑھا رہے تھے وہ تو چھپ گئے، انہوں نے وہ چیزیں بھی چھپا دیں، جن پر قرآن کی آیتیں لکھی ہوئی تھیں، دروازہ کھولا عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے آکر بہنوئی سے پوچھا میں نے سنا ہے کہ آپ لوگ مسلمان ہو گئے! بہنوئی نے جواب دیا کہ اسلام سچا دین ہے، تو پھر اس کو قبول کرنے میں کیا رکاوٹ ہے، جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر ان کو مارنا شروع کر دیا، بہن فاطمہ بچانے کے لئے درمیان میں آئیں، عمر رضی اللہ عنہ جلال میں تھے آپ نے بہن کے چہرے پر بھی ایک زوردار تھپڑ رسید کیا فاطمہ رضی اللہ عنہ پیچھے گر گئیں، مگر پھر سنبھل کر اٹھیں ان کی آنکھوں

میں آنسو تھے، عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آکر کھڑی ہو گئیں اور اس وقت یہ الفاظ کہے ''عمر جس ماں کا دودھ تم نے پیا ہے اسی ماں کا دودھ میں نے پیا ہے تم میرے جسم سے جان تو نکال سکتے ہو تم ہمارے دل سے ایمان نہیں نکال سکتے'' یہ الفاظ تھے جو عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر بجلی بن کر گرے دل موم ہو گیا، کہنے لگے فاطمہ بتاؤ تم کیا پڑھ رہی تھیں، کہنے لگیں بھائی آپ کا جسم ناپاک ہے، شرک کی نجاست نے آپ کو ناپاک کر دیا غسل کر لیجئے، تا کہ آپ اس پاک کلام کو سن سکیں، چناں چہ غسل کر کے اللہ کا کلام سنا آیتیں سنیں

إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي
(پ ۱۶، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۴)

میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تم میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

کہنے لگے کہ اچھا تم مجھے بھی مسلمان بنا دو، اس وقت وہ چھپے ہوئے صحابی باہر نکلے کہنے لگے مبارک ہو عمر نبی علیہ السلام کئی دن سے دعا مانگ رہے تھے ''اے اللہ عمر بن خطاب، کے ذریعہ یا عمر بن ہشام کے ذریعہ دین کو عزت عطا فرما'' اللہ کے محبوب کی دعا تیرے حق میں قبول ہو گئی، آؤ میں آپ کو لیکر چلتا ہوں چناں چہ دونوں حضرات دار ارقم میں آتے ہیں، نبی علیہ السلام کنڈی لگائے بیٹھے ہیں اور مسلمانوں کو دینی تعلیم دے رہے ہیں، جب دستک دی تو ایک صحابی نے دروازے کے سوراخ میں سے دیکھا کہا اے اللہ کے محبوب عمر کھڑے ہوئے ہیں، ہاتھ میں ننگی تلوار ہے اب پتہ نہیں کیا ارادہ ہے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمانے لگے کھول دو دروازہ اگر نیک ارادے سے آئے ہیں ان کا آنا مبارک اور اگر کوئی دوسرا ارادہ لائے ہیں تو ان کی تلوار ہوگی اور عمر کی گردن ہوگی، اس جگہ لوگ دیکھیں گے کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں، چناں چہ دروازہ کھولا، مگر عمر کے تو انداز بدلے ہوئے تھے، وہ جو قتل کرنے کی نیت سے چلے تھے خود قتل ہو چکے تھے، ان کا دل تو اس وقت اللہ کے محبوب کی غلامی میں آچکا

تھا، ادب کے ساتھ آکر بیٹھتے ہیں کہتے ہیں میں تو آپ کا خادم بننے کے لئے حاضر ہوا ہوں تو نبی علیہ السلام نے اللہ اکبر کے الفاظ کہے اس کو سنکر مسلمانوں نے بھی تکبیر کا نعرہ بلند کیا یہ دین اسلام میں سب سے پہلا تکبیر کا نعرہ تھا جو لگایا گیا، ان سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے، ان کا نمبر انتالیسواں (۳۹) تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اس کا نمبر چالیسواں تھا، تھوڑی دیر کے بعد نماز کا وقت ہوا وہیں نماز پڑھنے لگے، عرض کیا اے اللہ کے محبوب یہاں کیوں نماز پڑھتے ہو، اب تو عمر مسلمان ہو چکا، آیئے مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گے، چناں چہ مسجد میں تشریف لے گئے، اعلان کیا ''اے قریش مکہ! اگر تم میں سے کوئی چاہے کہ اپنی بیوی کو بیوہ بنوائے اور بچوں کو یتیم کروائے، تو اسے چاہئے کہ عمر کے مقابلے میں آجائے، ہم اب یہاں اللہ کی عبادت کیا کریں گے،'' (سبحان اللہ) اللہ رب العزت نے اسلام کو اس سپوت کے ذریعہ سے عزت عطا فرمائی مگر اس سپوت کو جو ایمان کی نعمت ملی اس کے پیچھے ان کی بہن فاطمہ کا کردار نظر آتا ہے، لہٰذا ایک اور کامیاب ہستی کے پیچھے ایک عورت کا کردار ایک بہن کی شکل میں نظر آتا ہے، اور اس طرح کی کتنی ہی مثالیں ہیں۔

مثال (۴):...... حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بڑے نامور جرنیل گذرے ہیں جن کے بارے میں آتا ہے کہ جب فتح مکہ ہوئی تو ان کو پکا یقین ہو گیا تھا کہ اسلام کے خلاف اتنی سازشیں کی ہیں اللہ کے محبوب کو اتنی تکلیفیں پہنچائی ہیں آج تو مجھے ضرور قتل کرنے کا حکم دیدیا جائے گا، چناں چہ یہ وہاں سے بھاگ کر کہیں دور چل پڑے ان کی اہلیہ اگلے دن مسلمان ہوئیں انہوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا اے اللہ کے محبوب! میرے خاوند کو امن عطا کر دیجئے، تا کہ وہ اسلام قبول کر سکیں، محبوب نے امن دیدیا، ان کی بیوی ان کے پیچھے چلی حتیٰ کہ راستے میں ایک جگہ دریا تھا، کتابوں میں لکھا ہے عکرمہ رضی اللہ عنہ کشتی کے اندر بیٹھے دریا عبور کر کے آگے جانا چاہتے تھے، ان کی اہلیہ نے بھی ایک کشتی لی اور تیزی کے

ساتھ چل کر دریا کے درمیان میں کشتی ان کے سامنے لائیں اور اپنے خاوند سے کہا، کہاں جاتے ہو؟ واپس چلئے مکہ میں زندگی گذاریں گے، خاوند نے کہا مجھے قتل کر دیا جائے گا فرمانے لگیں، نہیں میں تمہارے لئے امن لے چکی ہوں، چناں چہ اپنے خاوند کو لیکر واپس آتی ہیں، اور پھر خاوند بھی اسلام قبول کرتے ہیں، اور اللہ رب العزت پھر ان کو اسلام کا ایک بڑا جرنیل بناتے ہیں، یہاں بھی ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار نظر آئے گا، ایک بیوی کی حیثیت سے اس قسم کی اور کتنی ہی مثالیں ہیں صحابہ کرام کی زندگیوں میں بھی اور ان کے بعد بھی۔

مثال (۵):...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے ان کو امام دار الہجرہ بنایا تھا، مدینہ طیبہ کے اندر مقیم تھے، ان کے بارے میں آتا ہے جب مسجد نبوی میں بیٹھ کر وہ طلبہ سے حدیث پاک سنتے تھے ان کی بیٹیاں جو حدیث کی عالمہ تھیں، حافظہ تھیں، پردے کے پیچھے بیٹھ کر وہ بھی اس درس میں شرکت کرتی تھیں کبھی عبارت کو پڑھتے ہوئے اگر کوئی مرد غلطی کر جاتا تو یہ بچیاں ایک لکڑی کے اوپر لکڑی مار کر آواز پیدا کرتیں اس آواز سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چل جاتا کہ عبارت پڑھنے والے نے غلطی کی ہے تو کئی مرتبہ آپ متوجہ ہو جاتے تو اس سے معلوم ہوا کہ ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا، ان کی بیٹیوں کی حیثیت سے، جو ان کی تعلیم میں ان کی معاونہ بن رہی ہیں، سبحان اللہ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں آپ کو تاریخ اسلام میں مل جائیں گی تو اس لئے اس عاجز نے یہ بات کہی کہ ہر کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا، کبھی ماں کی حیثیت سے کبھی بیوی کی حیثیت سے، کبھی بہن کی حیثیت سے اور کبھی بیٹی کی حیثیت سے اس سے آگے اگر چلیں تو اس امت کے اولیاء کی مثالیں تو بہت زیادہ ہیں۔

مثال (۶):...... امام غزالی کو اللہ رب العزت نے دین کی اتنی بڑی شخصیت بنایا ان کی زندگی کو آپ دیکھئے ان کے پیچھے ان کی ماں کا کردار نظر آئیگا۔

محمد غزالی اور احمد غزالی دو بھائی تھے یہ اپنے لڑکپن کے زمانے میں یتیم ہو گئے تھے، ان دونوں کی تربیت ان کی والدہ نے کی ان کے بارے میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ماں ان کی اتنی اچھی تربیت کرنے والی تھیں کہ وہ ان کو نیکی پر لائیں حتی کہ عالم بن گئے، مگر دونوں بھائیوں کی طبیعتوں میں فرق تھا، امام غزالی اپنے وقت کے بڑے واعظ اور خطیب تھے اور مسجد میں نماز پڑھاتے تھے، ان کے بھائی عالم بھی تھے، اور نیک بھی تھے لیکن وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے بجائے اپنی الگ نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک مرتبہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے کہا امی! لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ تو اتنا بڑا خطیب اور واعظ بھی ہے اور مسجد کا امام ہے، مگر تیرا بھائی تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، امی! آپ بھائی سے کہئے کہ وہ میرے پیچھے نماز پڑھا کرے ماں نے بلا کر نصیحت کی چناں چہ اگلی نماز کا وقت آیا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے لگے اور ان کے بھائی نے پیچھے نیت باندھ لی، لیکن عجیب بات ہے کہ جب ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت شروع ہوئی تو ان کے بھائی نے نماز توڑ دی اور جماعت میں باہر نکل آئے، اب جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز مکمل کی ان کو بڑی سبکی محسوس ہوئی وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے لہٰذا مغموم دل کے ساتھ گھر واپس لوٹے، ماں نے پوچھا بیٹا بڑے پریشان نظر آتے ہو، کہنے لگے امی بھائی نہ جاتا تو زیادہ بہتر رہتا، یہ گیا اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں واپس آ گیا، اور اس نے آکر الگ نماز پڑھی تو ماں نے اس کو بلایا اور کہا بیٹا تم نے ایسا کیوں کیا؟ چھوٹا بھائی کہنے لگا امی میں ان کے پیچھے نماز پڑھنے لگا، پہلی رکعت تو انہوں نے ٹھیک پڑھائی، مگر دوسری رکعت میں اللہ کی طرف دھیان کی بجائے ان کا دھیان کسی اور جگہ تھا، اس لئے میں نے ان کے پیچھے نماز چھوڑ دی اور آکر الگ پڑھ لی۔

ماں نے پوچھا امام غزالی سے کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ امی بالکل ٹھیک بات ہے، میں نماز سے پہلے فقہ کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا، اور نفاس کے کچھ مسائل تھے جن پر غور وخوض کر رہا تھا جب نماز شروع ہوئی پہلی رکعت میری توجہ الی اللہ میں گذری لیکن دوسری رکعت میں وہی نفاس کے مسائل میرے ذہن میں آنے لگ گئے، ان میں تھوڑی دیر کے لئے ذہن ملتفط ہوگیا، اس لئے مجھ سے یہ غلطی ہوئی تو ماں نے اس وقت ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا افسوس کہ تم دونوں میں سے کوئی بھی میرے کام کا نہ بنا، اس جواب کو جب سنا دونوں بھائی پریشان ہوئے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو معافی مانگ لی، امی مجھ سے غلطی ہوئی مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، مگر دوسرا بھائی پوچھنے لگا امی مجھے تو کشف ہوا تھا اس کشف کی وجہ سے میں نے نماز توڑی تو میں آپ کے کام کا کیوں نہ بنا؟ تو ماں نے جواب دیا کہ ''تم میں سے ایک تو نفاس کے مسائل کھڑا سوچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے کھڑا اس کے دل کو دیکھ رہا تھا، تم دونوں میں سے اللہ کی طرف تو ایک بھی متوجہ نہ تھا، لہٰذا تم دونوں میرے کام کے نہ بنے''

سوچنے کی بات ہے جب ماں ایسی ہو اور تصوف کے اتنے باریک مسائل بچوں کو بتانے والی ہو تو پھر بچے بڑے ہو کر امام غزالی کیوں نہ بنیں گے، تو پھر ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار بحیثیت ماں کے نظر آئے گا۔

مثال (۷):...... اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لڑکپن میں تعلیم حاصل کرنے چلتے ہیں والدہ ان کے کپڑوں میں کچھ پیسے سی دیتی ہیں، اور نصیحت کر دیتی ہیں بیٹے ہمیشہ سچ بولنا، چناں چہ راستہ میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا کسی نے پوچھا تمہارے پاس مال ہے؟ انہوں نے سچ سچ بتا دیا، اس نے سردار کو بتایا تو سردار نے پاس بلا کر کہا تو نے جھوٹ کیوں نہیں بولا؟ نہ تجھے جان کی فکر نہ مال کی فکر، کہنے لگے میری امی نے کہا تھا بیٹا سچ بولنا اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا تھا، مجھے جان کی پرواہ نہ تھی مجھے اپنے قول کا پاس رکھنا تھا، ڈاکوؤں کے دل میں

یہ بات گھر کر گئی کہ جب ایک بچہ ماں سے کیے ہوئے عہد کا اتنا پاس رکھتا ہے تو ہم نے بھی تو کلمہ پڑھ کے اپنے رب سے عہد کیا ہے کہ ہم اس کا پاس کیوں نہ کریں، چناں چہ وہ اللہ سے توبہ کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی زندگی میں نیکوکاری آجاتی ہے، یہ بچہ آگے چل کر شیخ عبدالقادر جیلانی بنا تو سوچئے ایک اور کامیاب مرد کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

مثال (۸):..... امام بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس طرح جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اندر امتیازی شان عطا فرمائی ہے اس طرح بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے اولیاء میں امتیازی شان عطا فرمائی ہے اور یہ بات کرنے والے بھی جنید بغدادی ہیں، یہی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب بچپن میں یتیم ہو گئے ماں نے ان کو مدرسہ میں داخل کر دیا قاری صاحب سے کہا کہ بچہ کو اپنے پاس رکھنا، زیادہ گھر آنے کی عادت نہ پڑے، ایسا نہ ہو کہ یہ علم سے محروم ہو جائے، چناں چہ یہ کئی دن قاری صاحب کے پاس رہے ایک دن اداس ہوئے دل چاہا کہ امی سے مل آؤں قاری صاحب سے اجازت مانگی، انہوں نے شرط لگادی، تم اتنا سبق یاد کر کے سناؤ تب اجازت ملے گی، سبق بھی بہت زیادہ بتا دیا مگر بچہ ذہین تھا اس نے جلدی سے وہ سبق یاد کر کے سنا دیا اجازت مل گئی، یہ اپنے گھر واپس آئے، دروازے پر آ کر دستک دی، ماں وضوء کر رہی تھی وہ پہچان گئی میرے بیٹے کی طرح دستک معلوم ہوتی ہے، چناں چہ دروازے کے قریب آ کر پوچھا من دق الباب ”کس نے دروازے کو کھٹکھٹایا؟“ جواب دیا بایزید ہوں، تو ماں کہتی ہے ایک میرا بھی بایزید تھا، میں نے تو اسے اللہ کے لئے وقف کر دیا، مدرسہ میں ڈال دیا، تو کون بایزید ہے؟ جواب کھڑا میرا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے، تو جب انہوں نے یہ الفاظ سنے سمجھ گئے، امی چاہتی ہیں میرا دروازہ نہ کھٹکھٹائے، اب بایزید مدرسہ میں اللہ کا دروازہ کھٹکھٹائے

اور اسی سے تعلق استوار کرے، چناں چہ واپس آئے مدرسہ میں رہے اور اس وقت نکلے جب عالم باعمل بن چکے تھے، اور اللہ نے ان کو بایزید بنادیا تھا، تو ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار ایک ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

مثال (۹):...... حضرت خنسی رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے چار بیٹے تھے، وہ جب کھانے پر بیٹھتیں تو بچوں کو کہتیں میرے بیٹو! تم اس ماں کے بیٹے ہو جس نے نہ ماموں کو رسوا کیا نہ تمہارے باپ کے ساتھ خیانت کی، جب بار بار یہ کہتیں، تو ایک بار بچوں نے کہا امی آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ تو فرماتیں میرے بیٹو! جب میں کنواری تھی مجھ سے کوئی ایسی غلطی نہ ہوئی جس سے تمہارے ماموں کی رسوائی ہوتی اور جب شادی ہوئی تو میں نے تمہارے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی، میں اتنی غیرت اور باحیا زندگی گذارنے والی عورت ہوں، بچے پوچھتے! امی آپ کیا چاہتی ہیں؟ تو ماں کہتی! بیٹو جب تم جوان ہو جاؤ گے تم سب اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور میرے بیٹو تم شہید ہو جانا اور میں آکر تمہیں دیکھوں گی اگر تمہارے سینوں پر تلوار کے زخم ہوں گے میں تم سے راضی ہو جاؤں گی اور اگر تمہاری پشت پر زخم ہوں گے تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی، بیٹے پوچھتے امی آپ کیوں کہتی ہیں شہید ہو جانا شہید ہو جانا تب ماں سمجھاتیں کہ میرے بیٹو! اس لئے کہ جب قیامت کے دن عدل قائم ہوگا اور اللہ تعالیٰ پوچھیں گے شہیدوں کی مائیں کہاں ہیں؟ میرے بیٹو! اس وقت میرے پروردگار کے سامنے مجھے سرخروئی نصیب ہوگی کہ میں بھی چار شہیدوں کی ماں ہوں، سوچنے کی بات ہے ایسے شہداء کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا۔

مثال (۱۰):...... ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے تعبیر الرؤیا کتاب لکھی ان کا مرتبہ اللہ نے بہت بڑا بنایا، آج بھی ہر عالم کے پاس وہی کتاب ہوتی

ہے اور خوابوں کی تعبیر اسی میں سے بتائی جاتی ہے ان کی بہن تھیں ''حفصہ'' یہ ساری قرائتوں میں اتنی ماہرہ تھیں اتنی اچھی قاریہ تھیں (سبحان اللہ) ان کے حالات میں لکھا ہوا ہے کہ ۳۲ سال اپنی گھر کی مسجد میں گذار دیئے فقط طہارت وغیرہ کیلئے مسجد سے باہر نکلتیں باقی سارا وقت اسی مسجد میں بیٹھ کر عورتوں کو اور چھوٹے بچوں کو دین کی تعلیم دیتیں، اتنی بڑی قاریہ تھیں کہ محمد ابن سیرین کو خود اگر قرآن کے الفاظ میں کسی لفظ کے تلفظ کے اندر مشکل پیش آتی تو کسی بچہ کو بھیج کر کہتے کہ جاؤ دیکھو حفصہ اس لفظ کو کس طرح ادا کرتی ہے، پھر اس لفظ کو تم بھی ویسے ہی ادا کر لینا، چناں چہ ان کے بارے میں بعض تابعین نے لکھا ہے کہ ہم نے اتنی عبادت گذار اور اتنی علم والی عورت کہیں نہیں دیکھی حتی کہ بعض نے کتابوں میں لکھا کہ ہم نے ایسی عورت علم والی دیکھی کہ جن کو اگر ہم حسن بصری پر بھی چاہیں تو فضیلت دے سکتے ہیں، کسی نے کہا سعید بن مسیب سے بھی زیادہ تو جواب دیا ہاں، کسی نے ان کی باندی سے پوچھا اپنی مالکہ کے بارے میں کیا کہتی ہو؟

اس نے بڑی تعریفیں کیں اور کہنے لگیں بڑا اچھا قرآن شریف پڑھتی ہیں ہر وقت عبادت کرتی رہتی ہیں، ہر کام شریعت کے مطابق کرتی ہیں، لیکن پتہ نہیں ان سے کونسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جو اتنا بڑا ہے کہ عشاء سے نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کرتی ہیں اور فجر تک کھڑی روتی رہتی ہیں (وہ بیچاری باندی یہ سمجھی کہ شاید یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے ساری رات رو رو کر معافیاں مانگتی ہیں) تو اس سے اندازہ لگایئے ان کی راتیں کیسے گذرا کرتی تھیں اور اس سے آپ اندازہ لگایئے کہ حفصہ بنت سیرین نے دین کی خدمت کتنی زیادہ کی، چناں چہ اس قسم کی اور بھی کتنی مثالیں ہیں، تو بات یہ چل رہی تھی کہ ہر کامیاب شخصیت (مرد) کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار نظر آئے گا، کسی نہ کسی شکل میں ماں کی شکل میں، بیوی کی شکل میں یا بیٹی کی شکل میں۔

مثال (۱۱):...... چناں چہ خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے

بنگال کا سفر کیا، آپ کے سفر میں کئی لوگ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، کئی لوگوں نے توبہ پر بیعت کی جب آپ گھر تشریف لائے تو چہرے پر خوشی کے آثار تھے، ماں نے پوچھا معین الدین بڑے خوش نظر آتے ہو؟ کہنے لگے کہ اماں! اس لئے کہ سات لاکھ ہندوؤں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اور ستر لاکھ مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت توبہ کی، اس لئے آج میرا دل بہت خوش ہے، ماں نے کہا بیٹا یہ تیرا کمال نہیں ہے یہ تو میرا کمال ہے، فرمایا مگر ماں بتائیں تو سہی کیسے؟ ماں نے جواب دیا کہ بیٹا جب تم پیدا ہوئے تو میں نے کبھی بھی زندگی میں تمہیں بلا وضو دودھ نہیں پلایا، آج اس کی یہ برکت ہے کہ تمہارے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے لاکھوں لوگوں کو کلمہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمادی، تو ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو ایک عورت کا کردار نظر آئے گا بحیثیت ماں کے۔

مثال (۱۲):...... حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آج بھی قطب مینار کے قریب لیٹے ہوئے ہیں، ان کے بارے میں بھی مشہور واقعہ ہے، ان کے نام کے ساتھ قطب الدین بختیار ''کاکی'' کا لفظ لگایا جاتا ہے، یہ ہندی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے روٹی، واقعہ یہ ہوا کہ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کے والدین بیٹھے ہوئے آپس میں مشورہ کر رہے تھے ہمارا بیٹا نیک کیسے بنے؟ اچھا کیسے بنے؟ چنانچہ ان کی ماں نے کہا میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کل سے میں اس تجویز پر عمل کروں گی، اگلے دن جب بچہ مدرسہ میں چلا گیا، ماں نے کھانا بنایا اور الماری میں کہیں چھپا کر رکھ دیا، بچہ آیا کہنے لگا امی بھوک لگی ہے، مجھے کھانا دیدیجئے، ماں نے کہا بیٹا ہمیں بھی تو کھانا اللہ تعالیٰ دیتے ہیں وہی رزاق ہیں وہی رزق پہنچاتے ہیں، وہی مالک وخالق ہیں، ماں نے اللہ رب العزت کا تعارف کروایا اور کہا کہ بیٹا تمہارا رزق بھی وہی بھیجتے ہیں، تم اللہ سے مانگو بیٹے نے کہا امی میں کیسے مانگوں؟ ماں نے کہا بیٹا مصلیٰ بچھاؤ چنانچہ مصلیٰ بچھا دیا، بیٹا التحیات کی شکل میں بیٹھ گیا، چھوٹے چھوٹے معصوم ہاتھ اٹھائے ماں نے کہا بیٹا

دعا کرو، بیٹا دعا کر رہا ہے کہ اللہ میں مدرسہ سے آیا ہوں بھوک لگی ہے، اللہ مجھے کھانا دیدیجئے بیٹے نے تھوڑی دیر اس طرح عاجزی کی پوچھنے لگا امی اب کیا کروں؟ ماں نے کہا بیٹا تم ڈھونڈو اللہ نے کھانا بھیجدیا ہوگا، تھوڑی دیر کرے میں ڈھونڈا بالآخر الماری میں کھانا مل گیا، بیٹے نے کھانا کھالیا، اب بیٹے کے دل میں ایک تجسس پیدا ہوا وہ روز اللہ تعالیٰ کی باتیں پوچھتا، امی وہ سب کو کھانا دیتے ہیں پرندوں کو بھی، حیوانوں کو بھی، پتہ نہیں ان کے پاس کتنے خزانے ہیں؟ وہ ختم نہیں ہوتے، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا، ماں کا دل خوش ہوتا کہ بیٹے کے دل میں اللہ رب العزت کا تعلق بڑھ رہا ہے، چناں چہ جب بچہ محسوس کرتا سب کو اللہ تعالیٰ رزق دے رہے ہیں، تو محسن کے ساتھ محبت تو فطری چیز ہے، بچہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگئی، وہ محبت سے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا وہ سونے سے پہلے والدہ سے اللہ کی باتیں پوچھتا ماں خوش ہوتیں، کہ میرے بیٹے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بس رہی ہے، کچھ دن تک سلسلہ اسی طرح چلتا رہا، مگر ایک دن یہ ہوا کہ ماں اپنے رشتہ داروں میں کسی تقریب میں چلی گئی، اور وہاں جاکر وہ وقت کا خیال نہ رکھ سکیں بھول گئیں، جب خیال آیا تو پتہ چلا کہ بچہ کے آنے کا وقت کافی دیر ہوئی گذر چکا ہے، ماں نے برقعہ لیا اور اپنے گھر کی طرف تیز قدموں سے چل دیں راستہ میں رو بھی رہی ہے، دعائیں بھی کر رہی ہے میرے مالک میں نے تو اپنے بچہ کا یقین بنانے کے لئے یہ سارا معاملہ کیا تھا، اے اللہ اگر آج میرے بچہ کا یقین ٹوٹ گیا تو میری محنت ضائع ہوجائے گی، اے اللہ پردہ رکھ لینا، اللہ میری محنت کو ضائع ہونے سے بچالینا، ماں دعائیں کرتی آرہی ہے، جب گھر پہنچی تو دیکھتی ہے کہ بیٹا آرام کی نیند سو رہا ہے، ماں نے جلدی سے کھانا پکایا اور چھپا کر رکھدیا پھر آکر بچے کے رخسار کا بوسہ لیا اسے جگا کر سینے سے لگایا، کہنے لگی بیٹے آج تو تجھے بہت بھوک لگی ہوگی، بچہ ہشاش بشاش بیٹھ گیا، کہنے لگا کہ امی مجھے تو بھوک نہیں

گئی، ماں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو بچہ نے کہا امی جب میں مدرسہ سے آیا تو میں نے مصلی بچھایا اور میں نے دعاء مانگی اے اللہ بھوک لگی ہوئی ہے، تھکا ہوا بھی ہوں آج تو امی بھی گھر پر نہیں ہیں، اللہ مجھے کھانا دیدو، امی اس کے بعد میں نے کمرے میں تلاش کیا مجھے ایک جگہ روٹی پڑی ملی، امی میں نے اسے کھالیا مگر جو مزہ مجھے آج آیا امی ایسا مزہ مجھے زندگی میں کبھی نہیں آیا تھا، سبحان اللہ مائیں بچوں کی تربیت ایسے کیا کرتی تھیں، اور اللہ رب العزت ان کو پھر قطب الدین بختیار کاکی بنا دیتے تھے چناں چہ یہ مغل بادشاہوں کے شیخ بنے اور اور اپنے وقت میں لاکھوں انسان ان کے مرید بنے تو ایک اور کامیاب شخصیت کے پیچھے آپ کو عورت کا کردار ماں کی شکل میں نظر آئے گا، یہ مثال اتنی زیادہ ہیں کہ انسان حیران ہی ہو جاتا ہے۔

عورتیں مردوں سے آگے

نبی علیہ السلام کی ایک زوجہ محترمہ ام المؤمنین مخدومۃ المسلمین محبوبۂ محبوب خدا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس امت کی عالمہ عورتوں میں سے ایک نمایاں حیثیت رکھنے والی خاتون ہیں، اس امت میں قرآن پاک کی سب سے پہلی حافظ اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ چند باتیں ایسی ہیں کہ جن میں عورتیں مردوں سے بھی بازی لے گئیں۔

مثال کے طور پر اس امت میں نبی علیہ السلام کو نبوت کی نظر سے دیکھنے کا اعزاز سب سے پہلے عورت کو ملا چناں چہ خدیجۃ الکبریٰ وہ خاتون ہیں جنہوں نے اس امت کے مرد اور عورتوں میں بازی لے لی، اور پہلی نگاہ جو نبی علیہ السلام کے چہرے پر پڑی اور جس انسان نے ان کو نبی کی نظر سے دیکھا وہ خدیجۃ الکبریٰ تھیں۔

عورتوں میں قرآن مجید حفظ کرنے میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ بازی لے گئیں بڑی فقیہہ تھیں، عالمہ تھیں، ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ

حضرات صحابہ کرام تو بڑے علم والے تھے، مگر ان میں سے ایک سو انچاس حضرات ایسے تھے جو اعلم سمجھے جاتے تھے ان کے قول کے سامنے فقیہہ لوگ اپنی رائے کو چھوڑ دیتے تھے، اور ان کے قول پر عمل کرلیا کرتے تھے، یہ صاحب فنون سمجھے جاتے تھے، یہ صحابہ کرام تھے اور ان ایک سو انچاس میں سے بھی چودہ حضرات ایسے تھے کہ جو ان میں بھی زیادہ امتیازی شان رکھتے تھے حتی کہ ان چودہ میں سے کسی ایک کا قول سامنے آتا تو بقیہ فقہاء بھی اپنے قول سے رجوع کرلیتے تھے اور ان چودہ حضرات کے ناموں میں سے ایک نام سیدہ عائشہ صدیقہ کا ہے، چناں چہ بڑے بڑے کبار صحابہ کئی مسائل میں پردے کے پیچھے بیٹھ کر نبی علیہ السلام کی ان زوجہ محترمہ سے مسائل پوچھتے اور آپ ان کو تسلی بخش جواب دیتی تھیں، اللہ رب العزت نے آپ کو اتنی علمی شان عطا فرمائی تھی، اتنی سمجھ دار تھیں سبحان اللہ کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عائشہ! تو مجھے کھجور اور مکھن کو ملا کر کھانے سے بھی زیادہ محبوب ہے، جیسے ہی آپ نے فرمایا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا اے اللہ کے محبوب آپ تو مجھے شہد اور مکھن کو ملا کر کھانے سے بھی زیادہ محبوب ہیں، نبی علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا تیرا جواب میرے جواب سے زیادہ بہتر ہے، اللہ رب العزت نے ان کو امتیازی شان عطا کی تھی اتنی سمجھ دار تھیں۔

پیاری ماں بیٹی کا مکالمہ

ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ بیٹھی تھیں، اگرچہ ماں بیٹی کا رتبہ تھا، لیکن عمروں میں زیادہ فرق نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں محبت پیار اور دل لگی بھی کرتی تھیں ہنسی کھیل بھی کرلیتی تھیں تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ان کو دیکھ کر مسکرائیں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگیں کہ میرے دل میں یہ بات

آرہی ہے کہ آپ کے والد تو ابوبکر صدیق ہیں جب کہ میرے والد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بیٹی کی اس بات کو سن کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تڑپ اٹھیں اور نبی علیہ السلام کی تعریفیں شروع کر دیں، کہنے لگیں فاطمہ آپ نے سچ کہا ہمیں ایمان ملا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں قرآن ملا ان کے صدقے میں پروردگار کی معرفت ملی ان کے صدقے میں اسلام ملا ان کے صدقے چناں چہ نبی علیہ السلام کی اتنی تعریفیں کیں کہ بہت زیادہ جب بہت زیادہ تعریفیں کر چکیں تو کہنے لگیں اے فاطمہ! میرے ذہن میں ایک بات آرہی ہے، پوچھا کہ وہ کونسی؟ فرمانے لگیں کہ میرے دل میں یہ بات آرہی ہے کہ فاطمہ اگر آپ کے خاوند علی المرتضیٰ ہیں تو پھر میرے خاوند بھی تو محمد مصطفیٰ ہیں، اب یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا چپ ہو گئیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر دوسری بات کہی کہ فاطمہ! میرے دل میں ایک اور بات آرہی ہے، پوچھا کونسی؟ فرمانے لگیں قیامت کے دن جب آپ اٹھیں گی تو آپ کا ہاتھ علی المرتضیٰ کے ہاتھ میں ہوگا اور فاطمہ جب میں اٹھوں گی تو میرا ہاتھ محمد مصطفیٰ کے ہاتھوں میں ہوگا، پھر تھوڑی دیر چپ رہ کر فرمانے لگیں کہ فاطمہ! میرے دل میں ایک بات اور آرہی ہے، پوچھا کونسی؟ تو فرمانے لگیں کہ تو خاتون جنت ہے جنتی عورتوں کی سردار ہے تو جنت میں تخت پر بیٹھے گی تو تیرے تخت پر علی المرتضیٰ ہوں گے، مگر فاطمہ جب جنت میں میں تخت پر بیٹھوں گی تو میرے تخت پر محمد مصطفیٰ ساتھ بیٹھیں گے، اللہ رب العزت نے ان کو اتنی سمجھ عطا فرمائی تھی، اس لئے فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ رب العزت نے مجھ کو چند ایسی باتیں عطا کیں ہیں جو کسی اور بیوی کو نہیں ملیں، سب سے پہلی بات یہ کہ میں سب سے پہلی بیوی ہوں جو کنواری نبی علیہ السلام کے نکاح میں آئی اور جتنی بھی آپ علیہ السلام کی ازواج تھیں وہ یا تو بیوہ تھیں یا مطلقہ تھیں، میں ہی ایک تھی جو کنوار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی، چناں چہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تو اس وقت ابھی پورے طور پر

بالغ نہیں تھیں، عمر چھوٹی تھی، تو محدثین نے لکھا کہ اللہ نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کے بلوغ کے بعد کی سب سے پہلی نظر نبی علیہ السلام کے چہرۂ اقدس پر پڑی وہ ایسی حالت میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچیں، فرمایا کرتی تھیں کہ بدر کی رات میں نبی علیہ السلام کچھ ڈھونڈ رہے تھے، میں نے پوچھا اے اللہ کے محبوب! کیا ڈھونڈ رہے ہیں، فرمانے لگے کہ میں کوئی کپڑا تلاش کر رہا ہوں تاکہ اسلام کا جھنڈا بنا کر لہرا سکوں، فرماتی ہیں میرا ایک دوپٹا تھا جس کی زمین سفید تھی اور اس کے اوپر کالی دھاریاں تھیں، فرماتی ہیں میں نے وہ دوپٹہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا، نبی علیہ السلام نے میرے دوپٹے کو اپنے ہاتھوں سے اسلام کا جھنڈا بنا کر لہرایا یہ بھی اعزاز اللہ نے مجھے نصیب فرمایا، فرماتی ہیں ایک دوسرا اعزاز مجھے یہ ملا کہ جبرئیل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کے سلام مجھے دنیا میں پہنچائے، اور فرماتی تھیں کہ ایک اعزاز مجھ کو یہ ملا کہ جب منافقین نے مجھ پر بہتان باندھا تو اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں میری پاکدامنی کی گواہی دی، حالاں کہ اس سے پہلے یوسف علیہ السلام پر بھی اس طرح تہمت لگی، بی بی مریم پر بھی تہمت لگی، مگر اللہ رب العزت نے ان معصوم لوگوں کی ان تہمتوں کو معصوم زبانوں سے رد کروایا، چھوٹے بچوں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ پاک لوگ ہیں، اس تہمت سے بری ہیں، فرماتی ہیں لیکن مجھ پر جب تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے بچوں سے گواہی دلوانے کے بجائے عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ، ذات نے خود اپنے کلام مبارک میں میری پاکدامنی کی گواہی دی هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ (پ ۱۸، سورہ نور، آیت ۱۶) "یہ تو بڑا بہتان ہے" فرماتی تھیں کہ یہ اعزام بھی مجھے ملا، پھر فرماتی تھیں کہ ایک اعزاز مجھے اور ملا اور وہ یہ کہ نبی علیہ السلام آخری مرتبہ جب بستر علالت پر تھے آپ کا چہرۂ انور اور سر مبارک میری گود میں تھا اور میری نگاہیں آپ کے چہرے پر لگی ہوئی تھیں اور آپ اس وقت اللہ کے حضور پیش ہو رہے تھے تو فرماتی ہیں کہ یہ اعزاز بھی مجھے ملا کہ آپ ﷺ نے میری گود کے اندر

سر رکھ کر دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت حاصل فرمائی، سبحان اللہ، یہ کسی انسان کی کیسی خوش نصیبی ہے۔

دو ہی تو گودیں تھیں جنہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت بخشی ایک صدیق اکبر کی گود جن کی گود میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سر رکھا اور ان کو صدیق کا مقام دے دیا، اور ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گود کہ محبوب نے اپنی وفات سے پہلے اس گود میں سر رکھا، اللہ نے ان کو صدیقہ کا مقام عطا فرمایا۔

حیران ہوتا ہوں اور کبھی کبھی پوچھتا ہوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہ اے ام المومنین آپ کو اللہ نے یہ اعزاز دیا کہ نبی کا چہرۂ انور آپ کی آنکھوں کے سامنے تھا، میرے محبوب کا چہرہ تو قرآن کے مانند تھا اور آپ مجھے ایک قاریہ نظر آتی ہیں، جو بیٹھی ہوئی اس قرآن کو پڑھ رہی ہیں اس حال میں نبی علیہ السلام نے وفات پائی، فرمایا کرتی تھیں کہ ایک اعزاز مجھے یہ بھی ملا کہ میرا ہی حجرہ تھا جہاں نبی علیہ السلام نے آرام فرمایا (جو گنبد خضرا بنا) اور قیامت کے دن اسی حجرے سے نبی علیہ السلام اٹھیں گے، اور امتوں کی شفاعت فرمائیں گے، تو اللہ رب العزت نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہت اعزاز دیئے چنانچہ بہت ساری احادیث کی روایت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائیں، تو ان کا علمی مرتبہ اور علمی مقام بھی بہت بڑا تھا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا سوال پوچھا

عورتوں نے دین کا علم حاصل کرنے میں بھی کمی نہیں کی بلکہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک صحابیہ حاضر ہوتی ہیں عرض کرتی ہیں اے اللہ کے محبوب مرد لوگ تو اعمال میں ہم سے آگے نکل گئے، یہ آپ کے ساتھ جہاد میں حاضر ہوتے ہیں، جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں مسجد میں پانچ وقت نمازیں پڑھتے

ہیں، اور ہم گھروں میں محبوس رہتی ہیں بچوں کی تربیت کرتی ہیں گھر کے کام کاج کا خیال رکھتی ہیں تو ہم وہ نیکیاں نہیں کرسکتیں جو مرد کر سکتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوال پوچھنے والی نے بہت اچھا سوال پوچھا پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جو عورت اپنے بچے کی وجہ سے راتِ کو اپنے بستر پر جاگتی ہے، اللہ تعالیٰ اس مرد کے برابر اجر عطا فرماتے ہیں جو ساری رات جاگ کر دشمن کی سرحد پر پہرہ دیا کرتا ہے، اور جو عورت اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتی ہے، اللہ رب العزت اس مرد کے برابر ثواب عطا فرماتے ہیں جو مسجد میں جا کر تکبیر اولی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے (سبحان اللہ) عورتیں بھی ایسے پیارے مسائل نبی علیہ السلام سے پوچھا کرتی تھیں کہ نبی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے سوال پوچھنے والی نے اچھا سوال پوچھا۔

طلب علم میں عورتوں کا شوق

چناں چہ ایک صحابیہ آئیں اور کہنے لگیں اے، اللہ کے نبی! مرد لوگ آپ کی مجالس میں بیٹھ کر علم حاصل کرتے ہیں اور ہم عورتیں یہ موقع نہیں پاسکتیں آپ ہمارے لئے بھی کوئی وقت متعین کر دیجئے ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں گی، چناں چہ کتابوں میں لکھا ہے نبی علیہ السلام نے بدھ کا دن متعین کر دیا تھا، عورتیں جمع ہو جاتی تھیں، نبی علیہ السلام پردے میں ان کو دین کی تعلیم دے دیا کرتے تھے، چناں چہ عورتوں کا علمی مرتبہ اتنا بڑھ گیا تھا کہ وہ مردوں سے پیچھے نہیں تھیں بلکہ مردوں کے برابر کا اللہ نے ان کو علم عطا کر دیا تھا۔

عہد صحابہ میں عورتوں کا علمی معیار

اس کے ثبوت کے لئے آپ کو صرف دو باتیں بتا دیتا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہے، چناں چہ آپ نے ایک مرتبہ یہ محسوس کیا آج کل لوگ حق مہر بہت زیادہ باندھ دیتے ہیں غریب لوگوں کی ہمت نہیں ہوتی اس لئے ان کو

پریشانی ہوتی ہے، آپ نے چاہا میں ایک رقم متعین کردوں تاکہ کسی کو پریشانی نہ اٹھانی پڑے، لہٰذا غرباء کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ ممبر پر کھڑے ہوئے اعلان فرمایا کہ میں چاہتا ہوں انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے حق مہر کی ایک مناسب مقدار متعین کردی جائے، تاکہ غریبوں کے دل آزردہ نہ ہوں، ان کو پریشانی نہ اٹھانی پڑے آپ بیان کر کے نیچے اترے اتنے میں عورتوں کی طرف سے ایک صحابیہ پردے میں آئیں اور آ کر کہنے لگیں امیر المومنین یہ آپ نے قرآن وحدیث سے فیصلہ دیا ہے یا اپنی انتظامی چیز کو سامنے رکھ کر فیصلہ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے انتظامی امور کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا، وہ کہنے لگیں آپ کیسے یہ بات کر سکتے ہیں جب کہ اللہ نے قرآن مجید میں یہ واضح کردیا، عمر رضی اللہ عنہ حیران ہو کر پوچھتے ہیں کیسے واضح کردیا؟ انہوں نے آگے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا (پ ۴، سورہ نساء، آیت ۲۰) ''اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو'' تو جب اللہ تعالیٰ نے حق مہر کی مقدار کے بارے میں سونے چاندی کے ڈھیر کا لفظ استعمال کیا تو اب عمر کو یہ کیسے اختیار ہے کہ وہ تھوڑی مقدار متعین کرے، امیر المومنین الٹے قدموں واپس آتے ہیں، ممبر پر کھڑے ہو کر پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ عمر سے غلطی ہوگئی اور ایک بہن نے احسان کیا کہ بھائی کی غلطی کی نشاندہی کردی، لہٰذا اس وقت عورتوں کا اتنا بڑا علمی معیار تھا اس وقت بات چیت بھی علمی ہوا کرتی تھی۔

ایک بڑھیا کی علمی دھمکی

چناں چہ حجاج بن یوسف کے بارے میں آتا ہے اس نے ایک بڑھیا کے بچے پر بہت ظلم کیا بڑھیا آئی اس نے حجاج بن یوسف کو ڈانٹا اور اس سے کہا حجاج تو ظلم سے باز آجا ورنہ اللہ پاک تجھے اس طرح مٹادیں گے جس طرح اس نے قرآن پاک کے پہلے پندرہ پاروں میں سے کلّا کا لفظ اڑا کر رکھدیا ہے،

حجاج تو خود بھی حافظ تھا، قاری تھا، بلکہ مقری تھا، اور عجیب بات کہ طبیعت میں سختی بہت زیادہ تھی، اس نے فوراً قرآن پر نظر ڈالی پہلے پندرہ پاروں میں کہیں کلا نظر نہ آیا کہنے لگا اگر کہیں کلا کا لفظ میں پالیتا تو تجھے بھی سزا دلواتا تو سوچنے کی بات ہے کہ عام روزمرہ کی گفتگو میں بھی عورتیں ایسی علمی بات کرتی تھیں، جو علمی لطائف اور علمی معارف ہوا کرتے تھے، تو ان عورتوں کا علمی پایہ اتنا زیادہ بلند ہوا کرتا تھا (سبحان اللہ)

عورت جو قرآنی آیتوں سے بات کرتی تھی

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عورت کا واقعہ بیان کیا، جو قرآن کریم کی آیتوں سے بات کا جواب دیا کرتی تھیں، اس واقعہ کی تفصیل بیان کرنے سے بات زیادہ لمبی ہو جائے گی تاہم فرماتے ہیں، کہ میں ایک جگہ سویا ہوا تھا میں نے دیکھا کوئی سواری پر سوار میرے پاس آیا میں نے پوچھا تو کون ہے؟

ادھر سے جواب ملا: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ

عورت کی آواز تھی جب ان الفاظ میں سلام کیا میں نے پوچھا اماں کدھر سے آرہی ہو، ادھر نے جواب ملا وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ

میں پہچان گیا عمرہ کر کے آرہی ہیں، میں نے پوچھا یہاں کیسے ہو؟

کہنے لگی: مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ

میں سمجھ گیا یہ راستہ گم کر گئی ہیں، میں نے پوچھا اماں جان کہاں جانا چاہتی ہو؟

کہنے لگی: اُدْخُلُ الْمِصْرَ اِنْشَاءَ اللّٰهُ آمِنِیْنَ

میں سمجھ گیا یہ شہر جانا چاہتی ہیں، چناں چہ میں نے ان کی سواری کی مہار پکڑلی چلنا شروع کر دیا۔

درمیان میں میں نے پوچھنا چاہا تمہاری زندگی کیسی ہے شوہر ہے یا نہیں؟

میں نے یہ بات پوچھی تو انہوں نے آگے آیت پڑھی: لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا.

جب انہوں نے یہ آیت پڑھی میں سمجھ گیا کہ یہ اس بارے میں مجھ سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی، میں نے کچھ عربی کے اشعار شروع کر دئے فرماتے ہیں اس نے آگے سے قرآن پڑھا:

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (اگر تم نے کچھ پڑھنا ہی ہے تو قرآن پڑھو)

کہنے لگے میں قرآن پڑھتا رہا، جب شہر آگیا میں نے پوچھا یہاں کون ہے؟

کہنے لگی: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

میں سمجھ گیا ان کے بچے ہیں پوچھا ان کا نام کیا ہے؟

فرمانے لگی: اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ

میں سمجھ گیا ان کے تین بچے ہیں اور یہ ان کے نام ہیں جب دروازے پر جا کر آواز لگائی تو تین خوبصورت نوجوان جن کے چہرے پر اتنا نور تھا اتنی جاذبیت تھی کہ بندے کی نگاہ ٹھہرتی نہیں تھی، ہیرے اور موتی کی طرح چمکتے چہروں والے وہ نوجوان آئے ان کے چہروں پر تقویٰ کے آثار تھے، نیکی کے آثار تھے، فرماتے ہیں میں تو ان کے حسن و جمال کو دیکھتا ہی رہ گیا، وہ آئے اپنی والدہ سے ملے، وہ خوش ہوئے امی ہم تو پریشان تھے، آپ کہاں رہ گئیں، اب ان کی ماں نے کہا وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ.

جب انہوں نے یہ الفاظ کہے تو بچوں نے فوراً دستر خوان بچھا دیا کھانے کے لئے جو کچھ ان کے پاس تھا نکال کر رکھ دیا اور کہا آپ کھا لیجئے، میں نے انکار کیا تو کہنے لگی: اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ

میں سمجھ گیا اللہ کی رضا کے لئے کچھ کھلانا چاہتی ہیں، میں نے کھالیا کھانے کے بعد میں ایک طرف کو جانے لگا، تو انہوں نے مجھے الوداعی بات کہی۔

اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا

میں بڑا حیران میں نے ان کے بچہ سے پوچھا یہ آپ کی ماں کا عجیب معاملہ ہے جب سے یہ مجھے ملی تب سے ہر بات کے جواب میں قرآن پاک کی آیت پڑھتی ہیں، انہوں نے کہا ہماری والدہ قرآن پاک کی حافظہ ہیں، حدیث کی عالمہ ہیں ان کے دل میں خشیت الٰہی اتنی آچکی ہے یہ سوچتی ہیں قیامت کے دن جب میرے نامۂ اعمال کو کھولا جائے گا کہیں ایسا نہ ہو اس میں الٹی سیدھی گفتگو درج ہو، پچھلے بیس سال سے ان کی زبان سے قرآن پاک کی آیت کے سوا کچھ نہیں نکلا (سبحان اللہ)

ایسی ایسی عورتیں قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش ہوں گی، اور آج ہماری عورتیں ہیں جن کا وقت غیبت و بہتان اور الزام تراشی میں گذر جاتا ہے۔

پھر یہ اللہ کے حضور کیا جواب دیں گی، ہم اگر حالات کو دیکھیں تاریخ کو دیکھیں اس امت میں ایسی عالمہ عورتیں گذری ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو بنایا، دین کی تعلیم دی، دین کی خدمت کرتے ہوئے زندگی گذاری اور اللہ کے حضور درجات پائیں تو عورتیں دین کی تعلیم کے حصول میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔

حفاظت قرآن میں عورت کا کردار

چناں چہ حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے بچپن میں ستر ایسی عورتوں سے علم حاصل کیا کہ جو حدیث کی راویہ تھیں اور ان سے باقاعدہ حدیث آگے روایت کی جاتی تھی (سبحان اللہ) ہر گھر گلشن بنا تھا، بچیاں اس دور میں دین کی خدمت کیا کرتی تھیں بلکہ ایک عجیب بات! حفاظت قرآن میں بھی اس امت کی بیٹیوں نے نمایاں کام کر دکھایا، اس زمانہ میں پریس (Press) تو ہوتے نہیں تھے کہ قرآن مجید پریس کے اوپر چھاپ لئے جاتے، ہاتھ سے لکھنے پڑتے تھے کتابوں میں لکھا ہے، جب جوان العمر بچیاں اپنی تعلیم

سے فارغ ہو جاتیں اور ان کے آگے نکاح میں ابھی کچھ وقت ہوتا اور مستقبل کی زندگی شروع ہونے میں کچھ انتظار ہوتا تو وہ اپنے والدین کے گھر میں روزانہ کے کام کاج سمیٹ کر پھر باوضو ہو کر مصلے پر بیٹھ جاتیں اور اللہ کا کلام (قرآن مجید) بڑی خوشنویسی کے ساتھ لکھنا شروع کرتیں روز تھوڑا تھوڑا لکھتے لکھتے ہر لڑکی اپنے لئے قرآن مجید لکھ لیتی، پھر اس کے والدین اس قرآن کی سنہری جلد بنوا دیتے اور جب بچی کی شادی ہوتی تو جہیز میں قرآن مجید کا وہی نسخہ دیا جاتا جس کو بچی نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوتا، اس امت کی بیٹیاں اس وقت اپنے جہیز میں اللہ کا کلام لیکر جاتیں تھیں ایک طرف تو اللہ کا کلام مل جاتا تھا، اور دوسری طرف قرآن پاک کے نسخے زیادہ سے زیادہ لکھے جاتے اور قرآن پاک کی حفاظت کا سامان ہو کر امت میں پھیلتے چلے جاتے، لہذا قرآن پاک کی حفاظت میں جہاں مردوں نے کام کیا وہاں اس امت کی بیٹیوں نے بھی کام کر دکھایا تو دین کے معاملے میں عورتیں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔

حصول ولایت اور عورت

انہوں نے ولایت کے بھی بڑے بڑے مراتب حاصل کئے، بڑی بڑی معرفت کی باتیں کیا کرتی تھیں، چنانچہ رابعہ بصریہ کے بارے میں آتا ہے رات کو جب دیر ہو جاتی تہجد پڑھتیں تہجد کے بعد دامن پھیلا کر دعا مانگتیں، ان کی دعا بھی عجیب تھی دعا میں یہ الفاظ کہتیں ''اے اللہ! اس وقت دن جا چکا ہے اور رات آ گئی ہے ہر شخص اپنے مالک کے پاس پہنچ چکا ہے، مالک مجھے تجھ سے محبت ہے میں تیرے سامنے دامن پھیلا کر بیٹھی ہوں'' اور پھر عجیب بات کرتیں کہتیں ''یا اللہ دنیا کے بادشاہوں نے دروازے بند کر لئے ہیں تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے، اے اللہ! میں تجھ سے فریاد کرتی ہوں (اور پھر دعا مانگتے ہوئے کہتیں) اے اللہ! آپ وہ ذات ہیں جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے، اے اللہ شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دے''

جب اس طرح دعا مانگتی تھیں پھر اللہ رب العزت ان کو علوم و معارف عطا کر دیا کرتے تھے، (سبحان اللہ) تو ہمارے لئے یہ کتنا بڑا سبق ہے اس سے پتہ چلا کہ اس امت کی عورتیں دین کے معاملے میں اور حصول ولایت میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں بلکہ مردوں کے ساتھ قدم آگے بڑھایا۔

دین کے ہر شعبہ میں عورتوں کی مسابقت

چناں چہ اس امت میں اگر آپ کو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ نظر آئیں گے، تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی فقیہ بھی نظر آئیں گی، اگر آپ کو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جیسے حافظ نظر آئیں گے، تو پھر حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ جیسی حافظہ بھی نظر آئیں گی اگر اس امت میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے سید الشہداء نظر آئیں گے تو اس امت میں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ جیسی شہیدہ بھی نظر آئیں گی بلکہ اسلام کی سب سے پہلی شہادت بھی ایک عورت نے پائی اور اس میدان میں عورتیں مردوں سے بھی آگے نکل گئیں، (سبحان اللہ) اس امت میں اگر آپ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے جرنیل نظر آئیں گے تو پھر آپ کو اس امت میں خولہ بھی تو نظر آئیں گی، جو ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، چناں چہ کتابوں میں لکھا ہے ضرار رضی اللہ عنہ کو کفار نے گرفتار کر لیا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیران ہیں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے، دشمن بہت زیادہ ہیں انہوں نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو نرغے میں لے لیا تھا، اور آگے چل پڑے تھے، فرماتے ہیں میں نے ایک سوار کو دیکھا نقاب پوش تھا، اس کے ہاتھ میں تلوار تھی تیزی کے ساتھ آیا اور کافروں کو گاجر اور مولی کی طرح کترنا شروع کر دیا، فرماتے ہیں کہ جدھر زیادہ رش تھا ادھر جا کر اس نے لاشوں کے پشتے لگا دئے، کافروں پر اتنا رعب بیٹھا کہ وہ ضرار رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے، انہوں نے ضرار رضی اللہ عنہ کی ہتھکڑیاں توڑیں اور وہ مشکیں کاٹ دیں جو باندھی ہوئی تھیں اور ان کو آزاد کر دیا جب واپس آئے میں حیران ہوا میں اس مجاہد کے قریب ہوا

میں نے پوچھا تو کون ہے؟ تیرے اندر اتنی شجاعت اور بہادری ہے، جواب میں ایک عورت کی آواز سنائی دی کہنے لگیں میں ضرار کی بہن خولہ ہوں میرے بھائی کو کافروں نے گرفتار کرلیا تھا میں سمجھی آج بھائی کو اپنی بہن کی ضرورت ہے، میں نے نقاب باندھا اور میں تلوار لیکر میدان میں آگئی۔

تو اگر مسلمانوں میں حضرت خالد ابن ولید جیسے جوانمرد اور بہادر مجاہد نظر آتے ہیں تو پھر خولہ رضی اللہ عنہا جیسی بڑا دل رکھنے والی مجاہدہ بھی تو نظر آتی ہیں، اگر اس امت میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسے بڑے بڑے مشائخ نظر آتے ہیں تو پھر رابعہ بصریہ جیسی عورتیں بھی تو نظر آتی ہیں، تو ان باتوں سے معلوم ہوا کہ عورتیں دین کے معاملہ میں اس امت میں کبھی پیچھے نہیں رہیں وہ محدثہ بھی بنیں، وہ قرآن پاک کی قاریہ بھی بنیں، اور انہوں نے عورتوں میں دین پھیلانے میں اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

طلبہ اللہ کے لاڈلے ہوتے ہیں

آج اس عاجز کی یہ خوش نصیبی ہے ایسے ادارہ میں آنے کی سعادت حاصل ہوئی جہاں بچیوں کو تعلیم دی جاتی ہے، بچیاں قرآن پڑھتی ہیں، اپنے سینوں کو نبی علیہ السلام کی احادیث سے منور کرتی ہیں، یہ خوش نصیب بچیاں ہیں جن کو اللہ نے دین کی تعلیم کے لئے چن لیا ہے یہ خوش نصیب بچیاں ہیں جن کو پروردگار نے اپنے دین کے لئے قبول کرلیا **ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا** (پ۲۲، سورہ فاطر، آیت ۳۲)

قرآن گواہی دے رہا ہے ''پھر ہم کتاب کا وارث بنائیں گے اپنے بندوں میں سے ان کو جو ہمارے چنے ہوئے بندے ہوں گے، ہمارے لاڈلے بندے ہوں گے ہمارے پیارے بندے ہوں گے'' (سبحان اللہ) تو دین کا علم حاصل کرنے والے جو طلبہ وطالبات ہیں اللہ کے بندے اور بندیاں ہیں یہ اللہ کے پیارے ہیں، حدیث پاک میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن علماء کو کھڑا

کریں گے اور فرمائیں گے یٰمَعْشَرَ الْعُلَمَاءِ ''اے علماء کی جماعت'' میں نے تمہارے سینوں کو علم کے لئے منتخب کیا تھا اس لئے آج میں تمہیں لوگوں کے سامنے رسوا نہیں کرنا چاہتا جاؤ بغیر حساب کتاب جنت کے دروازوں کو تمہارے لئے کھولدیا، اللہ رب العزت کی کتنی رحمت ہوگی کتنا کرم ہوگا۔

حدیث پاک میں آتا ہے اس امت کے عوام جب قیامت کے دن حوض کوثر پر حاضر ہوں گے اللہ کے فرشتے ان کو جام بھر بھر کر پلائیں گے، لیکن جب اس امت کے عالمہ عورتیں اور عالم مرد حوض کوثر پر جائیں گے، نبی ﷺ اپنے ہاتھوں سے حوض کوثر کا جام عطا فرمائیں گے، یہ کتنی بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ رب العزت کے محبوب عزت افزائی فرمائیں گے، ایسا نہ ہو ہماری زبان تو عالم ہو اور ہمارے دل جاہل ہوں، ہمارے دماغ تو عالم ہوں اور ہمارے جسم پر نبی کی سنتیں موجود نہ ہوں اس دورنگی کی زندگی سے اللہ محفوظ فرمالیں (آمین) شیطان پیچھے پڑا ہوا ہے، مدرسہ میں داخلہ لینے کے باوجود بھی جامعات میں آنے کے باوجود بھی شیطان پیچھے لگا رہتا ہے، چاہتا ہے عورتیں وقت ضائع کریں طالب علم اپنے علم سے وہ فائدہ نہ اٹھائیں اسلئے شیطان سے بچے رہئے اپنے نفس کی شرارتوں پر نظر رکھئے جو کچھ پڑھئے اس کو اپنے جسم کے اوپر لاگو کر لیجئے تاکہ زیور علم سے اللہ رب العزت آپ کو آراستہ فرمادیں: آپ ان باتوں کو غور سے سنئے گا اللہ رب العزت کے دین میں ہی ہمارے لئے عزت ہے، یاد رکھنا......!

''انسان کا قد بغیر اونچے جوتے کے بھی اونچا نظر آسکتا ہے اگر اس کی شخصیت کے اندر بلندی ہو، انسان کی آنکھیں بغیر سرمہ کے بھی خوبصورت نظر آسکتی ہیں، اگر ان میں حیاء ہو، انسان کا چہرہ بغیر کسی میک اپ کے بھی اچھا لگتا ہے اگر اس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان ہوں''

لہٰذا اگر آپ تقویٰ اور پرہیزگاری کی زندگی گذاریں گی تو اللہ رب العزت دنیا میں بھی عزت دیں گے اور آخرت میں بھی عزتیں دیں گے۔

پروردگار عالم ہمیں عزتیں عطا فرمائیں، ہمیں برے دن سے بچائے،

بری رات سے بچائیے، برے کاموں سے بچائیے، اللہ برے انجام سے بچا، عزتیں ملنے کے بعد ذلت سے بچائیے، ڈگمگانے سے بچالیجئے، اللہ ہمیں پھسلنے سے بچالے، اللہ ہمیں اپنے سیدھے راستے سے ہٹنے سے بچالے، ہماری حفاظت فرما، ہم تو کمزور ہیں اللہ ہم تو اتنے کمزور ہیں ہم سے تو گھر کی چیزوں کی بھی حفاظت نہیں ہو پاتی، اللہ ایمان کی حفاظت ہم کیسے کر پائیں گے، اللہ تو ہی مدد فرما، موت تک ہمارے ایمان کی حفاظت فرما۔

جب ہم اس طرح مانگیں گے تو پروردگار عالم ہم پر رحمت فرمائیں گے، اور ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائیں گے، پروردگار عالم ہماری زندگیوں کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرمالے اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالے۔

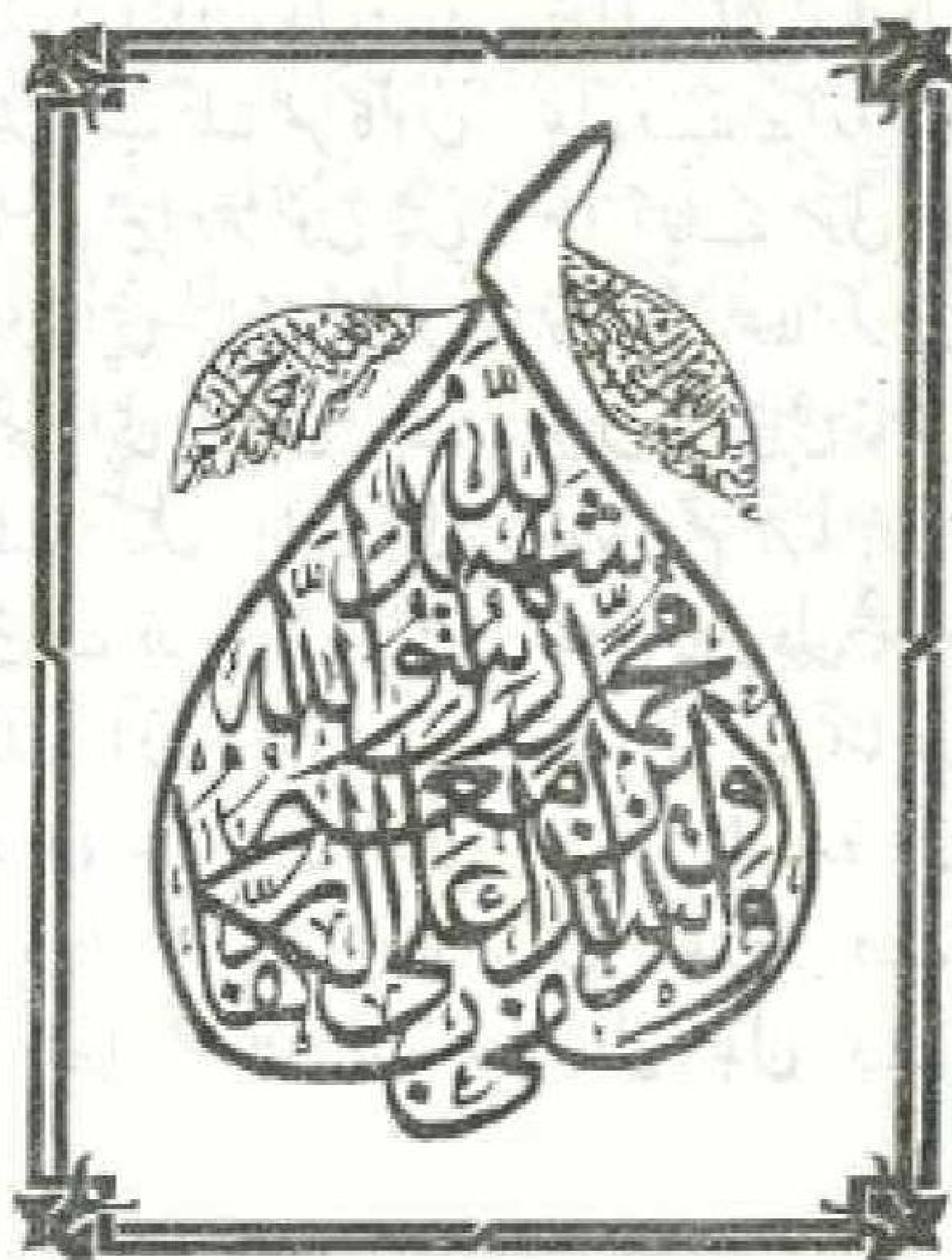
و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نوٹ: بیان کے بعد حضرت نے تھوڑی دیر مراقبہ کرایا اور اسی دوران مناجات کے اشعار پڑھے، پھر خوب رو رو کر دعا کرائی۔

مناجات

ہوا و حرص والا دل بدل دے — میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے
بدل دے دل کی دنیا دل بدل دے — خدایا فضل فرما دل بدل دے
گنہگاری میں کب تک عمر کاٹوں — بدل دے میرا راستہ دل بدل دے
سنوں میں نام تیرا دھڑکنوں میں — مزا آجائے مولیٰ دل بدل دے
کروں قربان اپنی ساری خوشیاں — تو اپنا غم عطا کر دل بدل دے
ہٹالوں آنکھ اپنی ماسویٰ سے — جیوں میں تیری خاطر دل بدل دے
سہل فرما مسلسل یاد اپنی — خدایا رحم فرما دل بدل دے
پڑا ہوں تیرے در پر دل شکستہ — رہوں کیوں دل شکستہ دل بدل دے
ترا ہو جاؤں اتنی آرزو ہے — بس اتنی ہے تمنا دل بدل دے
میری فریاد سن لے میری مولیٰ — بنالے اپنا بندہ دل بدل دے

ہوا و حرص والا دل بدل دے
میرا غفلت میں ڈوبا دل بدل دے



اَيْنَمَا تَكُوْنُوا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ

(القرآن الکریم)

موت کی یاد

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی زید مجدہ

فہرست عناوین

اقتباس

اللہ اللہ اللہ

موت ایک اٹل حقیقت ہے......!

● موت کو اگر حکومت کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو فرعون کو کبھی موت نہ آتی۔

● اگر موت کو وزارت کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو ہامان کو کبھی موت نہ آتی۔

● اگر موت کو قوت بازو کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو رستم وسہراب کو کبھی موت نہ آتی۔

● اگر موت کو دواؤں کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو افلاطون اور جالینوس کو کبھی موت نہ آتی۔

● اور اگر موت کو حکمت ودانائی سے ٹالا جاسکتا تو لقمان علیہ السلام کو کبھی موت نہ آتی۔

● اور اگر موت کو وفاؤں کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو کبھی بھی نیک بیوی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جوان خاوند کو نہ مرنے دیتی۔

● اور اگر موت کو محبت کے ذریعہ ٹالا جاسکتا تو کبھی بھی ماں اپنی گود میں پڑے اپنے معصوم بچے کو نہ مرنے دیتی۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے۔

(حضرت مولانا پیر فقیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

اعوذُ باللّٰہِ منَ الشّیطان الرّجیم بسمِ اللّٰہِ الرّحمٰن الرّحیم

کُلُّ نفسٍ ذَائِقَۃُ المَوتِ ثُمَّ اِلَینا تُرجَعُونَ (پ۲۱،سورہ عنکبوت، آیت:۵۷)

"ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے"۔

وقال اللّٰہُ تعالٰی فی مقامٍ آخر

کُلُّ نفسٍ ذَائِقَۃُ المَوتِ وإنَّمَا تُوَفَّونَ اُجُورَکُم یومَ القِیٰمۃِ فَمَن زُحزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدخِلَ الجَنَّۃَ فَقَد فازَ وَمَا الحَیٰوۃُ الدُّنیَا اِلَّا مَتَاعُ الغُرُورِ. (پ۴،سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵)

"ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی، تو جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا، اور دنیوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکے کا سودا ہے"۔

وقال اللّٰہ تعالٰی فی مقامٍ آخر

اَینَمَا یَکُونُوا یُدرِککُّمُ المَوتُ وَلَو کُنتُم فِی بُرُوجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

(پ۵،سورہ نساء، آیت ۷۸)

"تم چاہے کہیں بھی ہو وہاں ہی موت تم کو آدبائیگی، اگرچہ تم قلعی چونہ کے قلعوں ہی میں ہو"

وقال اللّٰہُ تعالٰی فی مقامٍ آخر

قُل اِنَّ المَوتَ الَّذِی تَفِرُّونَ مِنہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیکُم ثُمَّ تُرَدُّونَ اِلٰی عٰلِمِ الغَیبِ وَالشَّہَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُم بِمَا کُنتُم تَعمَلُونَ (پ۲۸،سورہ جمعہ، آیت ۸)

"آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ موت ایک روز تم کو آپکڑے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر جاننے والے خدا کے پاس لے جاؤ گے، پھر وہ تم کو تمہارے سب کئے ہوئے کام بتلادے گا (اور سزا دے گا)

وقالَ اللّٰہُ تعالٰی فی مقامٍ آخرٍ

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(پ ۲۷، سورہ رحمٰن، آیت ۲۶)

"جتنے ذی روح روئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت والی اور احسان والی ہے، باقی رہ جائے گی"۔

وقالَ رسُولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ

كُنْ فِي الدُّنيا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عابِرُ سَبِيلٍ ، أو كما قالَ علیہ الصلوٰۃُ والسلام

"آپ دنیا میں اس طرح رہئے گویا آپ اجنبی ہیں یا راہ چلتے مسافر"۔

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلامٌ على المرسلين والحمد للّٰهِ رب العالمين.

اللّٰهمّ صلِّ على سيّدِنا محمّدٍ وعلى آل سيدِنا محمد وبارك وسلم.

اللّٰهمّ صلِّ على سيّدِنا محمّدٍ وعلى آل سيدِنا محمد وبارك وسلم.

اللّٰهمّ صلِّ على سيّدِنا محمّدٍ وعلى آل سيدِنا محمد وبارك وسلم.

حیاتِ انسان مثلِ چراغ

انسان کی زندگی ہوا میں رکھے ہوئے چراغ کی مانند ہے، بوڑھا آدمی اگر چراغِ سحر ہے تو جوان آدمی چراغِ شام ہے، جس طرح ہوا کے اندر رکھا ہوا چراغ ایک جھونکے کا محتاج ہوتا ہے، ایسی ہی انسانی زندگی بھی ایک پل کی محتاج ہوتی ہے:

زندگی کیا ہے ایک تھرکتا ہوا ننھا سا دیا
ایک ہی جھونکا جسے آکے بجھا دیتا ہے
یا سرِ مژگانِ غم کا تھرکتا ہوا آنسو
پلک جھپکنا جسے مٹی میں ملا دیتا ہے

جس طرح پلک کا آنسو پلک جھپکتے ہی مٹی میں مل جاتا ہے ایسے ہی انسان ایک لمحے میں اس جہان سے اگلے جہان کی طرف رخصت ہو جاتا ہے، مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی، صحیح معنوں میں بندہ وہی ہوتا ہے جس میں بندگی ہو ورنہ سراسر گندہ ہوتا ہے، جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے، جو بھی اس دنیا میں آیا اس کو بالآخر دنیا سے جانا ہے وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (پ ۱۷، سورہ انبیاء، آیت ۳۴) اے محبوب! "ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی کے لئے یہاں ہمیشہ رہنا نہیں لکھا" ہر انسان کو بالآخر یہاں سے جانا ہے، چند دنوں کی یہ مہلت ہے، جو ہمیں عطا کی گئی، اس میں ہمیں آخرت کی تیاری کرنی ہے، تو دنیا کی مختصر سی زندگی آخرت کی تیاری کے لئے عطا کی گئی، اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ "تم دنیا میں ایسی زندگی گذارو جیسے کوئی پردیسی ہوتا ہے" پردیس میں انسان کو کتنی ہی سہولت کیوں نہ میسر ہوں اس کا دل اپنے بچوں کے لئے اپنے والدین کے لئے عزیز واقارب کے لئے ہر وقت اداس رہتا ہے، سوچتا ہے کہ کب مجھے مہلت ملے کہ میں وطن واپس چلا جاؤں۔

مؤمن کے لئے دنیا وطن اقامت

اسی طرح مؤمن کا اصلی وطن جنت ہے، دنیا اس کے لئے وطن اقامت کے مانند ہے، ہم تھوڑے دن کے لئے یہاں بھیجے گئے، بالآخر زندگی گذار کر ہم نے اپنے وطن اور مستقر کی طرف لوٹ کر واپس جانا ہے، دنیا میں رہتے ہوئے ہم آخرت کی تیاری میں لگے رہیں، جس طرح مسافر اپنے سفر کے دوران تھوڑی دیر اپنے آرام کے لئے ٹھہرتا ہے، اس کے پیش نظر یہ بات ہوتی ہے کہ مجھے منزل پر پہنچنا ہے، اسی طرح ہمارا سفر کُنْ کے مقام سے شروع ہوا عالم ارواح میں اللہ رب العزت نے ہم سے وعدہ لیا أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ "کیا میں تمہارا رب نہیں

ہوں؟'' سب نے جواب دیا قالوابلیٰ ''کیوں نہیں'' اور اس کے بعد پروردگار نے آزمائش کے لئے دنیا میں بھیجا۔

دنیا امتحان گاہ ہے

اس لئے یہ دنیا کی زندگی آزمائش کی جگہ ہے، یہ دنیا آرام گاہ نہیں، یہ سیرگاہ نہیں، یہ تماشا گاہ نہیں، یہ قیام گاہ نہیں، یہ امتحان گاہ ہے، افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا رکھا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ کھاپی کر زندگی گذر جائے گی، ہرگز نہیں پروردگار عالم فرماتے ہیں اَحَسِبَ النَّاسُ ''کیا انسان یہ گمان کرتے ہیں'' اَنْ یُتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ''کہ اگر وہ کہہ دیں کہ وہ ایمان لے آئے تو ہم انہیں چھوڑ دیں گے، ہم ان کو آزمائیں گے'' وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ''ہم نے ان سے پہلے والوں کو بھی آزمایا فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ (پ۲۰، سورہ عنکبوت، آیت۲) ''اور تحقیق ہم سچے اور جھوٹے کے درمیان امتیاز کرکے رہیں گے، کھرے کھوٹے کی پہچان کرکے رہیں گے'' دیکھئے ہمیں نیک اعمال کے ساتھ دنیا میں زندگی گذارنی ہے، تاکہ اپنے پروردگار کو راضی کرلیں'' رب کریم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (پ۲۹، سورہ ملک، آیت۲) ''وہ ذات جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا یہ آزمانے کے لئے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے'' لہٰذا ہمیں دنیا میں اپنی شخصیت کو سنوارنا ہے، اپنے کردار کو بہتر بنانا ہے، اپنے اندر اخلاق حمیدہ کو پیدا کرنا ہے، صحیح معنوں میں انسان بن کر زندگی گذارنی ہے، اور جب انسان بن کر اللہ رب العزت کے حضور پیش ہوں گے، تو پھر پروردگار عالم اس کی قدردانی فرمائیں گے، یہ دنیا تو ہمارے لئے امتحان گاہ کی مانند ہے، اس لئے حدیث پاک میں فرمایا: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ ''دنیا تو مومن کے لئے قید خانہ

ہے اور کافر کے لئے جنت ہے" اس کا ایک ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ دنیا میں مومن کے لئے کچھ شریعت وسنت کی پابندیاں ہیں حدود وقیود ہیں، زندگی گذارنے پڑتی ہے اور کافر کے لئے تو کوئی حد یا قید نہیں، من مانی زندگی گذارتا ہے، مگر شارحین حدیث نے اس کے معنی کچھ اور لکھے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں کتنی ہی لطف اور مزے کی زندگی اس کو کیوں نہ مل جائے جنت کے مقابلے میں پھر بھی اس کو دنیا کی زندگی قید خانہ کی طرح نظر آئے گی، اور ایک کافر پر دنیا میں کتنی ہی شقتیں اور مصیبتیں کیوں نہ آئیں کتنی ہی تکالیف کیوں نہ آجائیں لیکن جہنم کے مقابلے میں پھر بھی دنیا اس کے لئے جنت کے مانند ہے۔ (سبحان اللہ)

مومن کا گھر جنت

اللہ رب العزت نے مومنوں کے لئے جنت میں کیا کچھ تیار کیا ہوگا اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، یہ بات ذہن میں بٹھا لیجئے کہ دنیا مٹی کی بنی ہوئی ہے، اور فانی ہے، جب کہ جنت سونے چاندی کی بنی ہوئی ہے، اور باقی رہنے والی ہے، یہ طے شدہ بات ہے جو انسان مخلوق سے دل لگائے گا وہ انسان ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا، اور جو انسان پروردگار سے دل لگائے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا، ہمیں چاہئے کہ ہم آخرت کی تیاری میں لگے رہیں، ہر دن کو قیمتی بنانے کی کوشش کریں، دن نیک اعمال میں گذارنے کی کوشش کریں اور اپنی راتوں کو اپنے دن کی مانند بنانے کوشش کریں، کوئی وقت بھی ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو، معصیت سے خالی زندگی گذارنا ہماری زندگی کا مقصد ہو۔

ایک اللہ والے کی پیاری بات

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ تھے "خواجہ ابوالحسن خرقانی

رحمۃ اللہ علیہ'' عجیب بات فرمایا کرتے تھے، فرماتے تھے جس انسان نے کوئی دن معصیت سے خالی گذارا ایسا ہی ہے جیسے اس نے وہ دن نبی کے ساتھ گذارا (سبحان اللہ) تو ہمارے دل میں یہ تمنا ہو کہ کوئی گناہ ہم سے سرزد نہ ہوتا کہ ہمیں سنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق نصیب ہو، کرنے والوں کو یہ نعمتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

امام ربانی حضرت مجددالف ثانیؒ نے اپنے مکاتیب میں لکھا ہے کہ اس امت میں کتنے ہی ایسا صلحاء اور کاملین گذرے ہیں کہ بیس بیس سال تک ان کے گناہ لکھنے والے فرشتے کو ان کے گناہ لکھنے کا موقع نہ ملا، ایسی پاک زندگیاں گذار کر اگر یہ حضرات اللہ کے حضور پیش ہوں گے وہاں ہم جیسے غافل بھی کھڑے ہوں گے، جنہوں نے نہ زبان سے احتیاط کی گفتگو کی ہوگی اور نہ آنکھ سے احتیاط برتی ہوگی، آج کسی کو بے ایمان کہہ دینا، کمینہ کہہ دینا، ذلیل کہہ دینا، یہ بہت آسان ہے، کل قیامت کے دن جب پوچھا جائے گا بتاؤ تم نے یہ الفاظ کیوں کہے تھے تو وہاں پر جواب دینا مشکل ہو جائے گا، یہ تو وہ دن ہوگا، جب کہ اللہ رب العزت کے انبیاء بھی تھراتے ہوں گے اللہ رب العزت جلال کے عالم میں ہوں گے فرمائیں گے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم ''آج کے روز کس کی حکومت ہوگی'' پھر خود فرمائیں گے بہت عرصہ کے بعد لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار (پ ۲۴، سورہ غافر/ مؤمن، آیت ۱۶) ''پس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا اور غالب ہے'' پھر اس دن ہم کیسے جواب دیں گے، اس دن کی تیاری کرنے کا وقت آج ہے، اس لئے ہمیں چاہئے کہ آخرت کی تیاری کرلیں۔

موت برحق ہے کفن میں شک ہے

موت کے بارے میں یہ نہیں کہا کہ تمہیں ایک دن موت آئے گی بلکہ فرمایا كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت (پ، سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵) ''تم میں

سے ہر ایک نے موت کا مزہ چکھا ہے" ذائقہ یہ یا تو میٹھا ہوتا ہے یا پھر کڑوا ہوتا ہے، نیک لوگوں کے لئے موت میٹھی ہوگی اور برے لوگوں کے لئے سخت کڑوی ہوگی (سبحان اللہ) اس لئے آج اس موت کی تیاری کرنے کا وقت ہے، کسی بزرگ نے کیا اچھی بات کہی فرمایا کرتے تھے، اے دوست موت برحق ہے، لیکن کفن کے ملنے میں شک ہے، کیا معلوم کس حال میں موت آئے کوئی کفن دینے والا بھی پاس ہو کہ نہ ہو، چناں چہ ہم نے ایک آدمی کی بات سنی کہ اسے دشمنوں نے قتل کر کے نہر میں پھینک دیا بہت دنوں تک اس کی لاش پانی میں رہی پھول گئی حتیٰ کہ اس کی لاش کو جب نکالا گیا تو شناخت کرنا مشکل تھا، پولیس والوں نے قریبی بستی والوں کے حوالہ کر دیا کہ مسلمان نظر آتا ہے تم اس کا جنازہ پڑھا دو چناں چہ بستی والوں نے اسے نہلا تو دیا لیکن ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا کہ ایک لاوارث لاش ہے اس کا کفن خریدنا ہے اس کے کفن میں جو آدمی حصہ ڈالنا چاہے وہ لائے چناں چہ کوئی آدمی دس روپے لایا کوئی بیس لایا چناں چہ اس کے لئے کفن خریدا گیا اور اس کو دفن کرنے کا انتظام کیا گیا، جب دفن کرنے لگے تو کوئی ایک بندہ بھی نہیں رو رہا تھا، اس لئے کہ کوئی اسے پہچانتا جو نہیں تھا جب کچھ دنوں کے بعد اس کی حقیقت کھلی تو پتہ چلا کہ وہ ایک علاقہ کا بڑا زمیندار تھا بارہ مربع زمین کا وہ مالک تھا، کروڑوں روپے اس کے بینک اکاؤنٹ میں تھے دو مختلف بڑے بڑے شہروں میں اس کی کوٹھیاں تھیں، چار اس کے جوان العمر بیٹے تھے کئی کئی ان کے گھر ہیں اور زمینیں ہیں، اس کو کیا پتہ تھا کہ جب اس کی موت آئے گی تو اس کو چندے کا کفن دیا جائے گا اس لئے کسی نے کہا:

موت برحق ہے لیکن کفن کے ملنے میں شک ہے

ہمیں چاہئے کہ آج ہی سے موت کی تیاری کریں یہ اصولی بات یاد رکھئے جس کی زندگی محمود اس کی موت بھی محمود اور جس کی زندگی مذموم اس کی موت بھی مذموم، اگر ہم نیکی والی زندگی گذاریں گے تو اللہ تعالیٰ نیکوں والی زندگی

عطا فرمائیں گے، یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک آدمی فاسق وفاجر والی زندگی گذارے اور بایزید بستامی اور جنید بغدادی جیسی موت آجائے ہرگز نہیں ہوسکتا:

ایں خیال است ومحال است وجنوں

ہمیں آج بھی اپنی زندگی کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے ہم جو گناہ کرتے ہیں ان کو چھوڑنے کی ضرورت ہے، موت کی تیاری کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک مثال

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب انداز سے یہ بات سمجھائی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ کا بڑا باغ تھا، جس کے کئی حصے تھے اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس کے ہاتھ میں ایک ٹوکری تھما دی اور کہا کہ میرے باغ میں داخل ہو جاؤ اور بہترین پھلوں سے ٹوکری بھر کر لاؤ، بڑا انعام ملے گا مگر شرط یہ ہے کہ جب اندر سے گذر کر آجاؤ تو تمہیں دوبارہ واپس جانے کی اجازت نہیں ہوگی، اس نے کہا چلو یہ تو کوئی بڑی بات نہیں، وہ لیکر اس ٹوکری کو چل پڑا ایک طرف سے دروازے میں داخل ہوا دیکھا کہ اس کے اندر پھل ہیں مگر پسند نہ آئے، اگلے درجہ میں داخل ہوا یہاں پھل پہلے سے بہتر تھے، سوچنے لگا کچھ توڑلوں کہنے لگا اگلے درجہ سے توڑلوں گا پھل یہاں بھی کچھ بہتر تھے، پھر اگلے درجہ میں بہت بہتر تھے اور اس سے اگلے والے درجہ میں بہت ہی بہترین تھے یہاں دل میں خیال آیا کہ اب تو میں کچھ پھل توڑلوں پھر سوچنے لگا آگے سب سے بہتر پھل توڑوں گا، جب اگلے اور آخری درجہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے وہاں پر تو کسی بھی درخت پر پھل نہیں ہیں، افسوس کرنے لگا کہ اے کاش میں نے پہلے درجے سے پھل توڑے ہوتے تو آج میری ٹوکری خالی نہ ہوتی اب میں بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤں گا، امام غزالی فرماتے ہیں اے دوست!

بادشاہ اللہ رب العزت کی مثال کے مانند ہے۔

اور انسان جو باغ میں جا رہا ہے وہ تیری مثال ہے۔
اور ٹوکری سے مراد تیرا نامۂ اعمال ہے۔
زندگی کی مثال باغ کی مانند ہے۔
اور اس کے مختلف حصے تیری زندگی کے ہر دن کے مانند ہیں۔
اب تجھے ہر دن میں نیکیوں کے پھل توڑنے کا حکم دیا گیا لیکن تو روز سوچتا ہے کہ میں کل سے نیک بن جاؤں گا، یعنی ...رجہ سے پھل توڑوں گا، اگلے درجے سے پھل توڑوں گا، تیرا اگلا دن نہ آسکے گا، اور تجھے اسی دن اللہ کے حضور جانا پڑے گا۔

سب ٹھاٹ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا
کھڑے پیر چل دینا پڑے گا۔

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ
(پ ۸، سورہ اعراف، آیت ۳۴)

سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔

شان سلیمان علیہ السلام

(حضرت سلیمان اللہ رب العزت کے جلیل القدر نبی ہیں اتنی شان والے نبی ان کو اللہ رب العزت نے نبوت کی شان بھی عطا فرمائی اور انسانوں پر بھی جنوں پر بھی حیوانوں پر بھی، پرندوں پر بھی اتنی بڑی شاہی عطا کی کہ سبحان اللہ، نبی ﷺ نے فرمایا: نہ ان سے پہلے دنیا کی وہ شاہی کسی کو ملی تھی اور نہ بعد میں ملے گی (سبحان اللہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی شان عطا فرمائی بیت المقدس بنوا رہے ہیں کہ اس کی تعمیر کے لئے انہوں نے جنوں کو لگا دیا خود اپنے لئے شیشے کا کمرہ بنوایا کہ میں اس کی نگرانی کروں گا، اب اللہ کے ایک نبی ہیں اتنے شرف والے، اتنے مقام والے اتنی شان والے ہیں، اور مسجد بنانے کے کام میں لگے ہوئے ہیں،

اللہ کا گھر بنا رہے ہیں بلکہ پروردگار نے ان کو بھی اسی حالت میں بلا لیا، اور اپنے گھر کو مکمل کرانے کی شکل نکالی کہ وہ جہاں کھڑے تھے اسی طرح ان کی لاش کھڑی رہ گئی، جنات کام کرتے رہے جب کام مکمل ہو گیا، ان کے عصیٰ کو اس وقت دیمک نے کھالیا تب ان کی نعش زمین پر آئی، تب جنوں کو پتہ چلا کہ ان کی موت واقع ہو گئی ہے، تو وقت کے ایک نبی اللہ کا گھر بنانے جیسے عمل میں مشغول ہیں، ان کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو ان کو بھی مہلت نہیں دی جاتی بلکہ اپنے پاس بلا لیا جاتا ہے۔

ہمیں کس چیز نے موت سے غافل کیا

میری بہنو! بیٹیو! اگر ہم آج غور کریں ہم کن کاموں میں لگے ہوئے ہیں ہماری کیا اوقات ہے، ہم کس کھیت کی گاجر مولی ہیں جب ہماری موت کا وقت آئے گا، پھر اسے کہاں پیچھے ہٹایا جائے گا، ہمیں تو اسی وقت پہنچنا ہوگا کسی بھی تیاری کا وقت نہیں ملے گا، یہ جو زندگی ہے یہی تو تیاری کا وقت ہے کوئی علیحدہ وقت نہیں دیا جائے گا، اس وقت کو غنیمت سمجھ لیجئے کتنے جنازے بچوں کے ہاتھ میں لیکر قبرستان جاتے ہوئے ہم نے لوگوں کو دیکھا، کتنے جوانوں کے جنازے کندھے پر لیکر جنازہ گاہ میں چھوڑ آئے، کتنے جنازے بڑی عمر والوں کے تھے، اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ عمر کے کسی بھی مرحلے میں ہماری موت آسکتی ہے، اس لئے ہر ایک کو تیاری کرنے کی ضرورت ہے، کوئی نہیں جانتا کہ موت کب آئے گی ہاں ایک دن بلاوا آجائے گا۔

یہ تو ایسی بات ہوئی جس نے موت کی تیاری نہیں کی کہ بارات والے گھر آچکے اور گھر والے لڑکی کے کان چھدوانے کہیں لڑکی کو لے گئے، ان کو کتنی شرمندگی ہوگی کہ انہوں نے کوئی تیاری کی ہی نہیں تھی، بالکل اسی طرح ہم اگر موت کے تیاری نہ کر سکے تو جب ملک الموت آئیں گے اس وقت پشیمان ہوں

کہیں گے قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ (پ ۱۸، سورہ مؤمنون، آیت ۱۰۰) "اللہ ہمیں ایک مرتبہ اور مہلت دیدے ہم نیک کام کریں گے مگر کہا جائے گا" کَلَّا "ہرگز نہیں" چناں چہ موت کی تیاری آج کرنے کی ضرورت ہے، یہ ایسا عمل ہے جو ہم میں سے ہر ایک کے پیش نظر ہے۔

انکے یہاں موت کی یاد کیلئے آدمی مقرر تھا

سیدنا عمر فاروق اعظمؓ کتنی بڑی شان والے صحابی ہیں انہوں نے ایک آدمی کو اپنے ساتھ لگا رکھا تھا اور اس کو یہ کہہ رکھا تھا کہ تم مجھے وقتاً فوقتاً موت کی یاد دلاتے رہنا، چناں چہ مختلف محفلوں میں وہ موت کا تذکرہ کرتے رہتے تھے، ایک دن آپ نے انہیں فرمایا اب آپ کوئی دوسرا کام کر لیجئے کہنے لگے کہ حضرت کیا اب موت یاد دلانی کی ضرورت نہیں ہے؟ آپ نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کیا جس میں کچھ سفید بال آگئے تھے فرمایا یہ سفید بال مجھے موت کی یاد دلانے کے لئے کافی ہیں مجھے ان کو دیکھ کر موت کی یاد آتی رہے گی۔

موت کا پیغام

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملک الموت تو اپنے آنے سے پہلے کوئی پیغامبر یا کوئی قاصد بھیجا کر، عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب کئی پیغام آتے ہیں مگر لوگ سمجھتے نہیں کسی آدمی کا بوڑھاپے کی حالت میں پہنچ جانا یہ بھی موت کا پیغام ہے، کسی کی بینائی کا کمزور ہو جانا یہ بھی موت کا پیغام ہے، کسی کے دانت میں سوراخ کا ہو جانا اور دانت کا ٹوٹ جانا یہ بھی موت کا پیغام ہے جسم میں جوانی کی قوت کا نہ رہنا یہ بھی پیغام ہے، بیماریوں کا آنا یہ بھی پیغام ہے لیکن واقعی ہم اندھے بنے ہوئے ہیں، ہمیں آخرت کی بجائے دنیا کی رنگینی اپنی طرف کھینچ لیتی ہے، اور ہم آخرت سے غافل ہو کر زندگی گذار بیٹھتے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ موت کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں معلوم نہیں کس حال میں ہماری موت آجائے،

ہم نے کئی بار دیکھا آدمی جوانی کے عالم میں بھی فوت ہو جاتا ہے، مختلف صورتیں اس کی بنجاتی ہیں۔

موت اٹل حقیقت ہے

(موت کو اگر حکومت کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو فرعون کو کبھی موت نہ آتی۔
اگر موت کو وزارت کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو ہامان کو کبھی موت نہ آتی۔
اگر موت کو مال و دولت کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو قارون کو کبھی موت نہ آتی
اگر موت کو قوت بازو کے ذریعہ ٹالا جا سکتا، رستم و سہراب کو کبھی موت نہ آتی
اگر موت کو دواؤں کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو افلاطون و جالینوس کو کبھی موت نہ آتی۔
اگر موت کو حکمت و دانائی سے ٹالا جا سکتا تو لقمان علیہ السلام کو کبھی موت نہ آتی۔
اگر موت کو وفاؤں کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو کبھی بھی نیک بیوی اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے جوان خاوند کو نہ مرنے دیتی۔
اگر موت کو محبت کے ذریعہ ٹالا جا سکتا تو کبھی بھی ماں اپنی گود میں پڑے اپنے معصوم بیٹے کو نہ مرنے دیتی۔)

مگر ہم نے کتنی مرتبہ دیکھا ایک جوان آدمی ایک جوان لڑکا چارپائی پر لیٹا ہوا ہوتا ہے، سارے گھر والے پوچھتے ہیں آپ کو کیا ہوا، وہ خاموش ہوتا ہے، کوئی جواب نہیں دیتا، اس کی بیٹی بڑھتی ہے کہتی ہے میرے ابو مجھے بتائیں تو سہی آپ کو کیا ہوا میں آپ کی نوکری چاکری کے لئے حاضر ہوں، جس چیز کی ضرورت ہوگی فوراً تیار کر کے پیش کر دوں گی مجھے تو بتا دیجئے باپ خاموش ہوتا ہے، بیٹی رو رہی ہوتی ہے کہ ابو میرے سر پر شفقت کا ہاتھ اب کون رکھے گا! مجھے کیوں نہیں بتا دیتے مگر باپ خاموش ہوتا ہے۔

بہن آگے بڑھتی ہے کہتی ہے بھائی مجھے بتاؤ تو سہی آپ کو کیا ہوا مگر

بھائی خاموش ہوتا ہے کہتی ہے میں تمہاری بہن بول رہی ہوں مجھے بتاؤ تو سہی کس چیز کی ضرورت ہے کوئی ضرورت ہو ابھی پوری کردوں گی میں راتوں کو آپ کی خدمت کے لئے جاگوں گی، میں آپ کی بہن ہوں میں آپ کی خاطر آرام قربان کردوں گی، لیکن وہ جواب نہیں دیتا، بالآخر اس کی بیوی آگے بڑھتی ہے کہتی ہے میرے ہمدم ہمراز میرے سرتاج مجھے بتایئے تو سہی آپ کو کیا ہوا؟ خاوند کوئی جواب نہیں دیتا، بیوی کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی برسات برس رہی ہوتی ہے بار بار کہتی ہے آپ کیوں خاموش ہیں آپ نے تو میرے ساتھ خوشی اور غم میں ساتھ رہنے کا عہد کیا تھا ہماری زندگی ایک تھی ہم تو ایک دوسرے کے جیون ساتھی تھے آپ تو میرے سامنے اپنے سینے کے غم کھول دیا کرتے تھے آپ تو دل کی باتیں بتادیا کرتے تھے کہ آج کیا ہوا مجھے کچھ نہیں بتارہے! بولئے تو سہی بات تو کریں! مگر خاوند کوئی جواب نہیں دیتا بیوی کہتی ہے آپ تو میری آواز پہچانتے تھے میری آنکھوں کا اشارہ پہچانتے تھے آج مجھ سے کیوں خفا ہیں، اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو میں پاؤں پکڑ کر منالیتی ہوں مگر خاوند کوئی بات نہیں کرتا، بیوی روتی رہ جاتی ہے۔

بالآخر ماں آگے بڑھتی ہے، کہتی ہے میرے بیٹے میرے نور نظر میرے لخت جگر مجھے بتاؤ تو سہی تمہیں کیا ہوا بیٹے میں تمہاری امی بول رہی ہوں، مگر بیٹا کوئی جواب نہیں دیتا، ماں پوچھتی رہتی ہے بیٹا میں اپنا مال خرچ کردوں گی میں نے تمہارے بھائی کو ڈاکٹر بلانے کے لئے بھیجا ہے میں تمہارا اچھا علاج کراؤں گی، بیٹا کہیں درد ہے تو بتادو، اور کوئی تکلیف ہو تو بتادو ماں پوچھتی رہ جاتی ہے بیٹا خاموش ہوتا ہے ماں پوچھتی ہے، بیٹا تم نے تو میری آواز پر ہمیشہ لبیک کہا میرا ہر کام سنتے تھے میرا ہر حکم مانتے تھے آج کیا بات ہے کہ اپنی ماں کی بات بھی نہیں سنتے! کوئی جواب بھی نہیں دیتے! ماں اپنی دنیا میں گم ہو جاتی ہے، میرے بیٹے جب میری شادی ہوئی تھی مجھے امید بھی نہیں تھی کہ مجھے اللہ تعالیٰ اولاد کی نعمت سے نوازیں گے، میرے بیٹے میں کبھی نماز پڑھتی اور اولاد کی دعائیں مانگتی،

تہجد پڑھتی اولاد کی دعا مانگتی بیٹے میں حج پر گئی طواف کر کے، اولاد کی دعائیں مانگی مقام ابراہیم پر اولاد کی دعائیں مانگی بیٹا کوئی موقع آتا مبارک راتوں میں اولاد کی دعائیں مانگتی، بیٹا تلاوت کرتی اولاد کی دعائیں مانگتی، بیٹا کوئی نیک محفل ہوتی اللہ والوں کی وہاں جا کر بھی اولاد کی دعائیں مانگتی میری ساتھی دوسری لڑکیاں بھی مجھے کہتیں اللہ تعالیٰ نے تجھے محبت کرنے والا خاوند دیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلا رزق دیا، اچھا گھر دیا، زندگی کی ہر آسائش تمہیں مہیا ہے کیوں پریشان رہتی ہو؟ تمہیں اللہ نے اچھی شکل دی عقل دی ہر نعمت سے نوازا تم تو ہزاروں میں ایک ہو، مگر میرا دل اداس رہتا، میں کہتی میرا بیٹا ہوتا میرے گھر میں کھیلتا مجھے اس سے خوشی ہوتی بیٹے میں تمہارے لئے اداس رہتی تھی بیٹے نہ علاج میں کمی کی، نہ دعاؤں میں کمی کی اور بیٹے جس دن تم پیدا ہوئے میری خوشیوں کی انتہا نہ رہی تمہارے چہرے کو دیکھتی محبت میرے دل میں ٹھاٹیں مارتی میری زندگی کے غم دور ہو جاتے، بیٹے میں نے تمہیں کتنی محبتوں سے پالا میرے بیٹے میں پہلے تمہیں پلاتی بعد میں خود پیتی تھی، پہلے تمہیں کھلاتی تھی، بعد میں خود کھایا کرتی تھی، پہلے تمہیں سلاتی تھی بعد میں خود سویا کرتی تھی، میں نے اتنی محبتوں سے پالا، تمہاری پیدائش سے پہلے اگر میرا خاوند مجھے بازار لیکر جاتا میں اپنے کپڑے جوتی خرید کر لاتی تھی، لیکن جب سے تمہاری پیدائش ہوئی میں جب بھی بازار جاتی ہوں، چھوٹی چھوٹی چیزیں تلاش کرتی ہوں، میرے بیٹے کا فیڈر ایسا ہو میرے بیٹے کے کپڑے ایسے ہوں، اس کے لئے جھولا ایسا ہو بیٹے میں تمہاری چیزیں لیکر آتی بیٹے میں تو اپنے آپ کو بھول ہی گئی ہر وقت تمہاری خدمت میں مصروف ہوتی، بیٹے اگر تم روتے تمہیں سینے سے لگا کر لوریاں دیتی تھی میں دن رات تمہارے لئے جاگتی تھی اور کوئی کام ہی نہیں تھا، بیٹے اگر میری بہنیں بھی تم سے پیار نہ کرتیں تو میں انہیں اپنا غیر سمجھتی اور جو تم سے پیار کرتا میں اسے اپنا سمجھتی میرے رشتوں کے پیمانے بدل گئے، جو تمہیں اپنا سمجھتا میں اسے اپنا سمجھتی جو تم سے محبت نہ رکھتا میں اسے اپنا غیر

تجھتی بیٹے میں کبھی تھکی ہوئی ہوتی اور تم میرے سامنے آتے تو تمہارے چہرے کو دیکھ کر میری تھکن دور ہو جاتی کئی مرتبہ ایسا ہوا تم کمرے میں سوتے ہوتے میں کچن (Kitchen) میں کام کر رہی ہوتی، میرے ہاتھ کام میں ہوتے، میرے کان تمہاری طرف متوجہ ہوتے ذرا کھٹکا ہوتا میں بھاگی بھاگی چلی آتی، تمہیں آکر دیکھتی اگر جاگے ہوتے تو فیڈر (دودھ دانی) وغیرہ دے دیتی اور اگر سوئے ہوئے ہوتے تو پھر واپس چلی جاتی تھی، بیٹے میں نے تمہیں اتنی محبتوں سے پالا تم نے تعلیم حاصل کی، تم نے اچھا کاروبار شروع کر دیا، ہمارے نام کو چار چاند لگا دئے، بیٹے مجھے تم سے اتنی محبت تھی میں روزانہ مصلی پر بیٹھے گھنٹوں تمہارے لئے دعائیں مانگتی تھی، جب کبھی رات کے وقت تم دیر سے آتے کسی سفر کی وجہ سے سارے گھر والے سو جاتے تمہاری ماں جاگتی ہوتی، میں کروٹیں بدلتی نیند نہ آتی، میں دل دل میں دعائیں مانگتی، اللہ میرے بیٹے کی خیر ہو! اے اللہ تو حفاظت فرما، میرے بیٹے کو بحفاظت گھر پہنچا دینا، اور میرے بیٹے تم اگر آدھی رات بھی واپس آتے اور دروازے کو کھٹکھٹاتے میں دروازے کو کھولکر تمہیں گرم کھانا دیتی، میں نے اتنی محبتوں سے تمہیں پالا بیٹے تم وہی بیٹے ہو اور میں وہی ماں ہوں آج کیا ہوا میری بات کا جواب نہیں دیتے مجھے بتاؤ تو سہی تمہیں کیا ہوا؟ ماں رو رہی ہے بیٹا کوئی جواب نہیں دیتا، بلکہ بیٹے کا آخری وقت آتا ہے، اس کی آنکھیں اوپر کو لگ جاتی ہیں، روح نکل رہی ہوتی ہے، ماں باپ سب کھڑے رو رہے ہوتے ہیں، کوئی کچھ نہیں کر سکتا قرآن نے پہلے منظر بتا دیا:

فَلَوْ لَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَأَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ

(پ ۲۷، سورہ واقعہ، آیت ۸۳)

سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور تم اس وقت تکا کرتے ہو اور ہم اس وقت اس مرنے والے شخص کے تم سے بھی زیادہ نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو۔

مکین چلا جاتا ہے مکان باقی رہ جاتا ہے

چناں چہ بات ایسی ہی ہے (روح نکل جاتی ہے ماں دیکھتی ہے بیٹے کی روح نکل گئی آنکھیں کھلی رہ گئیں، اپنے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اپنے انگوٹھے بیٹے کی آنکھوں پر رکھ کر بند کر دیتی ہے، وہ جانتی ہے یہ آنکھیں آج کے بعد کبھی نہیں کھلیں گی، پھر اس کا منہ بھی بند کر دیتی ہے، سمجھتی ہے یہ طوطی ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکا، اب کبھی نہیں بولے گا، تھوڑی دیر کے بعد چادر اوپر ڈال دیتے ہیں سب کہتے ہیں میت کو جلدی نہلاؤ تھوڑی دیر پہلے وہ کسی کا باپ تھا کسی کا بھائی اور بیٹا تھا، کسی کا خاوند تھا اب کیا بنا؟ سب نے میت میت کی رٹ لگانا شروع کر دی سب کہیں گے اصل انسان تو چلا گیا یہ تو انسان کا فقط جسم باقی ہے، مکین چلا گیا یہ مکان باقی ہے) اس کو بھی اصلی گھر کی طرف پہنچائیں گے، چناں چہ جسم سے کپڑے ہٹا دیے جائیں گے، نہلا کر کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے، اور اس گھر سے لیجانے کی تیاری کی جاتی ہے، کوئی پوچھے تو سہی کہاں لیکر جاتے ہو، کہتے ہیں اس کو اصلی گھر کی طرف لیکر جاتے ہیں، ارے جس گھر میں یہ پڑا ہوا ہے، اس نے اس کا نقشہ خود بنوایا اپنی پسند کی چیز خود لگوائی، ابھی تو دیواریں بھی میلی نہیں ہوئیں، تم اس گھر سے کیوں لیکر جاتے ہو، سب کہیں گے یہ تو اس کا عارضی مکان تھا، ایک خاموش نگر میں بھی اس کا مکان بنا ہوا ہے وہاں اس کو لیکر جائیں گے۔

دو گز زمین کا ٹکڑا چھوٹا سا تیرا گھر ہے

وہاں اس کو لیکر جائیں گے، دروازے پر رشتہ دار جمع ہوتے ہیں ان سے کوئی پوچھے کہ آپ کون ہیں؟ کیا اس کے دشمن ہو جو اسے گھر سے نکالنے آگئے وہ جواب دیں گے ہم تو رشتہ دار ہیں ہی خواہ اور یہی خیر خواہ ہیں، ہم اس کو اصلی گھر پہنچانے آئے ہیں، چناں چہ اس کو کندھوں پر اٹھا لیا جاتا ہے، جنازہ پڑھ کر اس کو قبرستان پہنچا دیا جاتا ہے، اس کے قد کے اعتبار سے ایک قبر کھودی جاتی ہے۔

شریعت کا یہ حکم ہے کہ جو میت کا قریبی رشتہ دار ہو اس کو وہ قبر کے اندر اتارے، ہم نے کئی بار دیکھا کہ جوان بیٹے کو باپ قبر میں اتارتا ہے، اور باپ کو بیٹا اتار رہا ہوتا ہے، جب باپ نیچے اترتا ہے اور نوجوان بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے زمین پر لٹا دیتا ہے یہ باپ وہ تھا جو بیٹے کے جسم پر میلا کپڑا برداشت نہیں کرتا تھا، آج اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا رہا ہے، نیچے کوئی گدا بھی نہ بچھایا، کوئی قالین بھی بھی نہ بچھایا ویسے ہی کفن کیساتھ زمین پر رکھ دیا، پھر وہاں ایر کنڈیشن کی ڈیٹنگ بھی نہیں، کوئی لائٹ کا انتظام بھی نہیں، بلکہ اوپر سے مٹی ڈال دیتے ہیں، جو باپ اپنے بیٹے کے جسم پر دھول برداشت نہیں کرتا تھا آج وہی مٹی ڈال رہا ہے، اور یہ حوصلے بھی اللہ نے مردوں کو دیے کہ ان کے ذمے دفنانے کا حکم ہے اگر بالفرض عورتوں کو حکم دیا جاتا کہ وہ دفن کریں اور ماں کو بیٹا دفن کرنا پڑتا تو شاید ماں خود بھی ساتھ ہی دفن ہو جاتی، اللہ نے مردوں کو یہ حوصلے دئے ہیں، کیا گذرتی ہوگی اس باپ پر جو اپنے جوان بیٹے کو زمین پر لٹا کر اس پر مٹی ڈال رہا ہوتا ہے، منوں مٹی میں اس کو دفن کر دیتے ہیں اور پھر کھڑے ہو کر کہتے ہیں:

لیو یار حوالے رب دے!!

(اے بہن ......! تو جیتے جاگتے اپنے آپ کو رب کے حوالہ کر دے تو اللہ تجھے اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل فرمائیں گے، اور اگر تو اپنے آپ کو جیتے جاگتے اللہ کے حوالے نہیں کرے گی تو پھر مر کر تو حوالے ہونا ہی ہے، پھر مجرم بنا کر پیش کریں گے، کہ بتاؤ تم دنیا میں میری طرف متوجہ نہ ہوئے بالآخر میرے پاس تو آنا پڑا، اس لئے ہمیں چاہئے معصیت سے بچ کر زندگی گزاریں، عورتیں فرائض وواجبات وسنن کی رعایت کرتے ہوئے زندگی گذاریں، اللہ رب العزت ہمیں دنیا میں موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

لرزا دینے والی بات

امام غزالیؒ نے ایک عجیب بات لکھی فرماتے ہیں ''اے دوست! تجھے کیا

معلوم کہ بازار میں وہ کپڑا پہنچ چکا ہو جسے تیرا کفن بننا ہے" ہم تو موت کو بھول ہی جاتے ہیں لیکن موت ہمیں نہیں بھولتی، معلوم نہیں کس وقت موت آجائے گی، انسان آج شادی میں مشغول ہو چکا ہے، اور موت اس کے قریب پہنچ چکی ہوتی ہے، اس لئے ہم ہر دن کو زندگی کا آخری دن سمجھتے ہوئے گذاریں۔

استحضار موت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ ایک جگہ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے اور تیمم فرمایا حالاں کہ آپ دریا کے کنارے پر تھے ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی سامنے تو دریا ہے، آپ نے پھر تیمم کیوں فرمایا؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: میں نے اس لئے تیمم کیا کہ اب میں دریا پر وضو کے لئے جا رہا ہوں پتہ نہیں دریا پر پہنچ سکوں گا یا نہیں اور موت آجائے؟ اللہ کے محبوب کا یہ حال تھا۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ تم موت کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ ایک نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! صبح اٹھتا ہوں تو یقین نہیں آتا کہ شام بھی آئے گی یا نہیں آئے گی، دوسرے نے کہا کہ اے اللہ کے محبوب میں چار رکعت کی نیت باندھتا ہوں مجھے یقین نہیں ہوتا کہ چاروں پڑھ بھی سکوں گا یا نہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرا تو یہ حال ہے کہ نمازی نماز پڑھتے ہوئے جب ایک طرف سلام پھیرتا ہے تو اس کو یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ میں دوسری طرف بھی سلام پھیر سکوں گا یا نہیں، تو جب موت کا یہ معاملہ ہے تو پھر کیوں نہ ہم اس کے لئے ہر وقت تیار رہیں، بالآخر موت آنی ہے۔

مؤمن کی موت پر زمین و آسمان بھی روتے ہیں

(حدیث پاک کا مفہوم ہے، جب نیک انسان فوت ہوتا ہے تو اللہ رب العزت کے فرشتے جنت کی خوشبو میں لیکر آتے ہیں اور وہ اس کے سینے پر رومال

رکھتے ہیں، روح کو اتنا آسانی سے قبض کرتے ہیں جس طرح مکھن میں سے بال نکال لیتے ہیں، اس کے بعد مردے کی کفن دفن کی تیاری کی جاتی ہے، روایت میں آتا ہے آسمان کے وہ دروازے اس کی موت پر روتے ہیں جہاں سے رزق اتارا جاتا تھا، زمین کے وہ ٹکڑے روتے ہیں جہاں بیٹھ کر وہ اللہ کی عبادت کیا کرتا تھا (سبحان اللہ) نیک لوگوں کی جدائی پر آسمان وزمین بھی روتے ہیں۔

اور کفار جب مرتے ہیں تو آسمان اور زمین کو ان پر رونا نہیں آتا اس لئے قرآن پاک میں فرمایا فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ (پ ۲۵، سورہ دخان، آیت ۲۹) "سو نہ تو ان پر آسمان اور زمین کو رونا آیا" اس کے تحت مفسرین نے لکھا کہ مومنوں کی موت پر ان کی جدائی پر اللہ کا عرش بھی روتا ہے۔

صحابی کے جنازے میں فرشتوں کی بھیڑ

ایک حدیث پاک میں وارد ہوا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے وفات پاگئے، نبی ﷺ ان کے جنازے کے لئے چل رہے ہیں، اور پنجوں کے بل چل رہے ہیں، ایک صحابی نے عرض کیا اے اللہ کے نبی پہلے تو کبھی ایسے چلتے نہیں دیکھا فرمایا سعد کے جنازے میں شرکت کے لئے آسمان سے اتنے فرشتے اتر آئے کہ مجھے زمین پر پاؤں رکھنے کی پوری جگہ نہیں مل رہی تھی، جب آپ نے دفن فرمادیا کچھ عرصہ کے بعد آپ نے فرمایا کہ سعد کی جدائی میں اللہ کا عرش بھی تین دن تک روتا رہا (سبحان اللہ) اللہ کے نبی بتاتے ہیں کہ عرش بھی سعد رضی اللہ عنہ کی جدائی میں تین دن تک روتا رہا، تو نیک لوگوں کی جدائی میں آسمان اور زمین بھی روتے ہیں۔

فرشتوں کا استقبال کرنا

کتابوں میں لکھا ہے جب نیک آدمی کا جنازہ قبرستان کی طرف چلتا ہے

تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں تم راستے کے دونوں طرف استقبال کے لئے کھڑے ہو جاؤ:

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

مؤمن کا جنازہ نکل رہا ہے اللہ کے فرشتے راستے کے دونوں طرف کھڑے ہوتے ہیں، حتی کہ جب اس کو قبر میں لٹا دیتے ہیں، روایت میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں میرا یہ بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے، اسے کہہ دیجئے "نَمْ كَنَوْمِ الْعُرُوسِ" (سبحان اللہ) اللہ کی طرف سے حکم دیا جاتا ہے، میرے بندے تو نیکی کر کر کے تھک گیا "تو اب دلہن کی نیند سو جا"۔

یہاں محدثین نے ایک نکتہ لکھا فرماتے ہیں یہ کیوں نہ کہا تو میٹھی نیند سو جا، راحت کی نیند سو جا، بلکہ یہ کہا تو دلہن کی نیند سو جا اس میں نکتہ یہ ہے کہ جب دلہن سوتی ہے اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا خاوند اس کا محبوب ہوتا ہے، یہ مؤمن آج قبر میں سو رہا ہے قیامت کے دن اس کو وہی جگائے گا جو اس کا محبوب حقیقی ہوگا، دلہن کی آنکھ کھلتی ہے تو اس کے خاوند کے چہرے پر اس کی نظر پڑتی ہے، قیامت کے دن جب مؤمن کی آنکھ کھلے گی تو اس کی نظر کے سامنے پروردگار (اللہ رب العزت) جلوہ گر ہوں گے۔

چناں چہ حدیث پاک میں آتا ہے کئی مؤمن ایسے بھی ہوں گے وہ اس حال میں اٹھیں گے کہ وہ اللہ رب العزت کو دیکھ کر مسکرائیں گے، اللہ رب العزت ان کو دیکھ کر مسکرائیں گے، آواز آتی ہوگی:

يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي (پ ۳۰، سورہ فجر، آیت ۲۷)

"اے اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی جوار رحمت کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش، پھر ادھر چل کر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے اور میری جنت میں داخل ہو جا"

اللہ رب العزت ہمیں بھی موت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آئندہ زندگی کو گذری ہوئی زندگی سے بہتر گذارنے کی توفیق عطا فرمائے، آئندہ آنے والے وقت کو گذرے ہوئے وقت سے بہتر بنادے اور ہمیں تقویٰ وطہارت پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمادے، ہم نے جتنے بھی گناہ کیے سچے دل سے اللہ رب العزت سے معافی مانگیں اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی گذارنے کا دل میں عزم بالجزم کریں اللہ رب العزت ہمیں آئندہ نیکوکاری کی زندگی نصیب فرما کر آج کی اس محفل سے اٹھنے سے پہلے پچھلے گناہوں سے ہمیں سبکدوش فرمادیں اور آئندہ نیکی کرنے میں ہماری مدد فرمائیں، اور ہمیں نیک بن کر رہنا آسان فرمادیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

﴿ واللّٰہ یدعوا الی دار السلام ﴾ (پ۱۱ یونس)

شوقِ جنت

از افادات

حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی زید مجدہ

بمقام لوسا کا زامبیا

فہرست عناوین

اقتباس

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں
ارشاد فرمایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں ، ﴿لها
سبعة ابواب﴾ اور حدیث پاک میں بتلایا گیا کہ جنت کے
آٹھ دروازے ہیں ،اب اسمیں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ جس
طرف سے لوگوں کوزیادہ آنا ہوتا ہے اس طرف سے دروازے کو بڑا بنادیا
جاتا ہے،آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھر کا ایک مین گیٹ ہوتا ہے، مستورات
کیلئے عقب سے چھوٹا سا گیٹ بنالیتے ہیں،تو جہاں سے بندوں کوزیادہ آنا
ہوتا ہے وہاں آمد کی گنجائش زیادہ بنائی ہوئی ہوتی ہے،اور جہاں تھوڑوں نے
آنا ہوتا ہے وہاں تھوڑی گنجائش بنائی ہوئی ہوتی ہے،تو علماء نے نکتہ لکھا کہ اللہ
تعالی نے جہنم کے سات دروازے بنائے ،اور جنت کے آٹھ دروازے
بنائے ،اسمیں اللہ رب العزت کی منشاء یہ ہے کہ میرے زیادہ بندے
جنت میں چلے جائیں ،تو جس پروردگار نے جنت کے دروازوں کو
پہلے ہی زیادہ اور بڑا کردیا ہے،نیت انکی یہ ہے،چاہت انکی
یہ ہے کہ میرے بندے نیکی کریں،یہ جہنم میں جانے
کی بجائے جنت میں زیادہ جانے والے
بن جائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى ......امابعد!

أعوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

(پ ۱۱ التوبہ)

وقال الله تعلى في مقام آخر

﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ﴾

وقال الله تعالى في مقام آخر

﴿وَسَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ (پ ۴ ال عمران)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُم صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُم صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُم صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

نیکی کا موسم

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ رب العزت کی رحمتوں کا خزینہ ہے، اسکی برکتوں کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اسکی پہلی رات میں اللہ رب العزت جنت کے سب دروازوں کو کھول دیتے ہیں، جنت کو خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے، جنت کو زیادہ خوبصورت بنایا جاتا ہے، سجایا جاتا ہے اور اس مہینہ میں مؤمنوں کی جنت میں الاٹمنٹ کی جاتی ہے، اسکی مثال آپ یوں سمجھئے کہ جیسے ملک کے اندر روزانہ کہیں نہ کہیں درخت لگانے جا رہے ہوتے ہیں، مگر ایک موسم ایسا آتا ہے کہ

اسمیں ''شجر کاری'' کی جاتی ہے، جب شجر کاری کا موسم ہو تو حکومت ہر شہر کے اندر چھوٹے چھوٹے مرکز بنا دیتی ہے، جہاں لوگوں کو درخت دیئے جاتے ہیں تاکہ درخت ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لگائے جاسکیں، اسی طرح جنت تو اللہ رب العزت ہر دن الارٹ کرتے ہیں اس بندے کو جو گناہوں سے توبہ تائب ہو جاتا ہے، مگر رمضان المبارک کا مہینہ یہ جنت کی الارٹ منٹ کا خصوصی مہینہ ہے، چنانچہ اسی لئے جنت کے دروازوں کو کھولتے ہیں اور اسکو سجایا جاتا ہے۔

دنیا وطن اقامت

دینا ہمارے لئے وطن اقامت ہے اور جنت وطن اصلی، جیسے کوئی آدمی یہاں (زامبیا سے) سے ساؤتھ افریقہ جائے اور وہیں کاروبار کرلے، مگر گھر بیوی بچے سب یہاں ہوں، تو ساؤتھ افریقہ اسکے وہاں رہنے کی وجہ سے اسکا وطن اقامت بن گیا، اسلئے کہ بزنس ہے اسکے لئے وہاں رہنا ضروری ہے، مگر بالآخر اسکو لوٹ کے گھر آنا پڑتا ہے، اب اس گھر کی جگہ کو وطن اصلی کہتے ہیں، تو ہمارا اصلی وطن جنت ہے، ہم جنت کے باسی تھے، اللہ رب العزت نے ہمیں اپنی بندگی کے لئے دنیا میں بھیجا ہے، جب لوٹ کر دنیا سے جائیں گے تو ہمیں اپنے گھر میں اللہ رب العزت رہائش کی جگہ عطا فرمائیں گے۔

ایک خاص دعاء

حدیث پاک میں آتا ہے رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے اندر یہ دعاء کثرت سے مانگا کرو: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ''اے اللہ میں آپ سے جنت کو طلب کرتا ہوں اور آگ سے میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں'' جہنم سے پناہ مانگنے کا حکم دیا اور جنت کو طلب کرنے کا حکم دیا، جنت کو طلب کرنا یہ ہماری ضرورتوں میں سے ایک بڑی ضرورت ہے۔

رابعہ بصریؒ کا غلبۂ حال

یہاں بعض اوقات ایک غلط فہمی آجاتی ہے، کتابوں میں اولیا اللہ کے واقعات پڑھتے ہیں کہ رابعہ بصری ایک بار چلی تھیں ایک ہاتھ میں پانی لیکر دوسرے میں آگ لیکر اور کہہ رہی تھیں "کہ آگ سے میں جنت کو جلاؤں گی اور پانی سے میں جہنم کو بجھاؤں گی تاکہ لوگ جنت اور جہنم کے لئے عبادت نہ کریں" یہ رابعہ بصریہؒ کا غلبۂ حال کا واقعہ ہے، حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: "کہ اگر رابعہ بیچاری بھید سے واقف ہوتی تو وہ ایسا کام نہ کرتی، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ خود جنت کی طرف بلا رہے ہیں، ﴿وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ﴾ اور جس کی طرف اللہ بلائیں اسکی طرف جانا عین منشائے خداوندی ہوتا ہے، تو اسلئے ایسے اللہ والوں کی محبت الٰہی کے غلبہ میں ایسی باتیں کر جانا یہ محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

شوقِ دیدار

ابن طارڈؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، موت کے وقت انہیں مناظر دکھائے گئے، تو کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے جنت سے رخ پھیر لیا، پھر ایک شعر پڑھا۔

ان کان منزلتی فی الحب عندکم

ماقدرأیت فقـــد ضیعت ایامی

"اے اللہ اگر تیری نظر میں ساری زندگی کی عبادتوں کا بدلہ یہ تھا، تو پھر کیا میں نے تو اپنی زندگی کو ضائع کر دیا"

مقصد کیا تھا؟ ان میں عبادت الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ وہ تو اللہ رب العزت کا دیدار چاہتے تھے۔

دیدارِ الٰہی کا مزا

اسی طرح حضرت ممشاد دینوریؒ ایک بزرگ گزرے ہیں، موت کے وقت کسی نے انکو دعا دی، کہ اللہ آپ کو جنت کی نعمتیں عطا فرمائے، کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے جواب دیا کہ تیس سال سے جنت پوری آرائش کے ساتھ

میرے سامنے پیش ہوتی رہی ہے، میںنے اللہ رب العزت کی طرف سے نگاہ ہٹا کر ایک لمحہ کے لئے بھی جنت کو نہیں دیکھا، تم میرے لئے کیا جنت کی دعائیں کروگے تو اس قسم کے جتنے بھی اللہ والوں کے واقعات ہیں وہ محبت کے غلبہ کے ہیں، تاہم جنت کو طلب کرنا یہ مؤمن کا کام ہے، یہ مؤمن کی تمنا ہونی چاہیئے، کس لئے؟ نیت یہ نہ ہو کہ جنت کے اندر کھانے پینے کی چیزیں ہوں گی، رہائش کی جگہ ہوگی، نعمتیں ہوں گی، بلکہ نیت یہ ہو کہ جنت وہ جگہ ہے کہ جہاں مؤمنوں کو دیدار الٰہی نصیب ہوگا، ہم اگر جنت میں پہنچ جائیں گے تو ہم عاجز مسکینوں کو بھی اللہ کا دیدار نصیب ہو جائے گا، تو اسلئے ہر مؤمن کو اپنے دل میں جنت ملنے کی تمنا رکھنا یہ نیکی کا کام ہے۔

ہر آدمی کے دو مکان

اللہ تعالیٰ نے ہر مؤمن کے لئے ایک مکان جنت میں بنایا ہے اور ایک مکان جہنم میں بنایا ہے، اگر وہ نیک آدمی ہے تو موت کے وقت پہلے اسکو جہنم کا مکان دکھاتے ہیں، اور اللہ پاک فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے اگر تو برائیاں کرتا تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا، اب چوں کہ تو نے نیکی پر زندگی گذاری ہے، لھذا تیرا ٹھکانا جنت میں ہے، جب اسکو جنت کا ٹھکانا دکھاتے ہیں تو اس کو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ وہ موت کی تکلیفیں بھول جاتا ہے، اور اگر وہ بندہ گنہگار ہوتا ہے تو اسکو فرشتے پہلے جنت کا مکان دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تو نیکیاں کرتا تو تجھے اللہ رب العزت یہ مکان دیتے، لیکن چوں کہ تو نے برائیاں کیں، گناہ کئے، اور تو نے توبہ بھی نہ کی اب تیری موت کفر پر آرہی ہے، شرک پر آرہی ہے، منافقت پر آرہی ہے، اسلئے اب تجھے جہنم میں ڈالیں گے، یہ سن کر اسکے دل میں حسرت بڑھ جائے گی اور کہے گا کہ کاش میں بھی اسلام قبول کر لیتا تو آج میں بھی نیک ہوتا، مجھے بھی جنت ملجاتی، آج میں جنت سے محروم نہ ہوتا، اسی خوف اور حسرت کے ماحول میں جب اسے موت آئے گی تو اسکی موت کی تکلیف اور بھی زیادہ ہو جائے گی، اور اسی حال میں اس کی روح کو قبض کر لیا جائے گا۔

رحمت کی وسعت

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ جہنم کے سات دروازے ہیں، ﴿لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ (پ۱۴ الحجر)﴾ اور حدیث پاک میں بتلایا گیا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اب اسمیں علماء نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ جس طرف سے لوگوں کو زیادہ آنا ہوتا ہے اس طرف سے دروازے کو بڑا بنا دیا جاتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ گھر کا ایک مین گیٹ ہوتا ہے، مستورات کیلئے عقب سے چھوٹا سا گیٹ بنا لیتے ہیں، تو جہاں سے بندوں کو زیادہ آنا ہوتا ہے وہاں آمد کی گنجائش زیادہ بنائی ہوئی ہوتی ہے، اور جہاں تھوڑوں نے آنا ہوتا ہے وہاں تھوڑی گنجائش بنائی ہوئی ہوتی ہے، تو علماء نے نکتہ لکھا کہ اللہ تعالی نے جہنم کے سات دروازے بنائے، اور جنت کے آٹھ دروازے بنائے، اسمیں اللہ رب العزت کی منشاء یہ ہے کہ میرے زیادہ بندے جنت میں چلے جائیں، تو جس پروردگار نے جنت کے دروازوں کو پہلے ہی زیادہ اور بڑا کر دیا ہے، نیت اسکی یہ ہے، چاہت اسکی یہ ہے کہ میرے بندے نیکی کریں، یہ جہنم میں جانے کی بجائے جنت میں زیادہ جانے والے بن جائیں۔

جنت کیا ہے

آج کی اس محفل میں جنت سے متعلق چند باتیں کی جائیں گی، جنت اللہ رب العزت کی بنائی ہوئی ایک جگہ ہے، جس کے بارے میں آتا ہے: ﴿مالا عين رات﴾ کسی آنکھ نے اسے دیکھا نہیں، ﴿ولا اذن سمعت﴾ کسی کان نے اسے سنا نہیں، ﴿ولا خطر علی قلب بشر﴾ اور کسی انسان کے دل پر اسکا خیال تک نہیں گزرا تو گویا جنت ہمارے خواب و خیال سے بھی زیادہ خوبصورت اور حسین جگہ ہے، یہ اللہ رب العزت کے نیک بندوں کی رہائش گاہ ہے، عرش خداوندی جنت کی چھت ہوگی اور عرش کے بالکل نیچے یہ جنت ہوگی مگر اللہ رب العزت فرماتے ہیں، ﴿وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ﴾ (پ۲۷ الذاریات)

اور آسمان کو ہمنے جب بنایا تو اسکو تو سع بخشی "ہر وقت یہ پھیل رہا ہے، اسپر علماء

نے مسئلہ لکھا کہ جس طرح آسمان ہر وقت پھیل رہا ہے، اسی طرح جنت بھی ہر وقت پھیل رہی ہے، جیسے ایک کمان سے تیر نکلے تو جس طرح تیر سفر کر رہا ہے اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ جنت پھیلتی چلی جارہی ہے، اور اللہ رب العزت کی رحمت دم بدم اسکے بندوں پر بڑھ رہی ہے، اور یہ اللہ رب العزت کی مہربانی ہے، یہ اسکا کرم ہے کہ انعام والی جگہ کو ہر وقت پھیلتے رہنے کا حکم فرمادیا۔

جنتیوں کا استقبال

قیامت کے دن جو بندے ہوں گے انکو اللہ رب العزت پروٹوکول (PROTOCOL) عطا فرمائیں گے، دنیا کے اندر خاص مہمان کا استقبال کیا جاتا ہے، پروٹوکول دیا جاتا ہے، پروٹوکول کا کیا مطلب؟ جب کسی کو اپنے گھر بلانا ہوتو اسکو اپنا ڈرائیور اور سواری بھیج کر بلالیتے ہیں، ایک تو ویسے ہی انکو بلالیتے ہیں کہ آپ گھر آجایئے، مگر عزت افزائی اسمیں ہوتی ہے کہ مہمان اگر بہت معزز ہوتو اپنا بندہ بھیج دیتے ہیں کہ جاؤ مہمان کو لیکر آؤ، اللہ رب العزت بھی جنت میں قیامت کے دن پروٹوکول عطا فرمائیں گے، فرشتوں کو بھیجیں گے اور انکو کہیں گے کہ میرے بندوں کو میرے پاس لے آؤ تو وہ پھر جنتیوں کو باجماعت لیکر جائیں گے، قرآن پاک میں فرمایا ﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾ (پ۲۴ الزمر) جنتی لوگ قیامت کے دن جنت کی طرف چلیں گے جماعت بن کر، اب جب وہ لوگ جماعت بن کر چلیں گے، اور جنت کے دروازوں تک پہنچیں گے تو فرشتے انکو کہیں گے، ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾ (پ۲۴ الزمر) "تمہارے اوپر سلامتی ہو" یعنی انکو وہاں سلام بھی پیش کیا جائے گا، ﴿وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ﴾ (پ۱۳ الرعد) اور انکے پاس ہر دروازے سے فرشتے داخل ہوں گے اور انکو کہیں گے ﴿سَلَامٌ عَلَيْكُم﴾ "تم پر سلامتی ہو" یہ سلام کا معنی ایک تو سلامتی ہے اور اگر سمجھنا چاہیں تو ایک اسکا مطلب شاباش ہے۔ یعنی فرشتے یوں کہیں گے سلام علیکم تم پر سلامتی ہو،

تمہیں شاباش ہو، تم جیتے رہو جیسے آدمی کسی کو خوش ہو کر کہتا ہے، اسی طرح فرشتے خوش ہو کر کہیں گے، تم جیتے رہو تمہیں شاباش ہو، تم پر سلامتی ہو ﴿بِمَا صَبَرْتُمْ﴾ ''تم نے دنیا کے اندر رہتے ہوئے صبر کیا'' گناہوں سے اپنے نفس کو بچا لیا۔ ﴿فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (پ۱۳ الرعد) ''اب دیکھو تمہیں کتنا اچھا ٹھکانہ اللہ نے عطا فرمایا'' تو اس دن اللہ رب العزت جنتیوں کو بہترین بدلہ نصیب فرمائیں گے۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب بھی جنتی جنت میں داخل ہوگا تو جب فرشتے اسکو سلام کریں گے، پھر وہ اپنے گھر کی طرف جائے گا تو اللہ رب العزت ہر جنتی کو بہت اکرام عطا فرمائیں گے، اور ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتی جب بھی جنت میں داخل ہوگا اور فرشتے اسکو سلام کر چکیں گے جب وہ اپنے گھر کی طرف جائے گا، تب اللہ رب العزت ہر ہر جنتی مرد اور عورت کو سلام فرمائیں گے، اب یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ ہر جنتی مرد اور ہر جنتی عورت کو اللہ تعالیٰ سلام کریں گے، یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کے گھر میں جائیں تو گھر کی عورت گھر کے دروازے پر آپ کا استقبال کرتی ہے اور آپ کو سلام کرتی ہے، تو یہ جو اہل خانہ سلام کرتے ہیں یہ آپ کا اکرام ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت بھی جنتیوں کا اکرام فرمائیں گے۔ (یہ خطاب حضرت مستورات میں فرما رہے ہیں)

پیارے نبی ﷺ کے امتیوں کی تعداد

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، جنمیں سے اسی صفیں میری امت کی ہوں گی، اور چالیس صفیں بقیہ دیگر انبیاء کی ہوں گی سبحان اللہ، اللہ رب العزت کے محبوب کو کیا شان ملی کہ سارے انبیاء کے امتی ملکر چالیس صفیں بنیں اور اللہ کے محبوب کے جو امتی بنے انکی اسی صفیں ہوں گی یعنی دوگنی، یوں کہیئے کہ جس طرح میراث تقسیم ہوتی ہے اسمیں بیٹی کو آدھا حصہ ملتا ہے اور بیٹے کو دوگنا حصہ ملتا ہے تو جنت آدم علیہ السلام کی میراث تھی وہ جب تقسیم ہوئی تو اللہ نے اپنے محبوب کو تو مرد والا حصہ عطا

فرمایا اور باقی تمام انبیاء کو ملا کر مادینہ حصہ عطا فرمادیا۔

امت کے لئے نبی ﷺ کی دعاء

ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام تین دن تک صحابہ سے کنارہ کش رہے، صرف حجرے میں اپنے آپ بند رہے نمازوں کے لئے تشریف لاتے، پھر بغیر کسی سے سلام کلام کئے واپس تشریف لے جاتے، پھر نماز کے لئے آتے پھر واپس تشریف لے جاتے آپ نے تین دن کے لئے تخلیہ (تنہائی) اختیار کرلی، صحابہ کرام بڑے حیران ہوئے، تیسرے دن جب صحابہ سے آکر ملے تو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب آپ نے تین دن تنہائی کیوں اختیار فرمائی؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالی سے دعائیں مانگ رہا تھا، اور تین دن میں اللہ کے سامنے مانگتا رہا اور روتا رہا اللہ رب العزت نے میری دعاء کو شرف قبول عطا فرمادیا ہے، اللہ تعالی میری امت کے ستر ہزار بندوں کو بغیر حساب وکتاب جنت عطا فرمائے گا، اور انمیں سے ہر بندہ اپنے ساتھ ستر ہزار بندوں کو ساتھ لے جائے گا، اب ستر ہزار تو بغیر حساب جانے والے اور ہر ایک اپنے ساتھ ستر ہزار کو ساتھ لے جائے گا، تو یہ تعداد اربوں میں ہوگی، جو بغیر حساب و کتاب جنت میں جائے گی، مثال کے طور پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرض کرو انمیں سے ایک ہیں، انکے ساتھ ستر ہزار کی انکو اجازت ہوگی، تو اسلئے ہمارے جو بڑے اکابر گزرے اگر ہم انکے ساتھ روحانی طور پر متعلق رہیں گے تو جب وہ بے حساب، کتاب جنت میں جائیں گے اور انکو اللہ تعالی یہ اختیار دیں گے کہ اپنے ساتھ ستر ہزار کو لے کر جاؤ تو سبحان اللہ ممکن ہے کہ ہم پر بھی کسی بزرگ کی نظر پڑ جائے اور قیامت کے دن ہم کو بھی بلا حساب وکتاب جنت میں جانے کی توفیق مل جائے

جنت کا سب سے پہلا کھانا

جب جنتی لوگ جنت میں داخل ہوں گے تو جیسے گھر میں مہمان آتے ہیں تو اسکے سامنے فوراہی کوئی مٹھائی یا کوئی کھانا رکھ دیتے ہیں، یا میوہ رکھ دیتے ہیں

، جیسے ہی آکر بیٹھیں تو وہ کچھ کھالیں، تو جنتی بھی جیسے ہی جنت میں داخل ہوں گے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک روٹی انکو دی جائے گی، بعض روایات میں مچھلی یا اسکے کباب بھی آئے ہیں، اور جنتی جب اسکو کھائیں گے تو دنیا کے تمام کھانے اور پھلوں کے جتنے مزے تھے ان کو اس ایک روٹی میں مل جایں گے اور اس روٹی کو کھا کر ان کو دیر تک ایک نیندی سی محسوس ہوگی، (جس طرح کسی خواب آور چیز کو کھا کر نشہ محسوس کرتا ہے) ایسا نشہ اسکو ہوگا، یہ جنت کا استقبال ہے کہ ہر ہر لقمہ میں دنیا کی ساری نعمتوں کا انکو مزہ مل رہا ہے۔

جنتیوں کے مکانات

اسکے بعد جنت میں ہر ایک کا اپنا اپنا مکان ہوگا، وہ مکان کیسا ہوگا؟ وہ مکان ہر انسان اپنی عبادت کے ذریعہ خود بناتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت کے اندر فرشتے ہیں جو جنتی شخص کا مکان بنا رہے ہوتے ہیں، جو انسان ذکر میں بیٹھا ہوتا ہے اس وقت فرشتے جنت میں اسکا مکان بنا رہے ہوتے ہیں، جب یہ ذکر کرنا ختم کر دیتا ہے یعنی نیک عمل کرنا ختم کر دیتا ہے تو وہ مکان بنانا روک دیتے ہیں ، دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم نے مکان بنانے کا کام کیوں ختم کر دیا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اینٹ گارا ختم ہوگیا ہے، یعنی جتنی دیر ہم عبادت کرتے ہیں اتنی دیر جنت میں ہمارا مکان بنتا ہے، اب عورتیں دل میں یہ بات سوچ لیں کہ جتنا وقت وہ عبادت میں لگائیں گی تلاوت میں لگائیں گی نمازوں میں لگائیں گی تسبیحات پڑھنے میں لگائیں گی اپنے دل میں اللہ کی یاد کرنے میں لگائیں گی اتنی ہی دیر جنت میں انکا مکان بنتا رہے گا حتی کہ ایک مرتبہ اگر کوئی بندہ سبحان اللہ کہہ دیتا ہے تو اللہ تعالی اس ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کے بدلے میں ایک درخت جنت میں لگوا دیتے ہیں وہ درخت اتنا بڑا ہوگا کہ عربی نسل کا گھوڑا اگر ستر سال اسکے نیچے دوڑے تب کہیں جا کر اسکا سایہ مکمل ہو، تو اتنے بڑے بڑے درخت لگیں گے، اتنا بڑا ایریا ہوگا جیسے دنیا کے اندر ایک تو چھوٹے مکان ہوتے ہیں

ایک ہوتے ہیں فیلڈ ہاوس دس ایکڑ کے اندر ایک گھر، چاروں طرف باغ ہے، تو جنت کے اندر بھی اللہ تعالی ایسے ہی فیلڈ ہاوس عطا فرمائیں گے، کہ گھر ہوگا محل کے مانند اور اسکے ارد گرد درختوں کے باغ لگے ہوں گے،

جنت مکان کے بارے میں آتا ہے کہ کچھ لوگوں کے گھر اللہ رب العزت چاندی کی اینٹوں سے بنائیں گے، جیسے دنیا میں ٹائلیں لگائی جاتی ہیں تو کتنی خوبصورت لگتی ہیں، آجکل تو جس گھر میں بھی جاؤ ایک سے بڑھ کر ایک، ٹائل کا کام ہوا ہوتا ہے، کئی جگہ پر ماربل لگا دیتے ہیں، اسکی اپنی خوبصورتی ہوتی ہے، تو جنت کے جو مکان بنے ہوں گے ان مکانوں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی بنی ہوئی ہوں گی اور جو گارا استعمال کیا جائے گا وہ مشک کا ہوگا، یہ مشک کی خوشبو ایسی ہوتی ہے کہ آدمی اگر کہیں ہاتھ پر لگالے تو پورا دن اسکے ہاتھ سے خوشبو آتی رہتی ہے آپ سوچئے کہ جس مکان کے گارے میں سے مشک کی خوشبو آئے گی تو وہ مکان کیسا معطر مکان ہوگا،

بعض جنتی ایسے ہوں گے جنکو اللہ رب العزت سرخ یاقوت کا مکان نصیب فرمائیں گے، سونے چاندی کی اینٹیں نہیں ہوں گی، سرخ یاقوت کا محل ہوگا اور بعض ایسے لوگ ہوں گے جنکو اللہ رب العزت ہیرے کا مکان عطا فرمائیں گے، جو بے جوڑ ہوگا کہیں جوڑ نہیں ہوگا، پورے کا پورا مکان ہی ہیرے کا بنا ہوگا، تو جب ہیرے کے مکان ہوں گے، سرخ یاقوت کے مکان ہوں گے، تو سوچئے کہ اسکی خوبصورتی پھر کیسی ہوگی، پھر اس مکان کے اندر گلشن ہوں گے، باغ ہوں گے پھل ہوں گے، پھول ہوں گے، سبزہ ہوگا، اور اسقدر خوبصورت پرندے ہوں گے انسان کو اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر ایسا مزہ آئے گا کہ وہ خوشیاں منائے گا۔

جنت کے درخت

جنت کے درخت ایسے ہوں گے کہ جب انسان کو خیال آئے گا کہ میں فلاں درخت کا پھل کھاؤں تو اس درخت کی شاخ اسکے قریب آجائے گی اور پھل

اس کے منہ کے قریب آجائے گا، اب جنت کے درخت کا پھل لیٹا ہوا بندہ بھی حاصل کر سکے گا، بیٹھا ہوا بھی حاصل کر سکے گا اور کھڑا ہوا بھی حاصل کرے گا۔ ﴿وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا﴾ (پ ۲۹ الدھر) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں: انسان جس حال میں بھی ہوگا وہ پھل اسکو وہیں مل جائے گا، دنیا کے درختوں کے پھل کے لئے تو جانا پڑتا ہے درخت پر چڑھنا پڑتا ہے، نیچے سے کوئی چیز لیکر اسکو توڑنا پڑتا ہے، لیکن جنت کے درختوں کے پھل جہاں انسان ہوگا وہیں اسکو مل جائیں گے اور پھر درخت بھی عجیب ہوں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فِيهِمَا مِن كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجَانِ﴾ ہر پھل کے جوڑے ہوں گے ﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ﴾ نہریں بھی جاری ہوں گی، ﴿فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ﴾ کہیں فرمایا ﴿ذَوَاتَا أَفْنَانٍ﴾ کہیں فرمایا ﴿وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ کہیں فرمایا ﴿مُدْهَامَّتَانِ﴾ اور آخر پر فرمایا ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ (پ ۲۷ الرحمٰن) "تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے" تو سوچئے جنت کے باغات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی تفصیلاً بتائی تو وہ خود کتنی خوبصورت جگہ ہوگی، بعض روایات میں آتا ہے کہ جنت کے ہر درخت کے اوپر پھلوں کے ساتھ ساتھ گھنگرو کے مانند کچھ چیزیں لگی ہوئی ہوں گی، جب جنت میں ہوا چلے گی اور درختوں کی ٹہنیاں ہلیں گی تب وہ گھونگرو بجیں گے، تو انمیں سے اتنی خوبصورت آواز پیدا ہوگی جیسے میوزک کی ہوتی ہے، جس کو سن کر انسان یہ تمنا کرے گا کہ میں اس آواز کو سنتا ہی رہوں گویا اللہ رب العزت نے جنت کے درختوں کو ایسا بنایا کہ وہ پھل بھی دیں گے اور سایہ بھی دیں گے، اور انمیں سے ایسی آوازیں نکلیں گی کہ جنتی ان آوازوں کو سن کر ان پر مست ہوگا۔

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جنتی کا گھر آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ چمکدار ہوگا، جیسے چمکتا ہوا ہیرا، بلکہ ہیرے کی چمک کم ہوتی ہے ستارے کی زیادہ ہوتی ہے تو ستارے کے ساتھ تشبیہ دی کہ جنتی شخص کا مکان آسمان کے ستاروں

سے بھی زیادہ چمکدار ہوگا اور اسمیں ایک خاص بات یہ ہوگی کہ اگر ایک گھر میں انسان رہتا رہے تو ایک ہی طرح کا فرنیچر اور سامان دیکھ دیکھ کر انسان کو اکتاہٹ سی ہو جاتی ہے، اسلئے کئی عورتوں کو دیکھا کہ وہ سال دو سال کے بعد گھر کی سیٹنگ بدلتی رہتی ہیں، کبھی فرنیچر بدل دیا کبھی سیٹنگ بدل دی کبھی کچھ بدل دیا اس لئے کہ مقولہ مشہور ہے [کل جدید لذیذ] "ہر نئی چیز میں لذت ہوتی ہے" تو جنت کے مکان کے اندر اللہ نے یہ خوبی رکھدی کہ اس مکان کا ڈزائن روز بدلا کرے گا، ہر دن جنتی جیسا چاہے گا اس کے مکان کا ڈیزائن ویسا ہی بن جائے گا، عورتیں چاہتی ہیں کہ یہاں پھول ہوں، یہاں فلاں چیز ہو یہاں فلاں ہو تو جیسے یہ چاہیں گی جنت کا ڈیزائن روز بدلے گا، خوبصورتی روز بدلے گی، جیسے انکے دل کی تمنا ہوگی ویسے ہی اللہ تعالی انکے مکان کی خوبصورتی کو بنا دیا کریں گے، تو سوچئے کہ وہ کیسی جگہ ہوگی کہ ہمارے تصور میں آئے گا کہ ایسا مکان ہو اور اس سوچنے پر وہ مکان ویسا ہی بنجائے گا آج تو عورتیں جس گھر میں رہتی ہیں یہ بیچاری اس گھر کی صفائی پر دو دو گھنٹے روز لگوا دیتی ہیں، کبھی کھڑکیوں کے کانچ صاف ہو رہے ہیں، کبھی فرنیچر صاف ہو رہا ہے، کبھی کارپیٹ صاف ہو رہا ہے، مگر سب کچھ کر کے بھی گھر وہی رہتا ہے، ساری زندگی اسی گھر میں گزارنی ہے، اچھا لگیا تو بھی اور نہیں بنا تو بھی، اسی میں گزارا کرنا ہے مگر جنت کا مکان تو کچھ اور ہی ہوگا، جسکا ڈزائن جنتی بندے کی خواہش کے مطابق اللہ پاک روز بدل دیا کریں گے، اب سوچئے کہ اس گھر میں رہنے کا کتنا مزہ آئے گا۔

جنت کے سوئمنگ پل

دنیا کے اندر جس طرح لوگوں کے گھروں میں سوئمنگ پل (SWIMMING POOL) ہوتے ہیں اور لوگ اس کے اندر نہانا پسند بھی کرتے ہیں، اسی طرح جنت کے ہر گھر کے اندر بھی سوئمنگ پل ہوگا، چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے ایک نہر ہے جسکا نام نہر رحمت ہے، وہ تمام جنتوں سے گزرے گی یعنی ہر ہر جنتی کے مکان کے پاس سے گذرے گی، اسکی شاخیں اتنی ہوں گی تو گویا ہر مکان کے

اندر سوئمنگ پل ہوگا، جس کے اندر اگر وہ نہانا چاہے تو اسکو نہانے کی سہولت ہوگی۔

جنت کی قسمیں

اللہ تعالیٰ نے کئی جنتیں بنائیں ہیں، انمیں سے ایک جنت کا نام ''دار الجلال'' ہے ایک نام ''دار السلام'' ہے، ایک کا نام ''جنۃ الماوی'' ہے، ایک کا نام ''جنۃ الخلد'' ہے، ایک کا نام ''جنۃ النعیم'' ہے، ایک کا نام ''جنۃ القرار'' ہے، ایک کا نام ''جنۃ الفردوس'' ہے یہ جنت الفردوس وہ جنت ہے جسمیں اللہ رب العزت نبی علیہ السلام کو محل عطا فرمائیں گے، اور ایک کا نام ''جنت عدن'' ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت الفردوس تک جتنی جنتیں تھیں انکو تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ہاتھوں سے بنوایا مگر جنت عدن کو اللہ نے خود بنایا یہ وہ جنت ہوگی کہ جہاں پر جنتیوں کو اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہوگا، اللہ تعالیٰ نے چوں کہ اپنے بندوں کو جلوہ عطا فرمانا تھا جیسے کسی مہمان کو کوئی بلائے، تو گھر کی سیٹنگ خود کرتا ہے، اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے عاشقوں کو چوں کہ اپنا دیدار کرانا تھا اسلئے اللہ رب العزت نے جنت عدن کو خود بنایا، احادیث میں آتا ہے کہ اس جنت کا گارا یعنی سمینٹ مشک کا ہوگا، اسکی گھاس زعفران کی ہوگی اور اسکے جو پتھر ہوں گے وہ موتیوں کے ہونگے، اور اسکی خاک عنبر کی ہوگی، اب سوچئے کہ وہ جنت عدن کیسی ہوگی؟ جسکو اللہ رب العزت نے سجایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''کوئی بھی یہ نہیں جانتا انکی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے اللہ نے کیا کیا تیار کر رکھا ہے یہ بدلہ ہے جو وہ نیک اعمال کرتے تھے'' (پ ۲۱ سجدہ)

جنتیوں کا فرنیچر

ہر مکان کے اندر فرنیچر ہوتا ہے، جسکو عورتیں اپنی پسند کا لاتی ہیں اچھے سے اچھا خرید کر لاتی ہیں، اسی طرح جنت کے اندر بھی فرنیچر ہوں گے، وہاں اللہ

پاک مجلسیں بنا دیں گے، ممبر ہوں گے، بیٹھنے کے لئے کرسیاں ہوں گی، بیٹھنے کے لئے گاؤ تکیے لگے ہوں گے، اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ﴾ (پ ۲۷ الواقعہ) "ایسے تخت ہوں گے کہ جن پر سونے کا کام کیا گیا ہوگا، اب سوچئے کہ وہ تخت جو سونے کا بنا ہوا ہو یا جس پر سونے کا کام کیا گیا ہو وہ کتنا اچھا فرنیچر ہوگا، اور اسکے اندر پھر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھکر مجلسیں سجا کر بیٹھے ہوں گے، خدام ہوں گے، نوکر چاکر ہوں گے، ﴿يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ﴾ "لڑکے انکے اردگرد پھریں گے" کہ کوئی حکم ہو تو ہمیں عطا فرما دیجئے یہ جنتی خادم ہوں گے، انکا نام غلمان ہے قرآن مجید میں فرمایا لؤلؤاً منثورا جیسے چمکتے ہوئے موتی ہوتے ہیں اس طرح وہ خادم خوبصورت ہوں گے، گھر کے اندر بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح خوبصورت وہ خادم لگیں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب ایک صحابی نے یہ آیت پڑھی تو انہوں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب جب جنتی خدام کو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہ بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح خوبصورت ہوں گے، تو پھر جنت کے وارث جو جنت کے حقدار بنیں گے تو انکے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا؟

جنت کے دسترخوان کی ترتیب

ان خدام کے پاس برتن ہوں گے، چنانچہ قرآن مجید میں دسترخوان لگانے کی ترتیب بھی بتلا دی گئی، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: ﴿بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ﴾ انکے پاس برتن ہوں گے اباریق کہتے ہیں وہ برتن جسمیں پکڑنے کے لئے حلقہ بھی بنا ہو اور ٹونٹی بھی ہو اور وہ برق کی طرح چمکنے والا ہو، ایسے برتن ہوں گے، جیسے کسی برتن کو قلعی کروا دیں تو وہ کتنا چمکتا ہے، اسی طرح جو جنتی برتن ہوں گے وہ برق کی طرح چمکنے والے ہوں گے اور انمیں پکڑنے کیلئے ہینڈل (دستے) بھی لگے ہوں گے، اور کچھ اکواب ہوں گے اکواب کہتے ہیں ان برتنوں کو جسمیں پکڑنے کے لئے جگہ نہیں بنی ہوتی، جیسے پیالہ اسمیں ہینڈل نہیں ہوتا، اس طرح دو طرح

کے برتنوں کا ذکر کیا گیا اکواب اور اباریق، ﴿وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ﴾ "اور ایسے جام ہوں گے جنکے اندر مشروبات ہوں گے" ﴿لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ﴾ وہ ایسی شراب ہوگی جسے شرابا طہورا کہتے ہیں کہ پئیں گے مگر اسکی وجہ سے نشہ نہیں ہوگا، تو وہ دستر خوان پر آکر پہلے برتن رکھیں گے اسکے بعد دوسرا کام یہ ہوگا ﴿وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ﴾ میوے رکھے جائیں گے، جب میوے رکھدیئے جائیں گے تو تیسرا کام کیا ہوگا ﴿وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ (پ ۲۷، واقعہ) پھر انکے پاس پرندوں کا بھنا ہوا گوشت آجائے گا، تو گویا ہمیں دستر خوان کی جنتی ترتیب بتادی گئی، عورتیں بھی اپنے گھروں میں اسی طرح دستر خوان لگایا کریں پہلے دستر خوان بچھا دیا، پھر اسکے اوپر برتن رکھدئے، برتنوں کے بعد اسپر پھل رکھدئے، پھر مشروبات رکھدئے اور اسکے بعد پکا ہوا کھانا رکھدیا جائے، اگر آپ جنت کے دستر خوان کی ترتیب پر دستر خوان بچھائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اجر ملے گا، اور جب آپ ابھی سے دستر خوان لگانے کی عادت بنالیں گی تو اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی آپ کو اس سے محروم نہیں فرمائیں۔

پھر جب جنت میں کھانا کھانے بیٹھیں گے ﴿يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا﴾ (حدیث پاک میں آتا ہے کہ کھانا اتنا ہوگا کہ ہر بندہ کھاسکے گا مگر شوق کی وجہ سے محبت کی وجہ سے، ایک دوسرے کے ساتھ ناز وادا کی وجہ سے، چھین کر کھائیں گے، مثلا ایک برتن کے اندر کھانا رکھا ہوگا اب کئی عورتیں بیٹھی ہوں گی ایک عورت پہلے ہاتھ ڈالے گی کہ میں پہلے اٹھالوں دوسری آکر ہاتھ ڈالے گی کہ میں پہلے اٹھالوں وہ انجوائے (ENJOY) کرنے کے لئے اسمیں سے کھانا نکالنے میں پہل کریں گی، حالاں کہ کھانا اتنا ہوگا کہ وہ کھانا سب کھاسکتی ہیں مگر اللہ کی طرف سے انکو انجوائے کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جنت کے ذائقے

جنت کے جتنے پھل ہوں گے یہ دنیا کے پھلوں کے ہم شکل ہوں گے مگر جو

انکی لذتیں ہوں گی وہ بہت ہی اعلیٰ اور عجیب ہوں گی، عجیب ایسی کہ ہر ہر پھل کی لذت ایک دوسرے سے جدا ہوگی، جب جنتی پھل کھائے گا تو اسکو ہر ہر لقمہ پر ایک الگ مزا آئے گا، اور یہ کھانے اسکے لئے لطف لینے کا سبب بن جائیں گے، اور لطف کی بات یہ ہے کہ جتنا بھی کھائیں گے کھانے کے بعد مشک کی ڈکار آئے گی اس سے خوشبو پھیل جائے گی اور کھانا ہضم ہو جائے گا، پھر دوبارہ بھوک لگے گی اور جنتی پھر کھانا شروع کر دے گا۔

ایک دوسرے کی مہمان نوازی

جنتی اپنے گھر میں دوسروں کی مہمان نوازی بھی کرے گا، چنانچہ کچھ عورتیں جنتی ایسی ہوں گی وہ تمنا کریں گی کہ ہم تو بی بی فاطمہ کی دعوت کریں گے، چنانچہ یہ خاتونِ جنت انکے گھر میں دعوت کے لئے تشریف لائیں گی، کچھ کہیں گی کہ ہم تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا جو آپ علیہ السلام کی رفیقۂ حیات تھیں انکی دعوت کریں گی، چنانچہ وہ انکی دعوت پر آئیں گی، کچھ بی بی مریم کی دعوت کریں گی اور کچھ بی بی آسیہ کی دعوت کریں گی، تو یہ جو جنت کے اندر معزز خواتین ہوں گی انکی دعوتیں ہوں گی، نیک خواتین جو دنیا میں ایک دوسرے کی دوست رہی ہوں گی اور نیکی پر ایک دوسرے کو بڑھاتی رہی ہوں گی وہ بھی ایک دوسرے کی دعوتیں کریں گی اب سوچئے کہ دعوت کا کتنا مزہ آئے گا، کہ جس میں وقت کی کوئی پابندی نہیں اور ضروریات کی کوئی کمی نہیں، چاہت کے مطابق ہر چیز موجود گی، جب جنتی عورت نیت کرے گی کہ میں نے فلاں کی دعوت کرنی ہے تو اسکو کوئی تیاری خود نہیں کرنی پڑے گی، دنیا میں تو دعوت دے کر عورتیں دل کے اندر افسوس کرتی ہیں کہ دعوت تو دیدی اب پورا دن ہمیں کام کرنا پڑے گا، کچن کے اندر ہمیں کھڑا ہونا پڑے گا، مگر جنت کی دعوت کچھ اور ہوگی، جنتی عورت دعوت تو دے گی مگر انتظام نہیں کرنا پڑے گا، یا اپنے گھر کے لان کو یا اپنے گھر کے گارڈن کو جیسا تصور کرے گی انکی سیٹنگ ویسی ہو جائے گی، پھر ایک بادل آئے گا اور اس

بادل کے اندر سے ایک دستر خوان لگا دیا جائے گا، پھر اس بادل کے اندر سے اسکے اوپر برتن رکھ دئے جائیں گے پھر اسکے اوپر مشروبات ہوں گے جو غلمان لا کر رکھ دیں گے، پھر اسکے اوپر میوے رکھ دئے جائیں گے پھر اسکے اوپر بھنے ہوئے پرندوں کے گوشت رکھ دیئے جائیں گے، اور اسکے بعد یہ سب خواتین ایک ساتھ بیٹھ کر وہ کھنا کھائیں گی پھر ایک دوسرے کے ساتھ تذکرے کریں گی کہ ہم یوں دنیا میں جایا کرتی تھیں ہم اسطرح رمضان المبارک کی راتیں گذارا کرتی تھیں، یوں صلوۃ التسبیح پڑھا کرتی تھیں یوں قرآن پاک پڑھا کرتی تھیں ایک دوسرے کے ساتھ دنیا کے تذکرے کر کے خوش ہوں گی، ان وقتوں کو یاد کریں گی اور کہیں گی کہ اللہ رب العزت نے ہم پر کتنا احسان کیا کہ ہمارے عملوں کو قبول کر کے اللہ رب العزت نے ہم کو ایسی جگہ عطا فرمادی، تو جنت کی جو عوتیں ہوں گی انکا اپنا ہی نکھار تک ہوگا

جنت کا لباس

جنت کے اندر جو لباس ہوگا اسکی اپنی ایک ترتیب ہوگی، دنیا کے اندر تو عورتوں نے اپنی ایک کلوزٹ، بنائی ہوتی ہے، اس کے اندر سب کپڑے رکھتی ہیں، بعض اوقات کلوزٹ چھوٹی اور کپڑے زیادہ ہوتے ہیں، تو اس میں ٹھونس دیتی ہیں، جنت میں ایسا نہیں ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک انار کا درخت ہوگا، اسکے ہر ہر انار انکا لباس رکھنے کے لئے سامان بن جائے گا، یہ اس انار کو کھولیں گی، اس انار کے اندر سے انکو لباس کے جوڑے مل جائیں گے، سبحان اللہ ،اللہ کی طرف سے وہ درخت لگے گا، درخت کے اوپر انار ہوں گے، انار کے اندر انکے لئے خوبصورت جوڑے ہوں گے، آج تو کپڑے دھلواتے پڑتے ہیں، اور انکو استری کروا کر، رکھنا پڑتا ہے، تب جا کر یہ کسی مناسب موقع پر اس کپڑے کو پہن لیتی ہیں، مگر جنت میں تو ہر دم ان کو نئے کپڑے ملیں گے، دھونے اور استری کرنے کی باہی نہیں اور وہ تیار کس فیکٹری میں ہوں گے، اللہ رب العزت کی مرضی کے مطابق انار کی اس فیکٹری کے اندر تیار ہوں گے، ہر ایک جوڑا ایک دوسرے

سے بالکل مختلف ہوگا اور اسکی خوبصورتی کی انتہا نہیں ہوگی، حدیث پاک میں فرمایا کہ جنتی عورت کے لباس میں ستر ہزار رنگ جھلکیں گے۔اب دنیا میں جو عورتیں کپڑے پہن لیتی ہیں، ان بیچاریوں کو میچنگ کا بڑا شوق ہوتا ہے، زیادہ سے زیادہ پانچ سات رنگ اکٹھا کر لیتی ہیں، ورنہ تو دو چار رنگوں سے میچنگ ہو جاتی ہے، ان ستر ہزار رنگوں میں بھی اسکے رنگ کی خوبصورتی نمایاں ہو رہی ہوگی، اللہ رب العزت جنتی عورت کو ایسے خوبصورت کپڑے عطا فرمائیں گے، جنتی کو اللہ تعالی ریشم کے کپڑے اور سونے کے کنگن پہنائیں گے، آجکل کے نوجوانوں کو جب بتلاتے ہیں کہ جنت میں اللہ تعالی مردوں کو سونے کے کنگن پہنائیں گے، تو وہ بیچارے پریشان ہوکر پوچھتے ہیں کہ جی مردوں کو کنگن پہنائیں گے؟ اور خود کی حالت یہ ہوتی ہے کہ راڈو کی گھڑی پہن کر لوگوں کو ہاتھ ہلا ہلا کر دکھاتے پھرتے ہیں، میاں جب راڈو کی گھڑی تمہارے ہاتھ پر اتنی اچھی لگتی ہے تو اللہ کے یہ کنگن تم کو اچھے نہیں لگیں گے۔

دنیا میں عورت دھلے ہوئے کپڑے پہنتی تھی مگر آخرت میں نئے کپڑے پہنے گی، عام طور پر عورتوں کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ ملاقات میں، مہمانداری میں اچھا کپڑا پہن کر جائے اللہ رب العزت نے انکی اس تمنا کو دنیا میں نہیں آخرت میں پورا فرمادیا، جب بھی یہ کپڑے پہنے گی، نئے ہوں گے ایک دن میں اگر ستر مرتبہ بھی لباس تبدیل کرنا چاہے گی، اللہ تعالی اسکو ستر نئے جوڑے عطا فرمادیں گے، گھر میں رہتے ہوئے تو دن میں ایک ہی مرتبہ کپڑے بدل سکتی ہیں، بہت ہی کوئی شاہانہ زندگی گذارنے والی ہوئی تو صبح و شام کپڑے بدل لے گی، مگر سبحان اللہ جنت میں اگر ستر دفعہ بھی کپڑے بدلنے چاہے گی اسکو نئے ریشمی لباس مل جائیں گے ہر ہر کپڑے میں سے ستر ہزار رنگ جھلکتے ہوں گے۔

جنت کی سواریاں

پھر دنیا کے اندر لوگوں کے پاس سواریاں ہوتی ہیں۔ انکے پاس (TYOTA) کار

ہے، انکے پاس (GMC) جتنی بڑی اور قیمتی گاڑی ہو تو عورتوں کو بڑی خوشی ہوتی ہے، اللہ رب العزت نے انکے لئے جنت میں سواریوں کا انتظام کیا ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنت میں اللہ پاک نے مردوں کے لئے ابلق گھوڑے بنائے ہوں گے ابلق ایسے ہیرے کو کہتے ہیں جسمیں سفیدی ہو اور تھوڑی سی اسمیں ایک کالی لکیر ہو یہ ہیرا بڑا ہی خوبصورت لگتا ہے، اس رنگ کے انکے گھوڑے ہوں گے جو اللہ رب العزت ان کو سواری کے لئے عطا فرمائیں گے، عورتوں کے لئے اللہ رب العزت نے نجیب اونٹنیاں بنائی ہوں گی، ان پر خوبصورت کجاوے سجے ہوں گے، جو سونے کے بنے ہوئے ہوں گے اور ان کجاووں کے اندر گدّے لگے ہوں گے اور ان گدوں کے اوپر یہ آرام سے بیٹھیں گی، گھوڑے پر سواری ذرا سختی کا کام ہے اسلئے اللہ رب العزت نے یہ معاملہ مردوں کے لئے کر دیا اور عورتوں کو اللہ رب العزت نے اور زیادہ نرم اور آرام دہ جگہ عطا فرمادی، ان کجاووں کے اندر عورتیں دلہن کی طرح سج دھج کر بیٹھیں گی، اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب یہ اونٹنیاں آواز نکالیں گی، یا گھوڑے ہنہنائیں گے تو انکی آوازیں عام دنیا کے جانوروں کی طرح نہیں ہوں گی، بلکہ ان کے ہنہنانے سے اتنی خوبصورت میوزیکل ساؤنڈ نکلے گی، کہ جنتی یہ چاہیں گے کہ یہ بار بار ہنہنائیں اور ہم انکی آواز کو بار بار سنتے رہیں، اللہ رب العزت ایسی سواریاں انکو عطا فرمائیں گے۔

خوشی کا ایک اور سامان

دنیا میں ہم نے دیکھا کہ ٹیپ رکورڈر رکھے ہوتے ہیں اپنے کام کاج میں مصروف ہوتی ہیں کبھی کسی کا بیان سن لیا، کبھی قرآن پاک کی تلاوت سن لی، کبھی کسی کی نعت سن لی، تو انکو اگر کام کاج کے دوران کچھ سننے کو مل جائے تو پھر یہ بڑی خوش رہتی ہیں یہ اور بات ہے کہ یہ ہر ایک کی سننا چاہتی ہیں سوائے خاوند کے، اسکو تو یہ سنانا چاہتی ہیں، تا ہم انکو سننے کا شوق ہوتا ہے، جنت میں اللہ رب العزت نے انکے لئے ٹیپ رکارڈر کا انتظام کر دیا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ سینکڑوں کی

تعدا میں جنتی حوریں ہوں گی، تمام صف بستہ کھڑی ہوں گی، جب جنتی عورت اپنے محل کی سیر کرے گی یہ جہاں جہاں سے گزرے گی وہ جنتی حوریں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی ہوں گی، یہ اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی ہے اور دور وہ حوریں صف باندھ کر کھڑی ہوئی ہیں اور اللہ رب العزت کے کلام کی تلاوت کر رہی ہیں، یعنی یہ ٹیپ رکورڈر ہے، جو اللہ رب العزت نے انکے گھر کے اندر بجا دیا ہے۔

جنت کی صبح وشام

وقت کی بات رہ گئی تو علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے، کہ جیسے عموماً وقت ہوتا ہے، کہ نہ زیادہ روشنی اور نہ اندھیرا، ایسا وقت جنت میں ہوگا، تاہم جنتیوں کو وقت کا احساس ہو تو حدیث پاک میں فرمادیا کہ اللہ رب العزت کا عرش جنت کی چھت ہے، اور اللہ رب العزت کے عرش کے پردے دن کے وقت اٹھا دیے جائیں گے، اور رات کے وقت گرا دیے جائیں گے، تو جب فرشتے پردے ہٹائیں گے اور پردے گرائیں گے اس سے جنتیوں کو دن اور رات کے ہونے کا اندازہ ہو جائے گا پھر کچھ وقت ایسے آئیں گے کہ جب جنت کے درختوں میں سے اچانک اللہ اکبر اللہ اکبر کی آوازیں نکلنی شروع ہو جائیں گی اور جنتی فرشتے بھی اللہ اکبر کہنے لگ جائیں گے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جیسے ہی اللہ اکبر کی آوازیں نکلیں گی، تو جنتی لوگ سمجھ لیں گے کہ اس وقت ہم لوگ دنیا میں نماز پڑھا کرتے تھے، تو گویا جنت میں انکو اللہ اکبر کی آواز سنا کر اذان کی آواز کی یاد دلا دی جائے گی، پھر جمعہ کے دن کا انکو اس طرح پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت ہر جمعہ کے دن جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے، تو جس دن انکو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا جنتی سمجھ لیں گے کہ یہ جمعہ کا دن ہے گویا ایک ہفتہ گزر گیا، لہذا جنتی لوگ جمعہ کے انتظار میں رہیں گے، اور ہر مہینے کے ختم کا پتہ انکو اس طرح سے چلے گا کہ ہر مہینے کے اختتام پر انکو تحفے ملیں گے، جیسے عید ہوتی ہے تو

دوست ایک دوسرے پر تحفے بھیجتے ہیں، اللہ رب العزت بھی ہر مہینے کے اختتام پر اپنے بندوں کو تحفے بھیجیں گے، بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی کسی کا نوکر ہو اسکی خدمت کرتا ہو مہینے کے بعد مالک اسکو تنخواہ دیتا ہے، تو جس طرح دنیا کا مالک مہینے کے بعد تنخواہ دیتا ہے، اسی طرح اللہ رب العزت کی جنہوں نے بندگی کی ہے، انہوں نے اب ریٹائرمینٹ کی زندگی گذارنا شروع کردی اور اب انہوں نے جنت میں وقت گذارنا شروع کردیا، تو ریٹائرمینٹ میں بھی تو کچھ لوگوں کو تحفے بھیجدیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالی اپنے جنتی بندوں کو ہر مہینے تحفے بھیجیں گے، گفٹ پیک کیئے ہوئے ہوں گے، اس پر ہر بندے کے دل میں یہ کریز (CRAGE) ''اشتیاق'' رہے گا کہ دیکھیں مجھے اللہ رب العزت کی طرف سے کونسا تحفہ ملتا ہے، تو خاوند اپنا تحفہ کھولے گا اور دیکھ کر خوش ہوگا اور بیوی اپنا تحفہ کھولے گی اور دیکھ کر خوش ہوگی بچے اپنا تحفہ دیکھ کر خوش ہوں گے، ہر ایک کو انتظار رہے گا کہ مہینے کے اختتام پر فرشتے اللہ کی طرف سے گفٹ لے کر آئیں گے، سوچئے تو سہی جب کسی دوست کی طرف سے گفٹ آتا ہے تو کتنی خوشی ہوتی ہے، جب پروردگار عالم کیطرف سے یہ ملیں گے تو وہ کتنے خوبصورت ہوں گے اور انکو دیکھ کر اور وصول کرکے انسان کو کتنا مزا آئیگا۔

عید کا پتہ

عید کا پتہ جنتیوں کو اسطرح چلے گا کہ سال میں ایک مرتبہ اللہ رب العزت جنتیوں کو عید کے موقع پر دعوت کے لئے بلائیں گے، تو جب اللہ رب العزت کی دعوت کا پیغام فرشتے جنتیوں کو پہنچائیں گے تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہماری عید کا وقت آگیا ہے، دنیا میں تو ہم عید اس طرح سے مناتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ چند سوئٹ ڈش بنالیں یا کچھ اور کھانے بنالئے لیکن آخرت میں اللہ رب العزت جنت کے اندر اپنے بندوں کی دعوت کریں گے، اب سوچئے کہ اللہ رب العزت دعوت کرنے والے ہوں گے اور بندے کھانے والے ہوں گے، اس دعوت میں کتنا مزا

ہوگا، ہم تو اسکو اپنے دماغ سے سوچ بھی نہیں سکتے تو وقت کا جنتیوں کو ایسے پتہ چلے گا۔

حسن و وقار

اب ایک اور اہم چیز کی طرف آیئے جسکا عورتوں کو زیادہ خیال رہتا ہے اسکو کہتے ہیں ''حسن و جمال'' یہ عورتیں حسن و جمال کی شیدائی ہوتی ہیں، خوبصورت مکان دیکھیں وہ انہیں پسند، خوبصورت لباس دیکھیں وہ انہیں پسند، کوئی بھی خوبصورت چیز دیکھیں انکا جی یہ چاہتا ہے کہ ہم اسے حاصل کرلیں، اپنے بارمیں انکے دل میں یہ تمنا ہوتی ہے کہ میں ایسی بن جاؤں کہ حسن و جمال کا میں ایک نمونہ بن جاؤں، اسکی ایک تڑپ ہوتی ہے، اور اللہ رب العزت نے ان کو حسن و جمال عطا بھی کیا ہے، اسلئے قرآن پاک میں فرمایا ﴿وَلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ "اگرچہ انکا حسن تم کو حیران کردے'' تو حسن کے لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عورتوں کی طرف کی، دو لفظ یاد رکھنا ایک لفظ 'حسن' ہے اور ایک لفظ 'وقار' ہے، اللہ رب العزت نے حسن عورتوں کو عطا کیا، وقار مردوں کو عطا کیا، مردوں کی شخصیت کے اندر وقار ہوتا ہے اور عورتوں کی شخصیت کے اندر حسن ہوتا ہے، یہاں ایک طالبانہ سوال ہوسکتا یہ ہوسکتا ہے کہ عورتوں کو اللہ رب العزت نے حسن میں کیوں بڑھا دیا؟ تو اسکا جواب مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اللہ رب العزت نے آدم علیہ السلام کو کھنکتی مٹی سے بنایا ہے، لیکن اماں حوا علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پسلی سے نکالا، یہ ڈائریکٹ مٹی سے نہیں بنیں، بلکہ آدم علیہ السلام کی پسلی سے بنائی گئی ہیں، یوں سمجھئے کہ یہ زیادہ رفائنڈ میٹریل تھا، جو اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے نکالا، تو رفائنڈ میٹ کے بعد یہ پیدا ہوئیں، اسلئے اللہ تعالیٰ نے انمیں نزاکت اور حسن و جمال کو رکھدیا تاہم مردوں میں اللہ رب العزت نے وقار کو رکھا اور عورتوں میں حسن و جمال کو رکھدیا، تو جنت کے اندر عورتوں کا حسن و جمال کیسا ہوگا؟! اکثر عورتوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے، مگر وہ کسی سے پوچھ نہیں سکتیں؟ سنئے......! اللہ تعالیٰ نے ایک بات بتادی کہ جنتی خادمائیں

کیسی ہوں گی؟ اور اسکے بعد جنتی عورتوں کے حسن کا کچھ اور انتظام کردیا، جنتی جو خادمائی ہوں گی انکے حسن کو تو بڑی تفصیل سے اللہ تعالی نے ذکر فرمادیا، لیکن جنتی عورت کے حسن کے تذکرے زیادہ نہیں کیئے، اسمیں بھی راز ہے، اللہ تعالی یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی عورتوں کے حسن کے تذکرے دوسروں کے سامنے خود دنیا میں نہ کرو تو خود یہ کیسے پسند کریگا کہ جنتی عورتوں کے تذکرے وہ دوسروں کے سامنے کھولتے پھریں، لھذا انہوں نے جنت کی خاداؤں کے تذکرے تو کردیئے کہ جنت کی حوریں ایسی ہوں گی لیکن عورتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

آج لوگوں کو دھوکہ لگ گیا، وہ سمجھتے ہیں کہ جنت میں فقط حوریں ہی ہوں گی حالاں کہ یہ حوریں تو وہاں کی نوکرانیاں ہوں گی، خادمائیں ہوں گی، اور خادمہ میں اور گھر کی مالکن کے اندر تو فرق ہوتا ہے، اب ایک محل ہے جس کے اندر ملکہ زندگی گذار رہی ہوتی ہے، تو ملکہ تو وہ ہوتی ہے جو ساری قوم میں سے حسن کی شاہکار ہوتی ہے، اسکو ملکہ بنایا جاتا ہے اور اسکے ہوتے ہوئے محل کے اندر کسی بدصورت لڑکی کو نہیں رکھا جاتا، بلکہ چن چن کر خوبصورت لڑکیوں کو محل میں رکھا جاتا ہے، محل کی خادمائیں بھی خوبصورت ہوتی ہیں، لیکن ملکہ کا حسن تو سب سے زیادہ ہوتا ہے بالکل اسی طرح جنت میں، حوریں خادمائیں ہیں، اللہ نے انکے حسن کے تذکرے فرمادیئے اور یہ کہا کہ اس سے تم قیاس کرلو کہ جنتی عورت کا حسن کیسا ہوگا۔

حور کا لفظی مطلب

حور کا لفظی مطلب یہ ہے کہ جس کی آنکھ کی سفیدی زیادہ سفید ہو اور سیاہی زیادہ سیاہ ہو علماء نے لکھا کہ جسم کے کچھ حصے ایسے ہیں جو سفید اچھے لگتے ہیں، اور کچھ حصے ایسے ہیں کہ جن پر سیاہی اچھی لگتی ہے، مثال کے طور پہ سر کے بال جتنے زیادہ کالے ہوں گے اتنے زیادہ اچھے لگیں گے، پلکیں جتنی زیادہ کالی ہوں گی اتنی

زیادہ اچھی لگیں گی، آنکھوں کے اندر سیاہی جتنا زیادہ کالا ہوگا اتنا زیادہ اچھا لگے گا، جسم جتنا زیادہ گورا ہوگا اتنا زیادہ خوبصورت لگے گا، تو حور اسکو کہتے ہیں کہ جسکے جسم کی سفید جگہیں زیادہ سفید ہوں اور جو کالی اچھی لگتی ہوں وہ زیادہ کالی ہوں، اسکو "حور" کہتے ہیں، تو گویا اللہ پاک نے نام ہی ایسا رکھدیا کہ نام ہی سے حسن وجمال کا اندازہ ہوجاتا ہے، تاہم اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا ﴿ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴾ "کہ یہ حوریں ایسی ہوں گی جیسے یاقوت اور مرجان ہوتے ہیں"، علماء نے لکھا کہ یاقوت کی طرح شفاف ہوں گی اور مرجان کی طرح سفید ہوں گی، کہیں فرمایا ﴿ فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴾ انمیں خوش خلق خوبصورت موتیوں کے خیموں میں ہوں گی اور جنتی عورتوں کے بارے میں بتایا ﴿ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ ﴾ "نگاہیں ہٹانے والیاں غیر سے" اور جنتی حوروں کے بارےمیں بتلایا ﴿ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴾ "وہ تو ایسے ہوں گی جیسے انڈوں کے اندر محفوظ ہوتی ہیں" اسطرح سے ہوں گی ﴿ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴾ (پ ۲۷ الرحمٰن) باکرہ ہوں گی انسے پہلے انکو نہ انسان نے چھوا ہوگا نہ جن نے "چنانچہ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جنتی مردوں کو اللہ پاک حسن یوسف عطا فرمائیں گے، لحن داؤدی عطا فرمائیں گے اور خلق محمدی عطا فرمائیں گے، یہ جنتی مرد کو اللہ تعالیٰ نعمتیں عطا فرمائیں گے، اور جنتی عورتوں کو اللہ پاک ایک انچارج عطاء فرمائیں گے، جن کو حور عین کہتے ہیں، بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حور، ﴿ وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴾ (پ ۲۷ الواقعہ) خادماؤں کے اوپر جیسے سپروائزر ہوتی ہیں اسی طرح وہ سپروائزر ہوں گی، چنانچہ ایک حور عین کے ساتھ ستر ہزار حوریں اور ہوں گی یہ حور عین دیگر حوروں کے ساتھ ملکر جنتی عورتوں کی خدمت کریں گی۔

جنتی عورتوں کا حسن

جنتی عورتوں کے حسن کے بارےمیں آتا ہے کہ انکے کان میں ایک ہزار بالیاں

ہوں گی، ان کے سر پر سونے کے تاج ہوں گے، سونے کا تاج کہنا آسان ہے لیکن اللہ نے جسکو بنایا ہوگا تو وہ کتنا خوبصورت ہوگا، یہ حوروں کو نہیں ملے گا یہ فقط جنتی عورتوں کے سر پر رکھا جائے گا، تو معلوم یہ ہوا کہ اسکا گھر محل کی مانند ہوگا اور جنتی عورت کو ملکہ بنا کر رکھا جائے گا، ملکہ کے سر پر تاج ہوا کرتا ہے، پھر اسکے بیٹھنے کے لئے ایک تخت بنایا جائے گا، جو سونے کا ہوگا، جنتی مرد کی عمر بتیس سال ہوگی اور جنتی عورت کی عمر اٹھارہ سال کی ہوگی، کیوں کہ اٹھارہ سال کی لڑکی کی جوانی بھرپور ہوتی ہے، اور یہ عورتیں باکرہ ہوں گی، کنواری رہیں گی، اپنے خاوندوں سے میل جول کریں گی لیکن اسکے باوجود کنواری رہیں گی، کنواری لڑکی کے جسم کی بناوٹ اور ہوتی ہے اور بچے ہونے کے بعد جسم کی بناوٹ اور بنجاتی ہے، اسلئے بتا دیا گیا کہ وہاں پر اسکو جو جسم کی خوبصورتی ملے گی وہ خوبصورتی کبھی زائل نہیں ہوگی، انکو یہ ڈر نہیں رہے گا کہ میں کھانا کھاؤں گی تو موٹی ہو جاؤں گی، جس کے ڈر سے بیچاری عورتیں دنیا میں ڈائٹنگ (DIETING) (وزن کم کرتی) پھرتی ہیں اسلئے اللہ پاک نے فرمادیا کہ یہ کنواریاں ہی رہیں گی، حتی کہ ساری زندگی انکا حسن وجمال بڑھتا رہے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اپنے شوہروں کی شیدائی ہوں گی ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُوْرِهِم مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ (پ۱۴ الحجر) جنتی لوگ جتنے بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ انکے دلوں سے رنجشیں نکال دیں گے، غل کو نکال دیں گے، کینہ کو نکال دیں گے، ایک دوسرے کے ساتھ محبتیں ہی محبتیں ہوں گی اور ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گی چنانچہ جنتی عورت کے بارے میں فرمادیا گیا کہ یہ اپنے شوہروں سے عشق کرنے والی ہوں گی، دنیا کے اندر تو یہ شوہروں سے بیوفائی بھی کر جاتی ہیں بعض اوقات طبیعتیں نہیں ملتیں، مگر جنت کا معاملہ اور ہوگا، فرمایا اللہ تعالیٰ انکو ایسا عشق دیدیں گے کہ یہ اپنے مردوں کی شیدائی ہوں گی، نہ انکو حیض ہوگا نہ نفاس ہوگا، نہ حمل ہوگا اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوگی، بلکہ سینے بے کینہ ہوں گے اور اللہ

رب العزت انکو ملکہ کی مانند زندگی عطا فرمائیں گے، جوانکے دل کی خواہش اور تمنا ہوگی اللہ تعالی انکی خواہش اور تمنا کو پورا کردیں گے۔

جنت کا سنگھاروان

دنیا کے اندر عورتوں نے اپنے بیڈروم کے اندر ایک میز سجایا ہوتا ہے اسکے اوپر اپنی آرائش وزیبائش کے لئے کچھ سامان رکھا ہوتا ہے، اللہ رب العزت جنت میں اس چیز سے بے نیاز فرمادیں گے، بلکہ جنت میں ایک جگہ ہوگی جس میں اللہ رب العزت بازار حسن لگائیں گے، سوچئے اور ذرا غور کیجئے! جس طرح دنیا میں بیوٹی پارلر ہوتے ہیں وہاں دلہن کو لے جا کر سجاتے ہیں، وہاں پر عورتیں ہوتی ہیں جنکو سجانے کی مہارت ہوتی ہے، وہ لڑکی کو ایسی خوبصورت دلہن بنا دیتی ہیں کہ انسان انکی مہارت کو دیکھ کر حیران ہی رہجاتا ہے، تو دنیا کے اندر جس طرح بیوٹی پارلر ہوتے ہیں اللہ تعالی نے بھی جنت کے اندر بیوٹی پارلر بنائے ہوں گے، یہ گویا بازار حسن ہوگا، جنتی عورت وہاں جائے گی اور وہاں جا کر جیسا چاہے گی انکی اپنی شخصیت ویسی بن جائے گی، تو اب دیکھئے بات سمجھ میں آئی کہ جنتی عورتوں کے حسن کو اللہ تعالی نے اسلئے کھول کر بیان نہیں کیا کہ انکو تو اللہ تعالی نے ویسا حسن دینا ہے جیسا یہ خود چاہیں گی، حوروں کو تو اللہ نے حسن دیدیا لیکن انکو تو حسن وہ ملنا تھا جو انکو پسند ہو، اسلئے اللہ تعالی نے فرمادیا ﴿ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴾ (پ ۲۴ حم السجدہ) تم کو وہاں وہ ملے گا جس کو تمہارا دل چاہے گا، عورتوں کا یہ مزاج ہے، جس چیز کو دیکھتی ہیں پسند کرلیتی ہیں بیچاری کسی کا کپڑا دیکھتی ہے کہتی ہے میں اس جیسا لباس بناؤں گی، کسی کو دیکھتی ہیں کہ اسنے ایسا میک اپ کیا ہوا ہے سوچتی ہیں میں ایسا میک اپ کروں گی، کسی کو دیکھتی ہیں اسنے ایسا زیور پہنا ہوتا ہے سوچتی ہیں کہ میں ایسا زیور پہنوں گی، سوچتی ہیں فلاں کی گھڑی ایسی ہے میں بھی ایسی پہنوں گی، فلاں نے ایسے میچنگ کی ہوئی ہے میں بھی ایسی میچنگ کروں

گی تو عورتوں کی یہ فطرت ہے یہ جس چیز کو دیکھتی ہیں اپنانے کی کوشش کرتی ہیں ،چوں کہ دنیا میں انکو اپنی مرضی کا حسن بنانے کی فکر لگی ہوتی ہے لہذا جنت میں اللہ نے انکی مرضی پر چھوڑ دیا، وہاں بیوٹی پارلر بنادیا، وہاں جا کر اللہ تعالی انکو ویسا بننے کا موقع دیں گے جیسا یہ خود چاہیں گی، چنانچہ یہ وہاں جائیں گی انکا دل چاہے گا ایسا میری آنکھ کا سرمہ ہو، ویسا ہو جائے گا، ایسے میری پلکیں ہوں ویسی ہو جائیں گی، ایسے میرے بال ہوں وہ ویسے ہو جائیں گے، ایسے میں پوشاک پہنوں وہ ویسے ہو جائیں گے، ناخن ایسے خوبصورت بنیں، وہ ویسے بن جائیں گے ، یہ دل میں سوچتی چلی جائے گی اور انکی وہ چیز ویسے بنتی چلی جائے گی، اب سوچیے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اللہ کی طرف سے کہ ہر عورت کو اسکی اپنی مرضی کا حسن ملے گا حتی کہ یہ کسی دوسری جنتی عورت کی چیز دیکھے گی اور اسکو پسند کرے گی تو اسکی اپنی چیز ویسی بن جائے گی ،اب بتائیے کہ حسن کی کوئی حد نہیں کہ جس کو انسان متعین کر سکے ،اسلئے اللہ رب العزت نے ایک بات فرما کر وضاحت کر دی کہ انکو ہم وہ عطا کریں گے جسکو انکا جی چاہے گا۔

نور کی بارش

جب جنتی لوگ جنت میں جائیں گے تو پہلی نظر جب جنتی وہاں کی مخلوق پر ڈالیں گے، حوروں کو دیکھیں گے، غلمان کو دیکھیں گے، انکے حسن و جمال سے یہ اتنے متاثر ہوں گے کہ ستر سال تک یہ انکے حسن کو دیکھ کر مبہوت کھڑے رہ جائیں گے، اور انکو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ اتنا وقت گذر گیا، جیسے کسی بہت ہی خوبصورت چیز کو بندہ دیکھے تو تھوڑی دیر تک حیران ہی کھڑا دیکھتا رہ جاتا ہے، تو جب جنتی مخلوق کے حسن کو دیکھیں گے تو یہ ستر سال تک اسکے حسن کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے اتنا انکا حسن و جمال ہوگا، لیکن پھر ایک وقت آئے گا جسمیں اللہ رب العزت اپنے بندوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے، تو جب وہ دیدار ہوگا حدیث

پاک میں آتا ہے کہ نور کی بارش ہوگی اور اسکی وجہ سے جنتیوں کے چہروں پر نور کی ایسی چمک آجائے گی اور وہ اتنے خوبصورت ہوجائیں گے کہ جب جنتی لوگ لوٹ کر واپس اپنے گھروں میں آئیں گے تو انکا حسن اتنا بڑھ چکا ہوگا کہ جنتی حور اور غلمان ٹکٹکی باندھ کر انکو دیکھتے رہ جائیں گے، نوکر نوکر ہوتا ہے، گھر کے مالک گھر کے مالک ہوا کرتے ہیں، تو اگر حور وغلمان اتنے خوبصورت ہیں تو سوچئے کہ گھر کے مالک کتنے خوبصورت ہوں گے۔

علماء کی اہمیت

دیدار الٰہی کے بارے میں علماء نے لکھا کہ اللہ رب العزت جنتیوں کو فرمائیں گے کہ اے جنتیو...... ! تمہیں کسی چیز کی کمی ہے، جنتی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز ہمارے پاس موجود ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم اپنے علماء سے جا کر پوچھو، حدیث پاک میں آتا ہے کہ لوگوں کو جس طرح دنیا میں علماء کی ضرورت ہے اسی طرح انکو جنت میں بھی علماء کی ضروت پڑے گی، اسلئے علمائے کرام کی عظمت کو پہچانئے، دنیا میں بھی ہم انکے محتاج اور آخرت میں بھی ہمیں انکی ضروت ہوگی، لوگ انسے جا کر پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے ہمنے کہا ہے کہ ہمارے پاس تو سب چیز موجود ہیں، علما فرمائیں گے کہ ہر چیز اپنی جگہ پر لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾ میں تمہیں اپنا دیدار کراؤں گا، ہمیں ابھی تک اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوا یہ چیز ابھی تک باقی ہے، تو جب جنتیوں کو پتہ چلے گا تو وہ کہیں گے کہ اے اللہ ہمیں سب نعمتوں کے مزے آگئے اب ہمیں آپ کا دیدار کرنا ہے

دیدار الٰہی

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اچھا میرے بندو! میں جنت عدن میں تمہیں اپنا دیدار کراؤں گا، چنانچہ انکو وقت دیا جائے گا یہ سب جنتی بازار حسن میں جائیں گے اور وہاں جا کر اس تقریب کے لئے تیاریاں کریں گے، عورتیں جیسے چاہیں گی انکی

شکلیں خوبصورت بن جائیں گی یہ اچھے لباس پہنیں گی یہ اپنی من مرضی کے حسن کے ساتھ تیار ہو جائیں گی اور اس کے بعد انکو اس جنت کی طرف بلایا جائے گا، سب سے پہلے آدم علیہ السلام اپنی امت کو لیکر نکلیں گے، پھر ابراھیم علیہ السلام اپنی امت کو لیکر نکلیں گے پھر موسیٰ علیہ السلام، پھر عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کے سب مل کر نبی علیہ السلام کے محل کی طرف آئیں گے پھر نبی علیہ السلام اپنے امتیوں کو لیکر نکلیں گے اور یہ سب جنتی جنت عدن کی طرف چلیں گے انکے اردگرد فرشتے ہوں گے جو انکے اردگرد انکے لئے خدام کی مانند ہوں گے اور سب کے سب جنت عدن میں پہنچیں گے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے انبیاء کے لئے نور کے ممبر بنائے ہوں گے انبیاء اپر بیٹھ جائیں گے، صدیقین کے لئے نور کے تخت بنائے ہوئے ہوں گے، صدیقین ان تخت پر بیٹھ جائیں گے، شہداء کے لئے اللہ نے نور کی کرسیاں بنائی ہوئی ہوں گی وہ اپر بیٹھ جائیں گے، مگر نیک لوگ (صالحین) کے لئے اللہ نے مشک کے گدے بنائے ہوئے ہوں گے، وہ ان پر بیٹھ جائیں گے، پھر سب سے پہلے اللہ انکے لئے کھانے کی دعوت فرمائیں گے، دستر خوان لگے گا، سب کے سامنے کھانے آئیں گے حدیث پاک میں ہے سب سے کم درجے کا جو جنتی ہوگا اسکے سامنے بھی کھانا ہزار پلیٹوں کے اندر رکھا جائے گا، اب معلوم نہیں ان کے کیا ذائقے ہوں گے ہر کھانے کا ذائقہ جدا ہوگا، ہر مشروب کا ذائقہ جدا ہوگا، تو جب سب سے کم درجے والے جنتی کے سامنے ستر ہزار پلیٹیں لگیں گی، تو سوچئے کہ دوسرے جنتیوں کے سامنے کتنا کچھ ہوگا، اتنا اللہ کی طرف سے اکرام ہوگا، پھر جب سب لوگ کھانا کھا چکیں گے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندو! تم میرے پاس آئے ہو اب میں تمہیں اپنی خلعت (لباس) پہناتا ہوں، جو میری محبت کی پوشاک ہے، تم نے مجھے دنیا میں خوش کیا آج میں تمہیں خوش کروں گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائیں گے کہ یہ بنی ہوئی پوشاک ہے تم میرے بندوں کو پہنا دیجئے، اس پوشاک کی خوبصورتی کو تو ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ فرشتے وہ پوشاک پہنا دیں گے، لہذا جب پوشاک پہنانے کی تقریب پوری ہو جائے گی، اسکے بعد ایک ہوا چلے گی جس کا نام

مبشرہ" ہوگا اور اس ہوا سے جنتیوں کے لباس میں خوشبو آجائے گی، اسکو آپ یوں سمجھئے کہ جس طرح پرفیوم کی شیشی ہوتی ہے، اسکو آپ پمپ کرتی ہیں، پھر اسکے بخارات آپ کے کپڑوں میں آکر لگتے ہیں تو کپڑوں میں خوشبو آجاتی ہے، یہ تو تھوڑی سی خوشبو ہوتی ہے جو آپ کے کپڑوں میں لگتی ہے، وہاں تو اللہ کی طرف سے ایک ہوا چلے گی وہ پرفیوم کی ہوا ہوگی اور اسکی خوشبو جنتیوں کے تمام کپڑوں میں رچ بس جائے گی، ایسی خوشبو انکو لگا دیں گے، محفل معطر ہو جائے گی، لوگ انتظار میں بیٹھے ہوں گے کہ دیکھئے اب آگے کیا ہوتا ہے اللہ تعالی فرمائیں گے، اے داؤد! (علیہ السلام) میرے بندوں کو میرا کلام سنا دو چنانچہ داؤد علیہ السلام سنائیں گے ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَعُيُونٍ يَلْبَسُونَ مِن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَٰبِلِينَ﴾ (پ ۲۵ الدخان) وہ جنت کی یہ منظر کشی کریں گے تو جنتی لوگ وجد میں آجائیں گے کہ واقعی ہم قرآن میں پڑھا کرتے تھے کہ ایسی محفل ہوگی اور آج اللہ رب العزت نے ہمیں ویسی ہی محفل عطا فرما دی ہے۔ ﴿فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ (پ ۲۷ القمر) اس پرور دگار کی محفل ہوگی جنتی اسمیں ہوں گے یہ اس پرور دگار کا کتنا بڑا اعزاز ہوگا، حتی کہ داؤد علیہ السلام کی تلاوت پر جنتی دو سو سال تک وجد میں رہیں گے جب ذرا ٹھیک ہوں گے پھر اللہ تعالی فرمائیں گے کہ میرے بندو! تم نے اس سے بہتر آواز بھی سنی؟ وہ کہیں گے اے اللہ اس سے بہتر آواز تو نہیں سنی؟ پھر اللہ تعالی فرمائیں گے سنواتا ہوں، پھر اللہ تعالی نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمائیں گے کہ اے میرے محبوب! میرے ان بندوں کو سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰسٓ پڑھ کر سنا دیجئے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نبی علیہ السلام کو حضرت داؤد علیہ السلام سے ستر گنا زیادہ خوش الحانی عطا فرمائیں گے اور اللہ کے محبوب اس خوش الحانی کے ساتھ اللہ کا کلام پڑھیں گے، پانچسو سال جنتیوں کے اوپر وجد کی کیفیت رہے گی، پھر جب کچھ ٹھیک ہوں گے اللہ تعالی پوچھیں گے اے میرے بندو! تمنے اس سے بھی زیادہ کبھی اچھی آواز سنی؟ وہ کہیں گے کہ اے اللہ کبھی نہیں سنی، اللہ تعالی فرمائیں گے، کہ اچھا میں سناتا ہوں! چنانچہ اللہ رب العزت سورۃ الرحمٰن کی خود تلاوت فرمائیں گے،

سبحان اللہ پروردگار پڑھنے والے ہوں گے اور سورہ رحمٰن کی تلاوت کر رہے ہوں گے اور جنتی سن رہے ہوں گے، جب اللہ رب العزت تلاوت کر رہے ہوں گے، کتنا مزہ آئے گا، اس وقت جنت میں ایک ہوا چلے گی، جس سے جنت کے دروازے اور کھڑکیاں بجیں گی، درختوں میں سے آواز آئے گی ایسی عجیب دھنیں ہوں گی، سر ہوں گے، کہ جنتی ان دھنوں اور سروں کی وجہ سے عجیب نشہ کے سے عالم میں ہوں گے، چنانچہ اللہ رب العزت انکو اس طرح کی لذتیں عطا فرمائیں گے، بالآخر جب جنتی اس کیفیت سے لطف اندوز ہو چکیں گے، پھر اللہ رب العزت اپنے اوپر سے اپنی صفات کے حجاب اور پردوں کو ہٹائیں گے اور اپنے چہرے کا دیدار نصیب فرمائیں گے وہ دیدار کیسے ہوگا؟ وہ بے جہت ہوگا، بے کیف ہوگا، بے شبہ ہوگا، بے مثال ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے بندو! تم راتوں کو میری محبت میں جاگتے تھے، تم دنوں میں میری محبت میں نیک عملوں میں لگے ہوتے تھے، تمہیں لوگ برائی کی طرف بلاتے تھے، لیکن تم میری محبت کی وجہ سے برائی سے بچتے تھے، تمہاری نگاہیں جھکی رہتی تھیں، تم اپنی نفسانی خواہشات کو قابو میں کرتے تھے، تم کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے، تمہارے دل میں میرے دیدار کا شوق تھا، میری ملاقات کی تمنا تھی، تم نے برے دوستوں کو چھوڑ دیا، برے کاموں کو چھوڑ دیا تم نے برائیوں سے اپنے آپ کو بچالیا، تم میری محبت میں زندگی گزارتے تھے، میرے بندو! تم نے میرے حسن وجمال کو دیکھنا پسند کیا، آج میں تمہیں اپنا دیدار عطا کرتا ہوں چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے یہ دیدار ایسا ہوگا کہ جنت میں نور کی ایک بارش ہوگی، اور وہ بارش جنتیوں کے چہروں پر اور کپڑوں پر پہنچے گی، اسکی مثال یوں سمجھئے کہ جیسے آندھی آتی ہے تو باہر جتنے لوگ ہوتے ہیں انکے چہروں پر مٹی کی تہ آجاتی ہیں اسی طرح یہ نور کی آندھی ہوگی، جنتیوں کے چہروں پر نور کی ایک تہ آجائے گی اور انکا حسن اتنا بڑھ جائے گا کہ پھر کئی سال تک وہ اللہ کے حسن کا لطف و مزا لیں گے، اور بالآخر وہ واپس لوٹیں گے، اسوقت انکا حسن اتنا بڑھ چکا ہوگا کہ جنتی مخلوق پھر انکو ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اے میرے بندو! یہ تو میرا

پہلی دفعہ دیدار ہوا، اب تمہیں وقفے وقفے سے ہوتا رہے گا، کچھ لوگوں کو جمعہ کے دن ہوگا اور کچھ کو سال کے بعد ہوگا اور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جنکو روزانہ ہوگا اب جنت میں جو عزت ہوگی ایک دوسرے کی یا جو اکرام و مرتبہ ہوگا وہ اللہ تعالی کے دیدار کی وجہ سے بنے گا، جس کو جتنا زیادہ دیدار نصیب ہوتا ہے وہ جنت میں اتنا زیادہ عزت والا انسان ہوگا۔

اللہ کے دیدار کا پیمانہ

﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ (پ ۲۹ القیامہ) مگر اللہ کی طرف سے یہ دیدار کیسا ہوگا؟ اسکے بارےمیں بھی سن لیجئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ اندھا جس کو اللہ نے اندھا پیدا کیا اس نے صبر و شکر اور عبادت کی زندگی گزاری، یہ اندھا جب جنت میں جائے گا تو اللہ رب العزت اسکو یہ عزت عطا فرمائیں گے، یہ ٹکٹکی باندھ کر اللہ کا دیدار کرے گا کبھی بھی اس دیدار سے اوجھل نہیں ہوگا، یہ کیوں ہوگا؟ اللہ تعالی فرمائیں گے کہ یہ وہ میرا بندہ ہے جس نے دنیا میں کبھی کسی غیر کو محبت کی وجہ سے نہیں دیکھا اسلئے یہ اب ہر وقت میرا ہی دیدار کرتا رہے گا، تو گویا دیدار کا پیمانہ یہ ہوگا، اور جو غیر محرم کو محبت محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہوگا، وہ اللہ کے دیدار سے محروم ہوگا، اسلئے سوچ لیجئے! دنیا میں جب کسی مرد نے غیر عورت کی طرف محبت کی نظر ڈالی یا عورت نے کسی غیر مرد کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہر ہر نظر کے بدلے یہ اللہ کے دیدار سے محروم کردیے جائیں گے، سوچئے یہ کتنی بڑی محرومی ہے آج عورتیں بن سنور کر نکلتی ہیں، بازاروں میں بے پردہ نکلتی ہیں، سنئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو عورت اس لئے بنتی اور سنورتی ہے تاکہ اسکو غیر محرم دیکھ کر خوش ہوں، چاہے اسکا رشتہ دار ہو چاہے اسکا پڑوسی ہو، چاہے کوئی اجنبی ہو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ جو عورت اسلئے بنتی اور سنورتی ہے کہ اسپر کوئی غیر محرم مرد اسکی طرف محبت کی نظر ڈالیں اللہ رب العزت اس بننے اور سنورنے کی وجہ سے فیصلہ کر لیتے ہیں کہ میں قیامت کے دن اس عورت کو محبت کی وجہ سے نہیں دیکھوں گا، اسلئے کہ یہ چاہتی ہے کہ غیر مرد دیکھے اسکی

عورت کو میں نہیں دیکھوں گا اب سوچئے کہ کتنا بڑا نقصان ہے، کہ جو جوان لڑکیاں اپنے آپ کو بنا سنوار کر جاتی ہیں تو یہ اللہ رب العزت کی نظروں سے محروم ہو جائیں گی اسلئے جو پردے کا اہتمام کرتی ہیں حجاب پہنتی ہیں یہ نیک بچیاں ہیں، یہ اچھی بچیاں ہیں، یہ خوش نصیب ہیں، یہ اپنے آپ کو غیر محرم سے بچاتی ہیں، اس کے بدلے قیامت کے دن اللہ رب العزت انکو محبت کی نظر سے دیکھیں گے، اب فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے، دنیا کے مردوں کی کمینی نگاہیں، آپ اپنے جسم پر ڈلوانا چاہتی ہیں یا اللہ رب العزت کی پاک نگاہیں اپنے جسم پر ڈلوانا چاہتی ہیں، دنیا کی لذتیں تھوڑے وقت کی ہیں، آخرت کی لذتیں ہمیشہ ہمیش کی ہیں، اللہ رب العزت ہمیں اپنے دیدار کی لذت سے محروم نہ فرمائے اور اپنی محبت کی نظروں سے محروم نہ فرمائے وہ کتنا بدنصیب انسان ہے، جس کے بارے میں اللہ فیصلہ کر لے کہ میں اسکی طرف محبت کی نظروں سے نہیں دیکھوں گا، قرآن پاک میں فرمایا ﴿وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ﴾ اللہ انکی طرف محبت کی نظر سے نہیں دیکھے گا، تو جب اللہ ہی نہیں دیکھے گا تو سوچئے پھر انسان نے کیا کمایا، اور کیا زندگی گذاری، اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم پردے کا خیال رکھیں، مرد عورتوں کی طرف سے نگاہوں کا پرہیز کریں، اور عورتیں مردوں کی طرف سے نگاہوں کا پرہیز کریں، عورتیں بنیں سنوریں اپنے خاوند کے لئے، جسکی شریعت نے اجازت دی یا پھر اپنے دل میں یہ نیت رکھیں کہ میں تو چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن میرا مالک مجھے محبت کی نظر سے دیکھ لے، اسلئے پردہ دار بچیوں کی اگر دوسری انکی ہم عمر بچیاں مذاق کریں اور کہیں کہ تم تو پردہ میں یوں نظر آتی ہو، تم تو یوں لگتی ہو، انکے ساتھ ٹھٹھا مذاق کریں، یہ اپنے دل کو بتا دیں کہ یہ بھلے مذاق کرتی رہیں لیکن میں چاہتی ہوں کہ میں اپنے آپ کو غیر محرم سے بچاؤں تاکہ قیامت کے دن اللہ رب العزت مجھے محبت کی نظر سے دیکھیں، یہی میری کامیابی ہوگی اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے، جس نے اپنے آپ کو پردے میں رکھا اور قیامت کے دن اللہ رب العزت کی نظر پڑگئی وہ خوش نصیب عورت ہے اللہ رب العزت ہمیں ایسا بننے کی توفیق

عطا فرما دے، اور قرآن مجید میں جس طرح جنت کے تذکرے کئے اللہ تعالیٰ یہ اپنی پسندیدہ جگہ ہمکو بھی عطا فرمادے۔

گھر عورت کی ضرورت: سوچنے کی بات ہے کہ عورتیں دنیا کے اندر گھر والی کہلاتی ہیں، اس لیے کہ انکا اکثر وقت گھر میں گذرتا ہے، گھر کی زیبائش اور خوبصورتی کا بھی خیال رکھتی ہیں، گھر انھیں کی طرف منسوب ہوتا ہے، اس لیے مرد سے پوچھتے ہیں کہ گھروالی کا کیا حال ہے، تو عورتیں گھر والی کہلاتی ہیں اس لیے جب شادی ہوتی ہے عورت کی بری تمنا ہوتی ہے کہ مجھے اپنا گھر مل جائے اور جسکا کوئی گھر نہ ہو اور کوئی ورثہ ہو وہ دھکے کھاتی پھرتی ہے، پریشان ہوتی ہے، کہ کاش مجھے چھت مل جاتی، میں اپنا سر چھپالیتی اے بہن! اگر تجھے دنیا میں گھر کی اتنی ضرورت ہے تو سوچ آخرت میں تجھے کیوں ضرورت نہیں؟ اگر اللہ نے آخرت میں تیرے گھر کی الاٹمنٹ نہ کی، تو پھر کیا بنے گا؟ جہنم میں جا کر تیرا کیا حال ہوگا؟ اس لیے آج وقت ہے کہ جنت کے گھر کی الاٹمنٹ کروانے کا، وہ الاٹمنٹ کیسے ہوتی ہے؟ کہ گناہوں سے توبہ کرلیں، ہم نے ایک فہرست بنادی ہے، جس میں سترہ بڑے بڑے کبیرہ گناہ لکھے گئے ہیں، جو انگلش اور اردو میں لکھے ہوئے ہیں، ان کو ابھی ہم تقسیم کروائیں گے، یہ کبیرہ گناہ ہیں آپ ان تمام گناہوں کو بیٹھ کر پڑھیں، اور نشان لگائیں کہ کون کون سا گناہ آپ کرتی ہیں، ان گناہوں سے سچی توبہ کریں جب آپ گناہوں سے سچی توبہ کرلیں گی، اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں گے اور آئندہ نیکوکاری کی زندگی عطا فرمادیں گے، تو آج کی اس محفل میں اپنے گناہوں کی سچی توبہ کرلیجئے اور اپنے رب کے سامنے یہ دعا کیجئے کہ اللہ ہمیں جنت میں گھر عطا فرمادے، جنت کی الاٹمنٹ یہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہو رہی ہے اس لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا تم اس مہینے میں یہ دعاء مانگو (اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ) اے اللہ میں جنت کا سوال کرتی ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتی ہوں رمضان المبارک کے بقیہ دنوں میں یہ کثرت سے دعا مانگو اے اللہ جنت میں گھر عطا فرمادینا یہ عورت کی بڑی تمنا ہوتی ہے اسی پر اپنی بات کو ختم کرتا ہوں رب کریم ہمیں گناہوں سے محفوظ فرمادے اور ہمیں جنت کی نعمتیں عطا فرمادے۔